Postal Reg.No.GDP/001/2013-15

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِيْمِ وَعَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ

قادیان

بدر

BADR

The weekly Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

جلد 64

ایڈیٹر
منصور احمد

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

شمارہ 43

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

8-محرم 1437 ہجری قمری 22-اخاء 1394 ہش 22-اکتوبر 2015ء

اخبار احمدیہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں الحمد للہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اَللّٰهُمَّ اَيِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَبَارِکْ لَنَا فِیْ عُمُرِهٖ وَاَمْرِهٖ

ایک موت کے بعد پھر دوسری موت ایک عظیم الشان نبی کے لئے تجویز کرنا خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں کے برخلاف ہے۔ اور جو شخص ایک مرتبہ مسیح کو مار کر پھر قیامت کے قریب اسی دنیا میں لاتا ہے اُس کی یہ مرضی ہے کہ سب کے لئے ایک موت اور مسیح کے لئے دو موتیں ہوں جس نے دنیا میں کسی جسم اور صورت میں جنم لیا وہ موت سے بچ نہیں سکتا

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

منجملہ افادات امام بخاری کے ایک یہ ہے کہ انہوں نے اپنی صحیح میں پانچ حدیثیں ذکر کر کے متفرق طرق اور متفرق راویوں کے ذریعہ سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مسیح ابن مریم اپنی موت کے بعد اموات میں جاملا اور خدا تعالیٰ کے بزرگ نبی جو اس دنیا سے گذر چکے ہیں اُن میں داخل ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں فوت شدہ جماعت میں اُس کو پایا۔ دیکھو بخاری صفحہ ۵۰ اور صفحہ ۴۵۵ وصفحہ ۴۷۱ وصفحہ ۵۴۸ و ۱۱۲۰۔ اور اِن احادیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ وہ سب نبی اگرچہ دنیوی زندگی کی رو سے مر گئے اور اس جسم کثیف اور اس کے حیات کے لوازم کو چھوڑ گئے لیکن اس عالم میں ایک نئی زندگی جس کو روحانی کہنا چاہئے رکھتے ہیں۔ اور کیا مسیح اور کیا غیر مسیح برابر اور مساوی طور پر اس نئی زندگی کے لوازم اپنے اندر جمع رکھتے ہیں۔ یہی منشاء انجیل میں پطرس کے پہلے خط کا ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کہ وہ یعنی مسیح جسم کے حق میں تو مارا گیا لیکن روح میں زندہ کیا گیا۔ یعنی موت کے بعد مسیح کو روحانی زندگی ملی ہے نہ جسمانی۔ دیکھو پطرس کا پہلا خط تین باب اُنیس آیت۔ اور عبرانیوں کے خط، نو باب ستائیس آیت میں لکھا ہے کہ آدمیوں کے لئے ایک بار مرنا ہے ایسا ہی بائبل کے بہت سے مقامات میں موجود ہے کہ راستبازوں کے لئے ایک موت کے بعد پھر حیات ابدی ہے۔ اب اس بات کے ثابت ہونے کے بعد کہ مسیح مر گیا اور روح اس کی فوت شدہ روحوں میں داخل ہے۔ اگر فرض محال کے طور پر پھر اس کا زندہ ہو کر دنیا میں آنا قبول کر لیں تو آسمان سے اُترنا اس کا بہر حال غیر مسلّم ہوگا۔ کیونکہ ثابت ہو چکا کہ آسمان پر مرنے کے بعد صرف اس کی روح گئی جو دوسری روحوں میں شامل ہو گئی۔ ہاں اس فرض کے بناء پر یہ کہنا پڑے گا کہ کسی وقت اس کی قبر پھٹ جائے گی اور اس میں سے باہر آجائے گا اور یہ کسی کا اعتقاد نہیں۔ ماسوا اس کے ایک موت کے بعد پھر دوسری موت ایک عظیم الشان نبی کے لئے تجویز کرنا خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں کے برخلاف ہے۔ اور جو شخص ایک مرتبہ مسیح کو مار کر پھر قیامت کے قریب اسی دنیا میں لاتا ہے اُس کی یہ مرضی ہے کہ سب کے لئے ایک موت اور مسیح کے لئے دو موتیں ہوں جس نے دنیا میں کسی جسم اور صورت میں جنم لیا وہ موت سے بچ نہیں سکتا۔ دیکھو خط دوم پطرس ۳ باب ۱۰ آیت۔

اور منجملہ افادات امام بخاری کے ایک یہ ہے کہ انہوں نے قطعی طور پر اس بات کا فیصلہ دیکر کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا اور فوت شدہ بندوں میں جاملا، پھر اس پیشگوئی کی نسبت جو اُن کی صحیح میں درج ہے کہ ابن مریم نازل ہوگا، تین قوی قرینے قائم کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ آنے والا ابن مریم ہرگز وہ مسیح ابن مریم نہیں ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی۔ چنانچہ اوّل قرینہ یہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لانبی بعدی۔ صفحہ ۶۳۳۔ دوم قرینہ یہ ہے کہ آنے والے مسیح کی نسبت اِمامکم منکم کا قول استعمال کیا گیا ہے جس سے صاف طور پر جتلا دیا ہے کہ وہ مسیح آنے والا اصل مسیح نہیں ہے بلکہ وہ تمہارا ایک امام ہوگا اور تم میں سے ہوگا۔ اور کسی اَور امام کا مسیح کے ساتھ ہونا ہرگز ذکر نہیں کیا۔ بلکہ امامت کی وجہ سے ہی مسیح موعود کا نام حَکَم رکھا عدل رکھا مُقسط رکھا۔ اگر وہ امام نہیں تو یہ صفات جو امامت سے ہی تعلق رکھتے ہیں کیوں کر اس کے حق میں بولے جاسکتے ہیں۔ اور اگر کہو کہ امامت سے مراد نماز خوانی کی امامت ہے جیسا کہ ہر ایک مسجد میں ملّاں ہوا کرتے ہیں تو یہ عجیب عقل کی بات ہے۔ کیونکہ یہ تو ہرگز ممکن نہیں کہ بیس کروڑ مسلمانوں کے لئے جو مختلف بلاد میں جابجا سکونت رکھتے ہیں پنجوقت نماز ادا کرنے کے لئے ایک ہی امام کافی ہو۔ بلکہ بڑے بڑے لشکروں کے لئے بھی جو جابجا حسب مصالح جنگی متفرق ہوں ایک امام کافی نہیں ہوسکتا۔ سو نماز پڑھانے کی امامت جیسا کہ آج کل لاکھوں آدمی کر رہے ہیں یہی تعداد ہر ایک زمانہ کے لئے لابدی اور لازمی ہے جو صرف ایک سے انجام پذیر نہیں ہوسکتی۔ بلکہ امام سے مراد رہنما اور پیشوا اور خلیفہ ہے جس کی صفات میں سے حَکَم اور عدل اور مقسط ہونا بیان کیا گیا ہے۔ اب آنکھ کھول کر دیکھنا چاہئے کہ یہ صفات بخاری کے سیاق سباق دیکھنے سے مسیح موعود کے حق میں اطلاق پائے ہیں یا کسی اور کے حق میں۔ اے بندگانِ خدا کچھ تو ڈرو۔ دیکھو تمہارا دل ہی تمہیں ملزم کرے گا کہ تم حق پر پردہ ڈال رہے ہو۔ ڈرو۔ اے لوگو ڈرو اور خدا اور رسول کے فرمودہ سے عمداً انحراف مت کرو اور الحاد اور تحریف سے باز آجاؤ۔ اللہ اور رسول کے کلمات کو اُن کے مواضع سے کیوں پھیرتے ہو۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 589 تا 591)

124 واں جلسہ سالانہ قادیان مورخہ 26، 27، 28 دسمبر 2015ء کو منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 124 ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے 26، 27، 28 دسمبر 2015ء بروز ہفتہ، اتوار، سوموار کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے اس بابرکت جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے دعاؤں کے ساتھ تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للّٰہی جلسے سے کما حقہ مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ جلسہ بکثرت سعید روحوں کی ہدایت کا موجب ہو۔ آمین۔

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

خطبہ عید الاضحیہ

آج ہم عید الاضحیٰ منا رہے ہیں۔اس عید کا اور حج کا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانیوں سے تعلق ہے۔
اس عید کا تعلق اس دَور سے ہے جب آدم کی اولاد میں جہاں ذاتی قربانی کے اعلیٰ معیار قائم ہوئے وہاں اپنے اہل کی قربانی کا نیا دَور بھی شروع ہوا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں جو کچھ ہمیں نظر آتا ہے اس کے انتہائی اونچے مقام ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نظر آتے ہیں۔ جس طرح حضرت ابراہیم نے ذات کی اور اہل کی قربانی کر کے خانہ کعبہ کو بنایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہمیشہ کے لئے بتوں سے پاک کر کے توحید کے قیام کا مرکز بنا دیا اور تمام دنیا کو خانہ کعبہ کی طرف جھکانے والا بنا دیا اور بہت بڑی بڑی قربانیاں اس کے لئے دیں۔

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو بھیجا جنہوں نے پھر ایک جماعت قائم کر کے اس سے ان مقاصد کو پورا کرنے کے لئے ہر قربانی کے لئے ایک عہد لیا ہے۔پس ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ اس کا اِدراک حاصل کرنے کے لئے سورۃ جمعہ میں ''آخرین'' پر ڈالی گئی اس ذمہ داری پر غور کرے۔ اللہ تعالیٰ کے احسان کی قدر کرے۔اپنے عہد بیعت کو نبھانے کی حتی المقدور کوشش کرے اور ان لوگوں میں شامل ہو جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانیوں کے مقصد کو جاننے والا اور اسے پورے کرنے والا ہو۔ان لوگوں میں شامل ہو جو خانہ کعبہ کی تعمیر کے مقاصد کو پورا کرنے کی کوشش کرنے والا ہو۔

تربیت کے ہر پہلو پر جب ہماری نظر ہوگی، جب نفس کو پاک کرنے کی طرف توجہ ہوگی تبھی ہم اپنی عملی حالتوں کی بہتری سے تبلیغ کے کام بھی کر سکیں گے اور دنیا کو خانہ کعبہ کی طرف جھکنے والا بھی بنا سکیں گے۔ورنہ خانہ کعبہ کی طرف ظاہری منہ پھیرنا اور اس کی طرف منہ کر کے عبادت کرنا کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ یہ حج اگر اللہ تعالیٰ کے حکموں کو پس پشت ڈال کر کئے جاتے ہیں تو کوئی فائدہ نہیں دیں گے جب تک کہ حقیقی عبادتوں کے معیار قائم نہیں ہوتے۔

آج مسلمانوں کی مثالیں ظلم پھیلانے والوں کے طور پر دی جا رہی ہیں۔غیر مسلموں کو اسلام پر اعتراض کی جرأت اس لئے پیدا ہو رہی ہے کہ گو مسلمان خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز تو پڑھتے ہیں لیکن اس کی تعمیر کے مقصد کو بھول رہے ہیں۔خانہ کعبہ تو سلامتی اور امن کی نشانی کے طور پر تعمیر کیا گیا تھا لیکن آج مسلمان، مسلمان ہی کی گردن کاٹ رہے ہیں۔جب ہم ایسی حرکتیں دیکھتے ہیں تو پھر ہر احمدی کی توجہ پہلے سے بڑھ کر اس طرف ہونی چاہئے کہ اس نے اس عید سے کیا سبق حاصل کرنا ہے۔اس نے بکرے صرف گوشت کھانے کے لئے قربان نہیں کرنے بلکہ اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے کرنے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اور سب سے بڑھ کر ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کی روح کیا تھی۔وہ ہمیں کیا سبق دینا چاہتے تھے۔

دین کی خاطر بعض اوقات اپنوں سے تعلقات کو بھی قربان کرنا پڑتا ہے۔رشتہ داریوں کو بھی چھوڑنا پڑتا ہے۔یہ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی دینی پڑی۔ لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اس سے بڑھ کر یہ قربانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قربانی کے یہ اعلیٰ معیار قائم کئے تو آپؐ کے صحابہ بھی اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے نہ صرف ہر قربانی کے لئے تیار ہوئے بلکہ بے دریغ قربانیاں دیں۔ پس ہم جو آخرین میں شمار ہوتے ہیں ہمیں بھی ان قربانیوں کو یاد رکھنا چاہئے۔دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اپنے ہر رشتہ کو ثانوی حیثیت دیں۔

یہ بات ہمیں یاد رکھنی چاہئے کہ اپنی نسلوں کو بھی ان حقیقی عیدوں کا ادراک پیدا کروائیں۔ان کی اس نہج پر تربیت کریں کہ وہ بھی ذاتی اور اہلی قربانی کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔ورنہ اگر قربانیوں کی اہمیت کا یہ تسلسل ہم نے اپنی اولادوں میں قائم نہ رکھا۔اگر ہم خود اس کی اہمیت کو بھول گئے تو پھر انعامات سے بھی محروم کر دیئے جائیں گے۔قربانی کی عید سے یہ سبق لینا چاہئے کہ ہم نے اپنی اولاد کو قربانی کے لئے تیار کرنا ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربانی کے لئے تیار کیا تھا تبھی تو وہ ذبح ہونے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی ابراہیم کہا ہے اور آپ کو بھی کثرت سے جماعت کے پھیلنے کی خوشخبری دی ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو ایسے لوگ کثرت سے عطا فرمائے گا جو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی طرح قربانیوں کو بھی یاد رکھیں گے اور توحید پر قائم رہنے والے ہوں گے۔توحید کو پھیلانے والے بھی ہوں گے اور اس کے لئے کسی قربانی سے دریغ بھی نہیں کریں گے

متفرق دعاؤں کی خصوصی تحریک۔حج کے دوران حادثہ میں وفات پانے والے سینکڑوں افراد کے لئے رحم اور مغفرت کی دعا۔

خطبہ عید الاضحیہ سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 25 ستمبر 2015ء بمطابق 25 تبوک 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن

(خطبہ عید کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

جیسا کہ ہم میں سے ہر ایک جانتا ہے کہ آج ہم عید الاضحیٰ منا رہے ہیں۔اس عید کا اور حج کا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانیوں سے تعلق ہے۔اس عید کا تعلق اس دَور سے ہے جب آدم کی اولاد میں جہاں ذاتی قربانی کے اعلیٰ معیار قائم ہوئے وہاں اپنے اہل کی قربانی کا نیا دَور بھی شروع ہوا۔ذاتی قربانی تو

باقی صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

مومنین کو کبھی تو ذاتی طور پر نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کبھی جماعتی طور پر نقصان ہوتا ہے لیکن حقیقی مومن ہر طرح کے نقصان سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے کامیاب ہو کر نکلتا ہے

اس مضمون پر قرآنی آیات اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مختلف تحریرات وارشادات کے حوالہ سے بصیرت افروز رہنمائی اور احباب کو اہم نصائح

اس بات کو ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ نہ ہمارے اپنے دل میں کبھی یہ خیال آئے کہ خدا تعالیٰ کیوں بڑے بڑے نقصانوں اور ابتلاؤں سے ہمیں گزارتا ہے اور نہ ہی کسی مخالف کے ہنسی ٹھٹھا کرنے یا یہ کہنے پر ہم پریشان ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے تو پھر تمہارا نقصان کیوں ہوتا ہے۔

مومنین کے لئے مصائب اور مشکلات ہمیشہ نہیں رہتے۔ آتے ہیں، چلے جاتے ہیں۔ پس صبر اور دعا اور اپنے عملوں سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بنو اور جب بھی مشکلات میں سے گزرو، جب بھی مصائب آئیں تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہنے والوں میں شامل ہو جاؤ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو پھر اللہ تعالیٰ بشارت دیتا ہے۔

دشمن کی دشمنی اور ان کا ہنسی ٹھٹھا ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا اگر ہمارا اللہ تعالیٰ سے صحیح تعلق ہے، حقیقی تعلق ہے۔

مسجد بیت الفتوح سے متّصل دو ہالوں میں آگ لگنے کے واقعہ پر غیر احمدی مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مختلف ردّعمل اور میڈیا میں اس کی تشہیر کے حوالہ سے تذکرہ

گو بظاہر تو ہماری مسجد سے متّصل ایک حصے کو آگ لگی لیکن ہمارا تو یہ نقصان انشاء اللہ تعالیٰ پورا ہو جائے گا اور انشاء اللہ ہم اللہ تعالیٰ کی بشارتوں سے حصہ بھی لینے والے ہوں گے اور یہ صبر اور دعا ہمیں اللہ تعالیٰ کی ٹھنڈک اور ٹھنڈی چھاؤں کی آغوش میں لے لے گا لیکن اس ظاہری آگ سے بھی مخالفین کی حسد کی آگیں بھی بھڑک رہی ہیں۔

حاسدوں کے حسد تو اور بڑھیں گے اس لئے دعاؤں کی طرف بھی توجہ دیں۔ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ کی دعا اور اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ کی دعا پڑھیں اور رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ کی دعا پڑھنی چاہئے۔ اگر یہ واقعہ میں ہماری نااہلی اور کمزوری کی وجہ سے ہوا ہے تو استغفار بھی بہت زیادہ پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ہمیں اپنی ذمہ داریاں صحیح رنگ میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کمزوریوں کو دور فرمائے۔ اور اگر یہ آزمائش ہے تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس میں سے بھی کامیابی سے گزارے اور اپنے انعامات پہلے سے بڑھ کر عطا فرمائے اور ان صابرین میں ہمارا شمار فرمائے جن کو خوشخبریاں عطا فرماتا ہے اور پہلے سے بڑھ کر ہم ترقیات دیکھیں۔

مکرم چوہدری محمود احمد صاحب مبشر درویش قادیان، مکرم خالد سلیم عباس ابوراجی صاحب سیریا اور ایک اور سیرین احمدی دوست مکرم احمد الرحال صاحب کی وفات۔

مرحومین کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 02/ اکتوبر 2015ء بمطابق 02 اخاء 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ۔ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ (البقرۃ:156-157)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم ضرور تمہیں کچھ خوف اور کچھ بھوک اور کچھ اموال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ذریعہ آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔ ان لوگوں کو جن پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم یقیناً اللہ ہی کے ہیں اور ہم یقیناً اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

ان آیات میں مومنوں کی ان خصوصیات کا ذکر کیا گیا ہے جو وہ مشکلات اور مصائب یا کسی بھی قسم کے نقصان کے ہونے پر دکھاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک حقیقی مومن کا اسی وقت پتا چلتا ہے جب وہ ان خصوصیات کا حامل بنے۔ مومنین کو کبھی تو ذاتی طور پر نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کبھی جماعتی طور پر نقصان ہوتا ہے لیکن حقیقی مومن ہر طرح کے نقصان سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے کامیاب ہو کر نکلتا ہے اور اسے نکلنا چاہئے۔ اس مضمون پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف تحریرات اور ارشادات میں بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ مختلف زاویوں سے اس مضمون کو بیان فرمایا ہے۔ اِس وقت میں اس تعلق سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک دو حوالے پیش کروں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان آیات کی وضاحت فرماتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’مصیبتوں کو بُرا نہیں ماننا چاہئے کیونکہ مصیبتوں کو برا سمجھنے والا مومن نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ۔ الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتۡہُمۡ مُّصِیۡبَۃٌ قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ‘‘۔

فرمایا کہ ’’یہی تکالیف جب رسولوں پر آتی ہیں تو ان کو انعام کی خوشخبری دیتی ہیں اور جب یہی تکالیف بدوں پر آتی ہیں تو ان کو تباہ کر دیتی ہیں۔ غرض مصیبت کے وقت قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھنا چاہئے کہ تکالیف کے وقت خدا تعالیٰ کی رضا طلب کرے‘‘۔

فرمایا کہ مومن کی زندگی کے دو حصے ہیں۔ ’’جو نیک کام مومن کرتا ہے اس کے لئے اجر مقرر ہوتا ہے۔ مگر صبر ایک ایسی چیز ہے جس کا ثواب بے حد و بے شمار ہے‘‘۔ (نیکی کا اجر ہے لیکن صبر کا ثواب بہت زیادہ ہے۔) ’’خدا تعالیٰ فرماتا ہے یہی لوگ صابر ہیں یہی لوگ ہیں جنہوں نے خدا کو سمجھ لیا۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں کی زندگی کے دو حصّے کرتا ہے جو صبر کے معنی سمجھ لیتے ہیں۔ اوّل جب وہ دعا کرتا ہے (یعنی صبر کرنے والا) تو خدا تعالیٰ اسے قبول کرتا ہے جیسا کہ فرمایا اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (المؤمنون:61) اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرۃ:187)۔ دوم بعض دفعہ اللہ تعالیٰ مومن کی دعا کو بعض مصلحت کی وجہ سے قبول نہیں کرتا تو اس وقت مومن خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے۔ تنزل کے طور پر کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن سے دوست کا واسطہ رکھتا ہے۔ جیسا کہ دو دوست ہوں ان میں سے ایک دوسرے کی بات تو کبھی مانتا ہے اور کبھی اس سے منواتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اس تعلق کی مثال ہے جو وہ مومن سے رکھتا ہے۔ کبھی وہ مومن کی دعا کو قبول کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (المؤمن:61)۔ اور کبھی وہ مومن سے اپنی باتیں منوانی چاہتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے وَلَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ۔ پس اس بات کو سمجھنا ایمانداری ہے کہ ایک طرف زور نہ دے‘‘۔

فرمایا ’’مومن کو مصیبت کے وقت میں غمگین نہیں ہونا چاہئے۔ وہ نبی سے بڑھ کر نہیں ہوتا۔ اصل بات یہ ہے کہ مصیبت کے وقت ایک محبت کا سرچشمہ جاری ہو جاتا ہے۔ مومن کو کوئی مصیبت نہیں ہوتی جس سے اس کو ہزار ہا قسم لذّت نہیں پہنچتی‘‘۔

پھر آپ نے فرمایا کہ ’’خدا تعالیٰ کے پیاروں کو گناہ سے مصائب نہیں پہنچتے‘‘۔ (یعنی گناہ کی وجہ سے مصیبتیں نہیں آتیں) آپ فرماتے ہیں کہ ’’مومن کے جوہر بھی مصائب سے کھلتے ہیں۔ چنانچہ دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دکھوں اور نصرت کے زمانے پر آپ کے اخلاق کو کس طرح ظاہر کیا۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکالیف نہ پہنچتے تو اب ہم ان کے اخلاق کے متعلق کیا بیان کرتے۔ مومن کی تکالیف کو دوسرے بیشک تکالیف سمجھتے ہیں مگر مومن اس کو تکالیف نہیں خیال کرتا‘‘۔ فرمایا کہ ’’یہ ضروری بات ہے کہ انسان اپنی سچی توبہ پر قائم رہے اور یہ سمجھے کہ توبہ سے اس کو ایک نئی زندگی ملتی ہے۔ اور اگر توبہ کے ثمرات چاہتے ہو تو عمل کے ساتھ توبہ کی تکمیل کرو۔ دیکھو جب مالی بوٹا لگاتا ہے پھر اس کو پانی دیتا ہے اور اس سے اس کی تکمیل کرتا ہے اسی طرح ایمان ایک بوٹا ہے اور اس کی آبپاشی عمل سے ہوتی ہے اس لئے ایمان کی تکمیل کے لئے عمل کی از حد ضرورت ہے۔ اگر ایمان کے ساتھ عمل نہیں ہوں گے تو بوٹے خشک ہو جائیں گے اور وہ خائب و خاسر رہ جائیں گے‘‘۔

(بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول صفحہ 603-604و، البدر 20 مارچ 1903 نمبر 9 جلد 2 صفحہ 67)

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’تم مومن ہونے کی حالت میں ابتلا کو برا نہ جانو اور برا وہی جانے گا جو مومن کامل نہیں ہے۔ قرآن شریف فرماتا ہے کہ وَلَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ۔ الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتۡہُمۡ مُّصِیۡبَۃٌ قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ (البقرۃ:157) خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم کبھی تم کو مال سے یا جان سے یا اولاد سے یا کھیتوں وغیرہ کے نقصان سے آزمایا کریں گے مگر جو ایسے وقتوں میں صبر کرتے اور شاکر رہتے ہیں تو ان لوگوں کو بشارت دو کہ ان کے واسطے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کشادہ اور ان پر خدا کی برکتیں ہوں گی جو ایسے وقتوں میں کہتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ یعنی ہم اور ہمارے متعلق کُل اشیاء یہ سب خدا ہی کی طرف سے ہیں اور پھر آخر کار ان کا لوٹنا خدا ہی کی طرف ہے۔ کسی قسم کے نقصان کا غم ان کے دل کو نہیں کھاتا اور وہ لوگ مقام رضا میں بود و باش رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ صابر ہوتے ہیں اور صابروں کے واسطے خدا نے بے حساب اجر رکھے ہوئے ہیں‘‘۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’بعض لوگ اللہ تعالیٰ پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ ہماری دعا کو قبول نہیں کرتا یا اولیاء لوگوں پر طعن کرتے ہیں (یعنی جو اولیاء اللہ ہوتے ہیں ان پر لوگ طعن کرتے ہیں، ان کو طعنوں کا نشانہ بناتے ہیں) کہ ان کی فلاں دعا قبول نہیں ہوئی۔‘‘ فرمایا کہ ’’اصل میں وہ نادان اس قانون الٰہی سے ناآشنا محض ہوتے ہیں۔ جس انسان کو خدا سے ایسا معاملہ پڑا ہو گا وہ خوب اس قاعدہ سے آگاہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے مان لینے کے اور منوانے کے دو نمونے پیش کئے ہیں انہی کو مان لینا ایمان ہے۔ تم ایسے نہ بنو کہ ایک ہی پہلو پر زور دو۔ ایسا نہ ہو کہ تم خدا کی مخالفت کر کے اس کے مقررہ قانون کو توڑنے کی کوشش کرنے والے بنو‘‘۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 198-199۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آپ نے فرمایا کہ ’’انسان کے واسطے ترقی کرنے کے دو ہی طریق ہیں۔ اوّل تو انسان تشریعی احکام یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ تکالیف شرعیہ کی پابندی سے جو کہ خدا کے حکم کے موجب خود بجالا کر کرتا ہے مگر یہ امور چونکہ انسان کے اپنے ہاتھ میں ہوتے ہیں اس لئے کبھی ان میں سستی اور تساہل بھی کر بیٹھتا ہے اور کبھی ان میں کوئی آسانی اور آرام کی صورت ہی پیدا کر لیتا ہے۔ لہٰذا دوسرا وہ طریق ہے جو براہ راست خدا کی طرف سے انسان پر وارد ہوتا ہے اور یہی انسان کی اصلی ترقی کا باعث ہوتا ہے کیونکہ تکالیف شرعیہ میں انسان کوئی نہ کوئی راہ بچاؤ یا آرام و آسائش کی نکال ہی لیتا ہے۔ دیکھو کسی کے ہاتھ میں تازیانہ دے کر اگر اسے کہا جاوے کہ اپنے بدن پر مار تو قاعدہ کی بات ہے کہ آخر اپنے بدن کی محبت دل میں آ ہی جاتی ہے۔ کون ہے جو اپنے آپ کو دکھ میں ڈالنا چاہتا ہے؟ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے انسانی تکمیل کے واسطے ایک دوسری راہ رکھ دی اور فرمایا وَلَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ۔ الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتۡہُمۡ مُّصِیۡبَۃٌ قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ (البقرۃ:156-157)۔ ہم آزماتے رہیں گے تم کو کبھی کسی قدر خوف بھیج کر، کبھی فاقہ سے، کبھی مال، جان اور پھلوں پر نقصان وارد کرنے سے۔ مگر ان مصائب شدائد اور فقر و فاقہ پر صبر کر کے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کہنے والے کو بشارت دے دو کہ ان کے واسطے بڑے بڑے اجر، خدا کی رحمتیں اور اس کے خاص انعامات مقرر ہیں۔ دیکھو ایک کسان کس محنت اور جانفشانی سے قلبہ رانی کر کے زمین کو درست کرتا۔ پھر تخم ریزی کرتا۔ آبپاشی کی مشکلات جھیلتا ہے۔ آخر جب طرح طرح کی مشکلات، محنتوں اور حفاظتوں کے بعد کھیتی تیار ہوتی ہے تو بعض اوقات خدا کی باریک در باریک حکمتوں سے ژالہ باری ہو جاتی یا کبھی خشک سالی ہی کی وجہ سے کھیتی تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔ غرض یہ ایک مثال ہے ان مشکلات کی جن کا نام تکالیف قضا و قدر ہے۔ ایسی حالت میں مسلمانوں کو جو پاک تعلیم دی گئی ہے وہ کیسی رضا بالقضا کا سچا نمونہ اور سبق ہے اور یہ بھی صرف مسلمانوں ہی کا حصہ ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 413-414۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اس بات کو ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ نہ ہمارے اپنے دل میں کبھی یہ خیال آئے کہ خدا تعالیٰ کیوں بڑے بڑے نقصانوں اور ابتلاؤں سے ہمیں گزارتا ہے اور نہ ہی کسی مخالف کے ہنسی ٹھٹھا کرنے یا یہ کہنے پر ہم پریشان ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے تو پھر تمہارا نقصان کیوں ہوتا ہے۔

ان اقتباسات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے سامنے جو باتیں بیان فرمائی ہیں ان کے بعض اہم نکات مَیں پھر آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیشہ یاد رکھو کہ جب تکالیف اور مشکلات رسولوں پر یا اللہ تعالیٰ کے پیاروں پر آتی ہیں اور اس حوالے سے انبیاء کی جماعتوں پر بھی آتی ہیں جو ان کی صحیح تعلیم پر چلنے والے ہوں تو بہرحال جب اللہ تعالیٰ کے پیارے ان تکالیف سے گزرتے ہیں تو خدا تعالیٰ انہیں کسی مشکل، مصیبت میں ڈالنے کے لئے یا سزا دینے کے لئے تکالیف میں سے نہیں گزارتا بلکہ ان کو انعامات کی خوشخبری دیتا ہے۔ اور جب اس قسم کی تکالیف خدا تعالیٰ کے رسولوں اور ان کی جماعت کے مخالفین پر آتی ہیں اور بدوں پر آتی ہیں تو وہ ان کی تباہی بن کر آتی ہیں اور انہیں تباہ کر دیتی ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مشکلات پر صبر کرنے والے اللہ تعالیٰ کے بے حد و حساب ثواب کے وارث بنتے ہیں۔

پس ایک مومن کو صبر کے معنی سمجھنے کی ضرورت ہے۔ صبر کے یہ معنی نہیں ہیں کہ انسان کسی نقصان پر افسوس نہ کرے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی نقصان، کسی تکلیف کو اپنے اوپر اتنا وارد نہ کر لے کہ ہوش و حواس کھو بیٹھے اور مایوس ہو کر بیٹھ جائے اور اپنی عملی طاقتوں کو استعمال میں نہ لاوے۔ پس ایک حد تک کسی نقصان پہ افسوس بھی ٹھیک ہے، کرنا چاہئے اور اس کے ساتھ ہی ایک نئے عزم کے ساتھ اگلی منزلوں پر قدم مارنے کے لئے پہلے سے بڑھ کر کوشش کا عزم اور عمل ضروری ہے۔

پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ صبر کرنے والے کو ہی دعا کی حقیقت بھی معلوم ہوتی ہے۔ کبھی اللہ تعالیٰ دعا فوری قبول کر لیتا ہے تو کبھی اللہ تعالیٰ کسی مصلحت کی وجہ سے دعا قبول نہیں کرتا۔ لیکن مومن کا کام ہے کہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہے اور اللہ تعالیٰ کے کسی فعل پر شکوہ نہ کرے۔ یہی حقیقی صبر ہے اور جب ایسی صبر کی حالت ہو تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوب نوازتا ہے، انعامات دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حقیقی بندے مشکلات کے وقت میں بھی لذّت اٹھا رہے ہوتے ہیں کیونکہ ان کو نظر آ رہا ہوتا ہے کہ ان مشکلات کے پیچھے بھی اللہ تعالیٰ کے بیشمار انعامات اور فضل چلے آ رہے ہیں۔ پس آپ نے فرمایا کہ مومن کو مصائب اور مشکلات ان کے گناہوں کی وجہ سے نہیں پہنچتیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امتحان ہوتا ہے تا کہ دنیا کو بھی پتا چل جائے کہ خدا تعالیٰ کے بندے ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والے ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا میں سب سے زیادہ پیارا وجود اللہ تعالیٰ کو جو ہے یا تھا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تھی لیکن آپؐ کو بھی بیشمار تکالیف پہنچیں بلکہ ذاتی تکالیف بھی پہنچیں اور جماعتی تکالیف بھی پہنچیں اور یہ تکالیف جتنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی ہیں کسی اور کو نہیں پہنچیں۔ لیکن ہر طرح کی تکلیف میں آپ کے صبر اور راضی برضا رہنے کا نمونہ دنیا میں ہمیں کہیں اور نظر بھی نہیں آتا اور یہی وہ اعلیٰ خُلق ہے جو تمام مسلمانوں کے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں بھی سچی توبہ کی طرف بھی توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ بھی تمہاری کامیابیوں اور امتحانوں میں سے سرخرو ہو کر نکلنے کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ پس مومن کا کام ہے کہ عمل کے ساتھ ساتھ توبہ کی طرف بھی توجہ دے۔ یعنی ہر مشکل اور امتحان کے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور جھک کر اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرے اور پھر نیک اعمال سے اپنی اصلاح کے تسلسل کو جاری رکھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جس طرح ایک مالی پودا لگا کر پھر اسے پانی دیتا ہے، اسے پالتا ہے، اسے سینچتا ہے اسی طرح مومنوں کو بھی چاہئے کہ ایمان کے پودے کو نیک اعمال کا پانی لگائیں۔ اگر یہ کرو گے تو یہی ایک مومن کی کامیابی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ لوگوں کی باتوں سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ بہت سارے لوگ باتیں کرتے ہیں۔ لوگ تو اولیاء اللہ پر بھی اعتراض کرتے آئے ہیں کہ ان کی فلاں دعا قبول نہیں ہوئی، فلاں قبول نہیں ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ ایسے اعتراض کرنے والے دراصل قانون الٰہی سے ہی لاعلم ہیں۔ ایک مومن تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی تو مان لیتا ہے اور کبھی منواتا ہے یہی اس کا قانون ہے۔ آپ نے ہمیں نصیحت فرمائی کہ تم ایسے نہ بنو جو اس قانون کو توڑنے والے ہوتے ہیں۔

یہ جو یہاں آگ لگنے کا ہی واقعہ ہو رہا تھا اس وقت ایک دوست نے مجھے بتایا کہ ان کے ایک غیر احمدی دوست کہنے لگے کہ اگر تم لوگوں کی اتنی دعائیں قبول ہوتی ہیں تو یہ آگ لگی کیوں؟ یہ مشکل تمہارے پہ آئی کیوں؟ خیر اس نے اس کو دلیل دی۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مشکلات نہیں آئی تھیں یا مومنین پر نہیں آتیں۔ لیکن

بہرحال یہ اعتراض کرنے والے اعتراض کرتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ تم ایسے نہ بنو جو قانون کو توڑنے والے ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مومنین کے لئے مصائب اور مشکلات ہمیشہ نہیں رہتے۔ آتے ہیں، چلے جاتے ہیں۔ پس صبر اور دعا اور اپنے عملوں سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بنو اور جب بھی مشکلات میں سے گزرو، جب بھی مصائب آئیں تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ کہنے والوں میں شامل ہو جاؤ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو پھر اللہ تعالیٰ بشارت دیتا ہے۔ جب انسان اِنَّا لِلّٰہِ کہتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں۔ پس جب ہم مصائب یا نقصان دیکھ کر اِنَّا لِلّٰہِ کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم جب اللہ تعالیٰ کے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں کبھی تباہ و برباد نہیں کرے گا۔ اگر کوئی مشکل آئی ہے تو شاید اللہ تعالیٰ ہمیں پہلے سے بڑھ کر انعام دینے کے لئے تیار کرنا چاہتا ہے اور اِنَّـا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ کہہ کر پھر ہم اللہ تعالیٰ کے آگے جھک کر یہ کہتے ہیں کہ آئندہ کے بڑے انعام میں ہماری وجہ سے پھر کوئی روک نہ پیدا ہو بلکہ اے اللہ! ہم تیری طرف جھکتے ہوئے یہ انعام مانگتے ہیں اور ہمیشہ تیرے فضلوں کے ہی طلبگار ہیں۔ پس ہمیں صابر بھی بنا اور ہمیں اپنے عملوں کو بہتر کرنے والا بھی بنا اور ہمیں اپنی طرف ہمیشہ جھکا رہنے والا بھی بنا اور جب ہم یہ حالت پیدا کریں گے تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ ترقیات بھی ہوں گی اور پہلے سے بڑھ کر جماعتی ترقیات ہمیں نظر آئیں گی۔ دشمن کی دشمنی اور ان کا ہنسی ٹھٹھا ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا اگر ہمارا اللہ تعالیٰ سے صحیح تعلق ہے، حقیقی تعلق ہے۔

جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی بتایا گزشتہ دنوں یہاں مسجد کے متّصل دو ہالوں میں آگ کی وجہ سے بڑا نقصان ہوا۔ بڑی خوفناک آگ تھی۔ اس پر جب مختلف ٹی وی چینلز اور دوسرے میڈیا نے خبر دی ہے تو بعض بغض و کینہ میں بڑھے ہوئے لوگوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ ایک مثال مَیں نے پہلے بھی دی کہ اچھا ہوا یہ مسجد جل رہی ہے۔ بلکہ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ یہ مسجد ہے ہی نہیں کیونکہ یہ مسلمان نہیں اس لئے ان کی جو بھی عبادت کی جگہ ہے وہ جل رہی ہے۔ ان لوگوں نے پہلے تو خوشی منائی پھر افسوس کا جو اظہار کیا وہ اس بات پر نہیں کہ کیوں حصہ جلا بلکہ اس بات پر افسوس کیا کہ ان کے صرف دو ہال جلے ہیں، مسجد کیوں نہیں جلی۔ اس بات پر ہمیں بڑا افسوس ہے۔ تو یہ آجکل کے بعض مسلمانوں کا حال ہے۔ لیکن سارے ایسے نہیں ہیں۔ بعض علاقوں سے مسلمانوں نے ہمارے سے ہمدردی کا اظہار بھی کیا ہے۔ ایک علاقے کے مسلمانوں کی طرف سے یہ ہمدردی کا پیغام بھی آیا کہ ہمیں افسوس ہے کہ آپ کی مسجد کا کچھ حصہ جلا یا اس کا ہال جلا۔ انہوں نے کہا کہ چند مہینے پہلے ہماری مسجد بھی جلی تھی۔ وہاں آگ لگ گئی تھی اور کئی مہینے سے یہ مسجد بند تھی۔ اب چند دن پہلے کھلی ہے۔ بعض لاعلم مقامی انگریزوں نے بھی یہ اظہار کیا کہ اچھا ہوا کیونکہ مسلمانوں کے خلاف ویسے ہی بعض جگہوں پر نفرت پھیلی ہوئی ہے۔ لیکن ہمارے ہمسائے اور وہ لوگ جو جماعت کو جانتے ہیں انہوں نے ہی ان غیر مسلموں کو بھی اور غیر احمدیوں کو بھی خود ہی جواب دیا اور کہا کہ تم لوگوں کو شرم آنی چاہئے یہ تو ایسی جماعت ہے جو صحیح اسلامی تعلیم پر عمل کرتی ہے۔ اور پھر دنیا میں مختلف چینلز نے اور دوسرے ذرائع نے بھی اس خبر کو دیا۔ یہ خبر دی کہ اس طرح یورپ کی سب سے بڑی مسجد میں آگ لگنے کا واقعہ ہؤا ہے۔ پھر اس پر تبصرے بھی ہوتے رہے کہ یہ کیسی جماعت ہے، یہ کون لوگ ہیں۔ گویا اس واقعہ نے دنیا میں جماعت کا ایک وسیع تعارف بھی کروا دیا۔ گو ہمیں تو افسوس ہؤا، ہم نے صبر بھی دکھایا اور اِنَّا لِلّٰہِ بھی پڑھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس نقصان اور امتحان میں بھی جماعت کے حق میں لوگوں کو کھڑا کر کے دنیا کو بتا دیا کہ میں ان کے ساتھ ہوں۔

آگ کی وجہ کیا ہوئی؟ یہ تو پولیس کو ابھی تک واضح نہیں ہؤا۔ انہوں نے کچھ نہیں بتایا۔ لیکن غالب امکان یہی ہے کہ یہ آگ کچن کے ساتھ سٹور سے شروع ہوئی تھی جہاں پلاسٹک کا سامان تھا اور بعض دوسری چیزیں پڑی ہوئی تھیں جس سے جلد آگ بھڑک اٹھی اور پھر چھتوں کی لکڑیوں کے ذریعہ یا اے سی (AC) کی ڈکٹ (Duct) کے ذریعہ سے آگے چلتی چلی گئی۔ بہرحال جو بھی وجہ ہوئی یہ بات ہمارے یہاں مسجد کا جو اسٹاف ہے، عملہ ہے اور انتظامیہ ہے اس کی کمزوری کی طرف بھی نشاندہی کرتی ہے اور ان کو بھی استغفار کی ضرورت ہے۔ ان کو بہت زیادہ استغفار کرنی چاہئے۔

جس طرح آگ بھڑکی تھی نقصان اس سے بہت زیادہ ہو سکتا تھا۔ فائر بریگیڈ والے بھی یہی کہتے ہیں کہ تمہاری بہت بچت ہو گئی ہے کیونکہ ایسی آگ اور سینکڑوں بلکہ ہزاروں ڈگری سینٹی گریڈ تک پہنچا ہوا تپش اور ٹمپریچر اس میں بہت نقصان ہو سکتا تھا۔ اس کے مقابلے میں کچھ بھی نقصان نہیں ہوا۔

مَیں ذکر کر رہا تھا کہ غیروں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح جماعت کا اثر قائم کیا یا کس طرح غیروں کے ذریعہ جماعت کا اثر ڈالتا ہے۔ پریس کو بھی بڑھا چڑھا کر خبریں لگانے اور سنسنی پھیلانے کی عادت ہوتی ہے اور وہ ایسی خبریں تلاش کر رہے ہوتے ہیں۔ اسی دوران جب یہ واقعہ ہو رہا تھا ایک پریس کا نمائندہ یہاں آیا اور ہمارے سیکرٹری اشاعت سے باہر سڑک پر کھڑے ہو کے انٹرویو لینے لگا۔ اندر آنے کی تو اجازت نہیں تھی۔ اس نے اس سے یہ سوال کیا کہ آپ کے ہمسایوں سے کیسے تعلقات ہیں اور ان کے کیا تأثرات ہیں؟ ابھی یہ سوال کر رہا تھا کہ اسی دوران ایک کار آ کے رکی اور اس میں سے ایک انگریز خاتون اتریں اور قریب آ کر یہ کہا کہ میں آپ کی ہمسائی ہوں۔ یہیں مسجد کے ساتھ ہی رہتی ہوں اور پھر اپنی مدد کی پیشکش کی۔ اسی طرح بہت سے اور لوگ آئے، چرچ کے نمائندے آئے، تو بہرحال ہمسایوں کے یہ تاثرات براہ راست سن کر وہ نمائندہ کہنے لگا کہ مجھے میرے سوال کا جواب مل گیا ہے۔ مجھے اب آپ سے سوال کرنے کی ضرورت نہیں۔ تو ایک طرف تو یہ رویّہ ہے اُس اکثریت کا جو مسلمان بھی نہیں ہے اور ایک طرف بعض مسلمانوں کا یہ رویّہ کہ خوشی منا رہے ہیں اور سبحان اللہ پڑھ رہے ہیں۔ ٹھیک ہے آج یہ سبحان اللہ استہزاء کے رنگ میں اور اللہ تعالیٰ کی غیرت بھڑکانے کے لئے پڑھ رہے ہیں تو پڑھیں لیکن انشاء اللہ جلد ہی اس سے بہتر اور خوبصورت تعمیر کر کے ہم حقیقی سبحان اللہ پڑھیں گے اور ماشاء اللہ بھی پڑھیں گے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا آزمایا جانا تو اللہ تعالیٰ کی سنّت ہے۔ یہ بھی کہا ابھی یہ تو نہیں پتا کہ اس کی وجہ کیا بنی اور کس طرح یہ سب کچھ ہوا۔ اگر یہ کوئی سازش اور شرارت تھی تو ان باتوں سے جماعت کی ترقی نہیں رک سکتی۔ ہاں جیسا کہ مَیں نے کہا ہے انتظامیہ کو اپنی کمزوریاں دیکھنے اور ان پر غور کرنے کے لئے اس واقعہ کو ہوشیار کرنے والا ہونا چاہئے۔

جیسا کہ مَیں نے عید کے خطبے میں کہا تھا کہ نقصان پہنچانے اور آگیں بھڑکانے کا مقصد جماعت کو یا نبی کے مقاصد کو ختم کرنا ہوتا ہے اس میں تو یہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اگر کسی کا بد ارادہ تھا بھی تو اس سے معمولی نقصان تو ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی معمولی نقصان پہنچتا ہے تو اللہ صبر کرنے والوں کو بشارت کا وعدہ بھی کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے سے ہی آپ کے خلاف سازشیں اور آگیں لگانے کا سلسلہ جاری ہے لیکن کیا ہو رہا ہے، کیا نتیجہ نکل رہا ہے۔ جماعت کی ترقی ہمیں ہر جگہ نظر آتی ہے۔ ایک آگ تو ظاہری آگ ہے لیکن ایک آگ انسان کے اندر کی حسد، کینہ اور بغض کی آگ بھی ہے۔ گو بظاہر تو ہماری مسجد سے متّصل ایک حصے کو آگ لگی لیکن جیسا کہ میں نے کہا ہمارا تو یہ نقصان انشاء اللہ تعالیٰ پورا ہو جائے گا اور انشاء اللہ ہم اللہ تعالیٰ کی بشارتوں سے حصہ بھی لینے والے ہوں گے اور یہ صبر اور دعا ہمیں اللہ تعالیٰ کی ٹھنڈک اور ٹھنڈی چھاؤں کی آغوش میں لے لے گا لیکن اس ظاہری آگ سے بھی مخالفین کی حسد کی آگیں بھی بھڑک رہی ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا بہت سے لوگ آگ لگنے پر خوش ہیں لیکن پھر اس بارے میں افسوس کرنے لگ گئے کہ ان کی مسجد کیوں نہیں جلی، ان کا اتنا تھوڑا نقصان کیوں ہوا ہے، اس سے بہت زیادہ نقصان ہونا چاہئے تھا۔ گویا جو ظاہری آگ ہمارے خلاف بھڑکائی تھی وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالفین کو جلا رہی ہے حسد کی صورت میں، کینہ کی صورت میں، بُغض کی صورت میں۔

جماعت احمدیہ کے کام تو اُس وقت بھی نہیں رکے تھے جب آگ لگنے کا واقعہ ہو رہا تھا۔ لندن سے باہر یا یوکے (UK) سے باہر کی بات نہیں ہے بلکہ یہاں لندن میں ہم اپنے کام کئے جا رہے تھے۔ بعض ہمارے ورکر پریشان ضرور تھے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ افسوس تو نقصان پر ہوتا ہے، ایک فطری امر ہے لیکن افسوس سر پر سوار نہیں کر لیا جاتا۔ ایم ٹی اے کے انتظام کا ایک حصہ بھی یہیں ہے بلکہ بہت بڑا حصہ یہاں ہے۔ اُس دن راہِ ہدیٰ کا لائیو پروگرام تھا تو پروگرام والوں نے فیصلہ کر لیا کہ اب ایم ٹی اے سٹوڈیو تک ہماری پہنچ نہیں ہے اور پتا نہیں وہاں کیا حالات ہیں، اُس میں جا یا بھی نہیں جا سکتا اس لئے آج ریکارڈنگ دکھا دیں گے، ٹرانسمشن میں لائیو پروگرام نہیں کریں گے۔ جب مجھے پتا چلا تو میں نے کہا مسجد فضل سے لائیو پروگرام ہو گا۔ کوئی اس میں روک کی بات نہیں۔ اور ایسے فیصلے مجھ سے پوچھے بغیر ان کو خود کرنے بھی نہیں چاہئیں۔ ان کو چاہئے تھا کہ فوراً مجھ سے پوچھتے کہ اس لائیو پروگرام کے لئے اب کیا کیا جائے۔ بند کرنے کا جو ان کا ارادہ تھا یا مایوسی تھی یا وہ فوری فیصلہ نہیں کر سکے تو اگر لائیو پروگرام نہ ہوتا تو یہ احمدیوں کو بھی اور دنیا کو بھی یہ پیغام دے رہے ہوتے کہ ہمارا سارا نظام اس واقعہ سے درہم برہم ہو گیا، جو نہیں ہوا۔ چنانچہ فوری طور پر مسجد فضل کے سٹوڈیو سے راہ ہدیٰ کا لائیو پروگرام ہؤا۔ لوگوں کی کالیں آئیں، ان کے جواب بھی دیئے گئے، اس سے ان کی تسلی تشفی بھی ہوئی۔ تو ہمارا کام یہ نہیں ہے کہ نقصان پر مایوس ہو کر بیٹھ جائیں یا اپنی جگہیں چھوڑ کر صرف تماشا دیکھنے کے لئے وہاں جا کر کھڑے ہو جائیں۔ بہت سارے لوگ یہاں کھڑے تھے حالانکہ ان کو اپنے اپنے کاموں پر جانا چاہئے تھا بلکہ فوری طور پر ہر ممکن متبادل کوشش ہونی چاہئے تھی اور کرنی چاہئے اور پھر باقی اللہ تعالیٰ پر چھوڑنا چاہئے۔

میر محمود احمد صاحب اُن دنوں میں یہاں تھے انہوں نے بتایا کہ جب ہجرت کے بعد ربوہ آئے ہیں اور اس کی آبادکاری شروع ہوئی تو اس وقت جماعت کی مالی حالت بھی بہت کمزور تھی اور ایک نیا شہر بنانے کا چیلنج تھا۔ جماعتی عمارات کی تعمیرات کرنی تھیں، مساجد بنانی تھیں۔ بہرحال ایک بیابان جگہ پر ایک شہر ہی بسانا تھا۔ سب کچھ نئے سرے سے تعمیر کرنا تھا۔ اُس وقت جب مسجد مبارک تیار ہوئی تو یہ مشہور ہو گیا کہ مسجد کی تعمیر صحیح طور پر نہیں ہوئی۔ غالباً چھت کے بارے میں یہ تھا کہ صحیح میٹیریل (material) استعمال نہیں ہوا اور یہ گر جائے گی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کے لئے تشریف لائے۔ آپ دروازے کے اندر کھڑے ہوئے، دیکھا اور پھر فرمایا کہ کہا یہ جا رہا ہے کہ یہ گر سکتی ہے۔ اس کا جائزہ لیں۔ اگر تو یہ بات صحیح ہے کہ اتنی کمزور عمارت ہے یا چھت ہے کہ یہ گر سکتی ہے اور دوبارہ بنانی پڑے گی تو پھر ٹھیک ہے جہاں اور آزمائشیں ہیں ایک یہ بھی سہی۔ اس زمانے میں پارٹیشن کے بعد تو بڑی آزمائشیں تھیں۔ اس وقت جماعت کی مالی حالت کا اندازہ جن کو ہے وہی اس بات کو سمجھ سکتے ہیں

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت ایوّب اپنے والد اور پھر اپنے دادا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی بہترین اعلیٰ تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے۔ (ترمذی ابواب البر والصلۃ باب فی ادب الولد)

طالبِ دعا: ایڈووکیٹ منور احمد خان، صدر جماعت احمدیہ پوری اُڈیشہ مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کی بہترین نیکی یہ ہے کہ اپنے والد کے دوستوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کرے۔ جبکہ اس کا والد فوت ہو چکا ہو یا کسی اور جگہ چلا گیا ہو۔ (مسلم کتاب البرّ والصلۃ والاداب باب صلۃ اصدقاء الاب والام ونحوھا)

طالبِ دعا: ایڈووکیٹ آفتاب احمد تیماپوری مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، حیدرآباد

کیونکہ آج کے اور اُس وقت کے حالات میں بڑا فرق ہے۔ تو بہر حال ان باتوں سے ہمیں کبھی گھبراہٹ نہیں ہوئی اور نہ ہونی چاہئے۔ اگر یہ واقعہ بھی آزمائش ہے تو ہمیں یہ عہد کرنا چاہئے اور پھر اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے ہم دعائیں کرتے ہوئے اس آزمائش سے بھی کامیاب گزریں گے۔ مالی لحاظ سے بھی اب جماعت پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔ انشاء اللہ اس نقصان کی بہتر رنگ میں تلافی ہوگی۔ یہ نقصان چاہے کسی طرح بھی پہنچا ہے، کسی نے بھی پہنچایا ہے۔ ہماری نااہلی کی وجہ سے ہوا ہے، بے احتیاطی کی وجہ سے ہوا ہے یا حادثاتی طور پر یہ واقعہ ہوا ہے۔ جو بھی اس کی وجہ ہے، انشاء اللہ اس کو ہم نے ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوبارہ خوبصورت شکل میں واپس لانا ہے۔ فی الحال مجھے اس کے لئے جماعت کو کسی علیحدہ تحریک کے لئے کہنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن لوگوں نے بغیر کہے، ازخود اس کے لئے رقم بھیجنی شروع کر دی ہے۔ بچوں نے خاص طور پر اس کے لئے چندہ دینا شروع کیا ہوا ہے۔ بغیر کہے خود بچے اپنی جو بگھیاں ہیں وہ پیش کر رہے ہیں بلکہ سالم بگھیاں ہی بھیج دی ہیں جن میں جتنے سکّے جمع تھے سب دے دیئے۔ سات آٹھ سال کی ایک بچی نے اپنے باپ کو کہا جب اس نے تفصیل پوچھی کہ ان ہالوں میں تو ہم جا کے کھانا بھی کھایا کرتے تھے۔ کھیلتے بھی تھے، فنکشن بھی کرتے تھے تو ہمیں اس کو دوبارہ بنانے میں اپنا حصہ ڈالنا چاہئے۔ اس لئے میرے پاس جو پیسے جمع ہیں مَیں دیتی ہوں اور اپنی بگھی اٹھا کر لے آئی۔ یہ بچی کے جذبات ہیں۔ پس جب قوم کے بچے بھی ایسا عزم رکھتے ہوں تو پھر ان کو کون مایوس کر سکتا ہے، یہ معمولی نقصان کیا کہہ سکتے ہیں۔

پھر ہمارے اپنے ہمسائے ہیں وہ بھی اپنا حق ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ امیر صاحب نے بتایا کہ یہاں سکول کے ہیڈ ماسٹر کا پیغام آیا کہ سکول کے بچے اس عمارت کی دوبارہ تعمیر کے لئے کچھ رقم اکٹھی کر کے چندہ دینا چاہتے ہیں۔ یہ اعلیٰ اخلاق جو مسلمانوں کو دکھانے چاہئیں، یہ غیر مسلم دکھا رہے ہیں۔ چاہے ہم لیں یا نہ لیں بہر حال انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار کیا اور ہمیں ان کے جذبات کی قدر کرنی چاہئے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ آگ کی شدت بہت زیادہ تھی۔ بعض لوہے کے گارڈر اور فریم اس طرح چُرمُر ہو گئے ہیں جس طرح تنکوں کو مروڑا جاتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بعض دفاتر بچ بھی گئے ہیں۔ ان کے ریکارڈ بھی محفوظ ہیں۔ وصیت کا دفتر ہے، قضا کا دفتر ہے یا اور دفاتر ہیں۔ اسی طرح ایم ٹی اے کا تمام حصہ بچ گیا۔ وہاں بڑا قیمتی سامان بھی تھا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب آج وہاں کام شروع بھی ہو گیا ہے۔ کیونکہ یہ حصہ ان ہالوں کے بالکل ساتھ جڑا ہوا تھا اس لئے جب مجھے اطلاع ملی تو فکر بھی پیدا ہوئی بلکہ دعا بھی حقیقت میں اس کے لئے ہی شروع ہوئی، اس کے بعد ہی شروع ہوئی کیونکہ یہاں آگ پہنچنے کا مطلب تھا کہ اب اصل مسجد کی طرف بھی آگ بڑھ سکتی تھی۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ان کی لائبریری کو نقصان تو پہنچا ہے لیکن اس کا بھی ستّر فیصد حصہ ہم نے دوسری جگہ محفوظ کر لیا ہوا تھا۔ اسی طرح لائبریری کا ٹرانسلیشن والا حصہ جو تھا وہ بھی تقریباً سو فیصد محفوظ ہے۔ میرے نزدیک جو بعض تفصیلی ٹیپوں (tapes) کا نقصان ہوا ہے جن میں دوروں وغیرہ کی تفصیلات تھیں وہ ایسا نقصان نہیں ہے جسے کہا جائے کہ ہماری تاریخ اس سے ضائع ہو گئی کیونکہ اس کے بھی چنیدہ حصے محفوظ ہیں۔ ایم ٹی اے کے حصے کا بچنا بھی ایک معجزہ ہی ہے کیونکہ ساتھ کی چھت کو جلا کر ہی آگ واپس ہوئی ہے یا بجھانے والوں کو اللہ تعالیٰ نے موقع دیا کہ وہ اس پر قابو پا لیں۔ اسی طرح طاہر ہال اور مسجد کا حصہ بھی بالکل محفوظ رہا جیسا کہ میں نے بتا دیا۔ آپ دیکھ بھی رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جانی نقصان سے بھی محفوظ رکھا۔

ایک صاحب لائبریری میں بیٹھے ہوئے کام کر رہے تھے اور ان کو پتا نہیں چلا کہ باہر کیا ہو رہا ہے۔ کہتے ہیں اپنا کام ختم کر کے جب مَیں دروازہ کھول کے باہر نکلا تو ایک کالے دھوئیں کا بگولہ اندر داخل ہوا ہے۔ میں پریشان ہو گیا۔ باہر نکلا۔ بھاگنے کی کوشش کی تو اندھیرا اور بالکل کالا سیاہ دھوآں تھا۔ سب کچھ بند تھا اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا اور میرا سانس رکنا شروع ہو گیا۔ کہتے ہیں خیر مشکلوں سے اس وقت مَیں نے گلی کی دیوار کو ٹٹولا اور اس کے ساتھ ساتھ چلنا شروع کیا اور ساتھ ساتھ دعا بھی مانگتا جا رہا تھا کیونکہ ہمت جواب دیتی جا رہی تھی، دھوئیں کی وجہ سے سانس رک رہا تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرمایا ہے کہ آگ تیرے غلاموں کی غلام ہے تو میں بھی غلام ہوں تُو بچا لے۔ کہتے ہیں اسی طرح دو تین مواقع ایسے آئے کہ جب لگتا تھا کہ نیچے گر جاؤں گا اور اگر چند سیکنڈ کے لئے بھی یہ نیچے گرتے تو تپش اتنی زیادہ تھی کہ جلا کے بالکل بھون کے رکھ دینا تھا۔ لیکن بہر حال ہمت کرتے ہوئے اس اندھیرے دھوئیں میں سے نکلتے چلے گئے اور باہر جب دروازے پر پہنچے ہیں، روشنی نظر آئی۔ کہتے ہیں جب میں نے کُلّی کی ہے اور صفائی کی ہے کو تو منہ میں سے بھی کُلّی کرنے سے اس طرح کالے رنگ کا پانی نکلا ہے جس طرح سیاہی بھری ہوتی ہے۔ تو یہ ان کا حال تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر انہیں بچا لیا۔ ان کے لئے تو یہ بھی بڑا معجزہ ہے۔ چند سیکنڈ کی دیر بھی ان کو جلا کے رکھ سکتی تھی۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل فرمایا ہے۔

حاسدوں کے حسد تو اور بڑھیں گے اس لئے دعاؤں کی طرف بھی توجہ دیں۔ رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ کی دعا اور اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔ کی دعا پڑھیں اور رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ کی دعا پڑھنی چاہئے۔ اگر یہ واقعہ میں ہماری نااہلی اور کمزوری کی وجہ سے ہوا ہے تو استغفار بھی بہت زیادہ پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ہمیں اپنی ذمہ داریاں صحیح رنگ میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کمزوریوں کو دور فرمائے۔ اور اگر یہ آزمائش ہے تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس میں سے بھی کامیابی سے گزارے اور اپنے انعامات پہلے سے بڑھ کر عطا فرمائے اور ان صابرین میں ہمارا شمار فرمائے جن کو خوشخبریاں عطا فرماتا ہے اور پہلے سے بڑھ کر ہم ترقیات دیکھیں۔

نماز کے بعد میں کچھ غائب جنازے پڑھاؤں گا۔ پہلا جنازہ جو ہے وہ مکرم چوہدری محمود احمد صاحب مبشر مرحوم درویش قادیان کا ہے جو حضرت چوہدری غلام محمد صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ 18/ستمبر کو تقریباً 97 سال کی عمر میں قادیان میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ سرگودھا کے رہنے والے تھے۔ پھر یہ 1934ء میں قادیان مدرسہ احمدیہ میں آئے۔ 1943ء میں فوج میں بھرتی ہوئے۔ وہاں سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد انہوں نے زندگی وقف کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد پر قادیان آ گئے اور قادیان میں آپ مختلف ادارہ جات میں کام کرتے رہے۔ قائمقام آڈیٹر اور نائب آڈیٹر کی خدمت بجا لاتے رہے۔ شاہجہاں پور میں انجمن کے مختار عام کے طور پر بھی کام کیا۔ قادیان کے دفتر جائیداد میں زمینوں کی نگرانی بھی کرتے رہے۔ خدمت کی ان کو کافی توفیق ملی۔ قاضی سلسلہ بھی تھے۔ دفتر دعوت و تبلیغ اور تعلیم و تربیت میں بھی خدمت کرتے رہے اور پھر وہیں سے یہ انجمن کی ملازمت سے ریٹائر ہوئے۔ شاعری بھی کیا کرتے تھے۔ لوگوں کے جذبات کا اپنے شعروں میں اظہار کرتے تھے۔ بڑے ہنس مکھ اور ملنسار تھے۔ مہمان نوازی کا بڑا شوق تھا۔ قادیان میں غیر مسلم طبقے میں اپنے حسن معاشرت کی وجہ سے بہت مقبول تھے۔ کافی تعداد میں ان کے جنازے میں غیر مسلم بھی شامل ہوئے ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے چار بیٹے اور تین بیٹیاں عطا فرمائی تھیں۔ دو بیٹے قادیان میں ہیں جبکہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں پاکستان میں ہیں۔

جو بھی مہمان قادیان آتا اس کی بڑی خدمت کرتے چاہے واقف ہو یا ناواقف ہو۔ درویشی کا عرصہ بھی انہوں نے بڑے صبر اور حوصلے سے گزارا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق دے۔

دوسرا جنازہ مکرم خالد سلیم عباس ابوراجی صاحب (سیریا) کا ہے جن کی 27/اگست 2015ء کو حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ سیریا کے پرانے مخلص احمدیوں میں شامل تھے۔ منیر الحصنی صاحب کی تبلیغ کے نتیجہ میں 1927ء میں آپ نے احمدیت کو قبول کیا۔ صوم و صلوٰۃ کے بڑے پابند، سادہ مزاج، نہایت صاف گو، مہمان نواز، محنتی، دیانتدار، اطاعت گزار، نیک اور مخلص انسان تھے۔ پیشے کے لحاظ سے نجّار تھے۔ خلافت کے عاشق تھے۔ نظام جماعت اور مربیان کرام کا بہت احترام کرتے تھے۔ ہر ایک سے عزت اور محبت سے پیش آتے تھے۔ نماز جمعہ کی ادائیگی میں بہت باقاعدہ تھے اور باوجود اس کے کہ ان کا گھر جمعہ پر آنے والوں میں سب سے دُور تھا پھر بھی بالعموم سب سے پہلے آیا کرتے تھے اور اذان دینے کا ان کو بہت شوق تھا۔ عمر رسیدہ ہونے کے باوجود بڑے جوان ہمّت تھے اور خود چل کر پرانے احمدیوں سے ملنے جایا کرتے تھے۔ خطبات اور خطابات باقاعدگی سے سنتے، لوگوں تک پہنچاتے۔ آخر دم تک اپنے عہد بیعت کو نبھایا۔ اور اخلاص و وفا کے ساتھ نبھایا۔ جلسہ سالانہ ربوہ اور یوکے میں بھی شامل ہو چکے ہیں۔ تمام مربّیان جو بھی ان کے ساتھ رہے، اَور جو لوگ بھی رہے انہوں نے ان کے غیر معمولی اخلاص اور مربیان سے حسن سلوک کی بڑی تعریف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ ان کی شاید صرف ایک بیٹی احمدی ہے باقی بچّے احمدی نہیں۔ اس بات کا ان کو بڑا افسوس تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کو بھی احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی دعاؤں اور نیک خواہشات کو ان کی اولاد کے حق میں پورا فرمائے۔ ان کے احمدیت قبول کرنے کا واقعہ بھی اسی طرح ہے کہ جب انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص ایک مولوی کے ساتھ بحث کر رہا ہے۔ اس کو اللہ اور رسول کا واسطہ دے کر کچھ بتا رہا ہے اور مولوی اس کو کافر کافر کہے جا رہا ہے۔ آخر پتا لگا کہ جس کو کافر کہا جا رہا ہے وہ شخص احمدی تھا تو ان کو یہ خیال آیا کہ ایک شخص اللہ اور رسول کی بات کر رہا ہے اور اس کو یہ کافر کہہ رہا ہے تو اس بات سے پھر انہوں نے آخر اسی سے رابطہ کر کے جماعت کے بارے میں معلومات لیں اور پھر آہستہ آہستہ علم حاصل کر کے اللہ تعالیٰ نے ان کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

اس وقت تیسرا جنازہ ایک سیرین احمدی دوست کا ہی ہے۔ ان کا نام مکرم احمد الرحال صاحب تھا۔ آجکل جو وہاں جنگی حالات ہیں اس میں ان کو بم کے ٹکڑے لگے جس کی وجہ سے شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ اور سیریا کے حالات کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ وہاں بھی بہتری پیدا فرمائے۔ تمام مسلمان ممالک کو ہی عقل اور سمجھ دے اور وہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے کی بجائے حقیقی مسلمان بنیں اور آپس میں رحم ان میں پیدا ہو اور زمانے کے امام کو ماننے کی اللہ تعالیٰ انہیں توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

کلام الامام

”قرآن شریف سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایمان کی آب پاشی اعمال صالحہ سے ہوتی ہے بغیر اس کے وہ خشک ہو جاتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 401)

طالب دُعا: طالب دُعا: الٰہ دین فیملیز، انکے بیرون ممالک کے عزیز رشتہ دار و دوست نیز مرحومین کرام

کلام الامام

”تکبر بہت خطرناک بیماری ہے جس انسان میں یہ پیدا ہو جاوے اس کے لئے رُوحانی موت ہے۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 437)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیاپوری مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین۔ صدر و امیر ضلع جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ یورپ (ہالینڈ) اکتوبر 2015ء

- آج ہم ہیں جو اسلام کی اصلی اور حقیقی تعلیم پر عمل پیرا ہیں اور ساری دنیا میں اس تعلیم کو پھیلا رہے ہیں اور اس تعلیم کو پھیلانے کے ساتھ ساتھ خدمت انسانیت کے کام بھی کررہے ہیں۔ ہم نے غریب ممالک میں سکول، ہسپتال کھولے ہیں اور خدمت خلق کے دوسرے بہت سے پراجیکٹ بھی جاری ہیں۔
- اسلام کا پیغام پہنچانے میں بہت سی مشکلات ہیں۔ لیکن ہمارا یہ عزم ہے کہ ہم نے ہر صورت میں، ہر مشکل کا مقابلہ کرتے ہوئے اسلام کا پیغام پہنچانا ہے اور رُکنا نہیں ہے۔
- ہمارا ایمان ہے کہ قرآن کریم کے مطابق جو سب سے اعلیٰ جہاد ہے وہ اپنے نفوس میں تبدیلی کا جہاد ہے۔ اپنے نفوس کو پاک کرنا ہے اور پھر اسلام کی حقیقی اور سچی تعلیم اور محبت اور امن کا پیغام پھیلانا ہے۔

﴿لوکل ریڈیو ’’RTV NUNSPEET‘‘ کا حضور انور سے انٹرویو﴾

- ہم ایک آرگنائزڈ، فاسٹ گروئنگ کمیونٹی ہیں۔ ایک لیڈر شپ، ایک بینر ایک سلوگن کے تحت جماعت احمدیہ واحد ایسی کمیونٹی ہے جس کے بارہ میں کہا جاسکتا ہے کہ اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ تیزی سے بڑھنے والی کمیونٹی ہے۔
- آج جنگی ہتھیار کی بجائے اسلام کے خلاف لٹریچر کے ذریعہ پراپیگنڈہ ہو رہا ہے، الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ اسلام پر حملہ ہو رہا ہے۔ تو اسکا جواب بھی لٹریچر کے ذریعہ اور میڈیا کے ذریعہ دینا چاہئے اور ہمیں یہی تعلیم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دی ہے اور آپؑ نے بتایا ہے کہ اس زمانہ میں قلم کا جہاد ہے۔
- یہ جو مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے خلاف لڑائی کررہے ہیں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے خلاف ہے۔ کوئی احمدی جو سچا اور حقیقی احمدی ہے ایسے جہاد کے بارہ میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ ایک احمدی کے نزدیک اصل جہاد یہ ہے کہ اپنے آپ کو ریفارم کیا جائے اور اپنے نفوس کی اصلاح کی جائے اور اسلام کا حقیقی پیغام، اسلام کی اصل تعلیم دنیا تک پہنچائی جائے۔
- رِفیوجیز کو ایک جگہ رکھیں تا کہ نگرانی رہے۔ ان کی ضروریات رہائش خوراک کا خیال رکھیں لیکن ان کی آبزرویشن ہونی چاہئے۔

﴿ریجنل T.V سٹیشن TV GELDERLAAND کا حضور انور سے انٹرویو﴾

﴿رپورٹ: عبد الماجد طاہر، ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن﴾

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی 4 اور 5 / اکتوبر 2015 کی مصروفیات

4 / اکتوبر 2015 (بروز اتوار)

لندن (برطانیہ) سے نن سپیٹ (ہالینڈ) کیلئے روانگی

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یورپ کے دو ممالک ہالینڈ اور جرمنی کے سفر پر روانہ ہونے کیلئے صبح دس بجکر دس منٹ پر اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو الوداع کہنے کیلئے صبح سے ہی احباب جماعت مرد و خواتین مسجد بیت الفضل لندن کے احاطہ میں جمع تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کچھ دیر کیلئے احباب کے درمیان رونق افروز رہے اور ہر ایک نے اپنے پیارے آقا کا دیدار کیا اور شرف زیارت پایا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اجتماعی دعا کروائی۔ جس کے بعد چار گاڑیوں پر مشتمل قافلہ برطانیہ کے ایک ساحلی شہر DOVER کی طرف روانہ ہوا۔

Dover بندرگاہ انگلستان کی ایک مشہور بندرگاہ ہے۔ لندن اور اس کے اردگرد کے علاقوں میں آباد لوگ یورپ کا سفر عموماً اسی بندرگاہ سے کرتے ہیں۔ Dover سے گیارہ میل پہلے وہ مشہور Channel Tunnel آتی ہے جو سمندر کے نیچے سے برطانیہ اور فرانس کے ساحلی علاقوں کو آپس میں ملاتی ہے۔ اس سرنگ کے ذریعہ کاریں اور دیگر گاڑیاں بذریعہ ٹرین فرانس کے ساحلی شہر Calais تک پہنچتی ہیں۔ آج اسی چینل ٹنل کے ذریعہ سفر کا پروگرام تھا۔

لندن سے مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت یوکے، مکرم منصور احمد شاہ صاحب نائب امیر یوکے، مکرم عطاء المجیب راشد صاحب مبلغ انچارج یوکے، مکرم وسیم احمد چوہدری صاحب صدر مجلس انصار اللہ یوکے، مکرم مرزا محمود احمد صاحب، مکرم ناصر انعام صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ یوکے، مکرم اخلاق احمد انجم صاحب (دفتر تبشیر)، مکرم غالب احمد صاحب (دفتر پرائیویٹ سیکرٹری) اور مکرم نذیر بلوچ صاحب (حفاظت خاص) اور مکرم عمران ظفر صاحب (مہتمم عمومی خدام الاحمدیہ یوکے) خدام کی سیکورٹی ٹیم کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو الوداع کہنے کیلئے چینل ٹنل تک قافلہ کے ہمراہ آئے تھے۔

قریباً ایک گھنٹہ تیس منٹ کے سفر کے بعد گیارہ بجکر چالیس منٹ پر Channel Tunnel پہنچے۔ لندن سے ساتھ آنے والے احباب نے اپنے پیارے آقا کو الوداع کہا۔

امیگریشن کی کارروائی اور دیگر سفری امور کی تکمیل کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چینل ٹنل کے پارکنگ ایریا میں تشریف لے آئے۔ بارہ بجکر پانچ منٹ پر گاڑیاں ٹرین پر بورڈ کی گئیں۔ یہ ٹرین دو منازل پر مشتمل ہے اور اس کے اندر ایک وقت میں 180 کاریں مع مسافر بورڈ (Board) کی جاتی ہیں۔ قافلہ کی گاڑیاں دوسری منزل پر Board ہوئیں۔

ٹرین اپنے وقت کے مطابق بارہ بجکر بیس منٹ پر، 140 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے فرانس کے ساحلی شہر Calais کے لئے روانہ ہوئی۔ اس سرنگ کی کل لمبائی 31 میل ہے اور اس میں سے 24 میل کا حصہ سمندر کے نیچے ہے۔ اس سرنگ کا گہرا ترین حصہ سمندر کی تہہ سے 75 میٹر یعنی 250 فٹ نیچے ہے۔ اب تک پانی کے نیچے بننے والی ٹنل میں سے یہ دنیا کی سب سے بڑی ٹنل ہے۔

قریباً نصف گھنٹہ کے سفر کے بعد فرانس کے مقامی وقت کے مطابق ایک بجکر پچاس منٹ پر فرانس کے شہر Calais پہنچے۔ فرانس کا وقت برطانیہ کے وقت سے ایک گھنٹہ آگے ہے۔

ٹرین رکنے کے بعد قریباً پانچ منٹ کے وقفہ سے گاڑیاں ٹرین سے باہر آئیں اور موٹروے پر سفر شروع ہوا۔

پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق چند کلومیٹر کے فاصلہ پر جماعت ہالینڈ سے آئے ہوئے وفد نے ایک ریسٹورنٹ کے پارکنگ ایریا میں اپنے پیارے آقا کا استقبال کرنا تھا اور پھر یہاں سے قافلہ کو Escort کرتے ہوئے نن سپیٹ Nunspeet لے کر جانا تھا۔

دو بجکر پندرہ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس جگہ پہنچے تو مکرم ھبۃ النور فرحانن صاحب امیر جماعت ہالینڈ، مکرم عبد الحمید درفیلدن صاحب، نائب امیر ہالینڈ، مکرم نعیم احمد وڑائچ صاحب مبلغ انچارج ہالینڈ، مکرم مظفر حسین صاحب جنرل سیکرٹری، مکرم اکمل صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم القرآن و وقف

عارضی، مکرم جمیل احمد صاحب لوکل صدر جماعت Zwolle، مکرم چوہدری لئیق احمد صاحب، مکرم عطاء القیوم عارف صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ ہالینڈ اور مکرم ضیاء القمر صدیقی صاحب نائب صدر خدام الاحمدیہ ہالینڈ نے اپنی سیکورٹی ٹیم کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے اور ازراہ شفقت ان تمام احباب کو شرف مصافحہ سے نوازا۔

نماز ظہر و عصر کی ادائیگی اور دوپہر کے کھانے کا انتظام یہاں ریسٹورنٹ کے ایک حصہ میں کیا گیا تھا۔ ساڑھے تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائی۔

نن سپیٹ (ہالینڈ) میں
حضور انور ایدہ اللہ کا ورود مسعود

بعد ازاں پروگرام کے مطابق یہاں سے نن سپیٹ (ہالینڈ) کیلئے روانگی ہوئی۔ یہاں سے نن سپیٹ (Nunspeet) کا فاصلہ 390 کلومیٹر ہے۔ 55 کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد فرانس کا باڈر کراس کر کے ملک بیلجئم کی حدود میں داخل ہوئے۔ بیلجئم میں 190 کلومیٹر کا سفر کرنے کے بعد شام سات بجے بیلجئم کا باڈر کراس کر کے قافلہ ہالینڈ میں داخل ہوا۔ بیلجئم میں روڈ ورک (Road Work) اور پھر راستہ کی تبدیلی کی وجہ سے نارمل وقت سے قریباً ایک سے ڈیڑھ گھنٹہ زائد لگا۔ اس طرح ہالینڈ میں مزید 145 کلومیٹر کا سفر طے کر کے قریباً آٹھ بجکر 35 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا نن سپیٹ میں ورود مسعود ہوا۔

جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کار سے باہر تشریف لائے تو نن سپیٹ اور ہالینڈ کے مختلف شہروں کی جماعتوں سے آئے ہوئے احباب جماعت مرد و خواتین اور بچوں، بچیوں نے اپنے پیارے آقا کا بڑا پُر جوش استقبال کیا۔ بچیاں اور بچے مختلف گروپس کی صورت میں دعائیہ نظمیں اور خیر مقدمی گیت پیش کر رہے تھے۔ فرط عقیدت اور محبت سے ہر طرف سے ہاتھ بلند تھے اور احباب نعرے بلند کر رہے تھے۔ ''اَھْلًا وَسَھْلًا وَمَرْحَبًا یَآاَمِیْرُ الْمُؤمِنِیْن'' کی صدائیں ہر طرف سے بلند ہو رہی تھیں۔

مکرم حامد کریم محمود صاحب مبلغ ایمسٹر ڈم (ہالینڈ)، مکرم سفیر احمد صدیقی صاحب مبلغ نن سپیٹ، مکرم اظہر نعیم صاحب نیشنل سیکرٹری امور خارجہ، مکرم طاہر احمد محمود صاحب نیشنل سیکرٹری امور عامہ اور مکرم عبد الباسط صاحب لوکل صدر جماعت نن سپیٹ نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔

اس موقعہ پر Nunspeet ریجن کے میئر Dick Van Hemmen بھی حضور انور کے استقبال کیلئے آئے ہوئے تھے۔ موصوف نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔

جماعتی مرکز بیت النور کے ہمسایہ میں رہنے والے میاں بیوی Mr. Jaap اور Mrs. Margriet بھی حضور انور کو خوش آمدید کہنے کیلئے آئے ہوئے تھے۔ ان میاں بیوی نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے لئے یہ بڑی سعادت ہے کہ ہم حضور انور کو مل رہے ہیں۔

ایک طفل عزیزم عدنان مظفر نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پھول پیش کئے اور ایک بچی عزیزہ انصاف Bavrik نے حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی خدمت میں پھول پیش کئے۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

اپنے پیارے آقا کے استقبال کیلئے احباب جماعت مرد و خواتین، نوجوان، بوڑھے، بچے اور بچیاں دوپہر سے ہی جماعتی مرکز بیت النور پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ نن سپیٹ (Nunspeet) کی مقامی جماعت کے علاوہ Amsterdam، Den Hagg، Utrecut، Arnhen، Lylstad، Rotterdam، Eindhven، Denbush، Almeere، Amsteleen، Zwolle اور Schiedam کی جماعتوں سے احباب جماعت سفر کر کے نن سپیٹ پہنچے تھے اور سبھی اپنے آقا کے انتظار میں کافی دیر سے کھڑے تھے۔ ان سبھی نے شرف زیارت پایا اور سبھی اِن مبارک اور بابرکت لمحات سے فیضیاب ہوئے۔

نو بجکر پندرہ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت النور میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استقبال کے لئے ہالینڈ کی مختلف جماعتوں سے جو احباب مرد و خواتین یہاں بیت النور پہنچے تھے، ان سبھی نے نماز مغرب وعشاء اپنے آقا کی اقتداء میں پڑھنے کی سعادت پائی۔ ان میں بعض فیملیاں ایسی بھی تھیں جو گزشتہ کچھ عرصہ کے دوران پاکستان سے کسی ذریعہ سے یہاں پہنچی تھیں اور ان کی زندگی میں اپنے پیارے آقا کی اقتداء میں یہ پہلی نماز تھی۔ یہ لوگ اپنی اس سعادت پر بیحد خوش تھے اور ان مبارک اور بابرکت لمحات سے فیضیاب ہو رہے تھے جو انہیں ایک نئی زندگی عطا کر رہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ یہ سعادتیں ہم سب کیلئے بابرکت فرمائے۔ آمین۔

نن سپیٹ (Nunspeet) میں جماعتی مرکز ''بیت النور'' وسیع و عریض عمارات پر مشتمل ہے۔ اسکا رقبہ سوا ایکڑ ہے۔ اس کمپلکس میں تین بڑی عمارات ہیں جو تین بلاکس کی صورت میں ہیں۔ بلاک اے (A) تین منزلہ ہے۔ اس کی پہلی منزل پر ایک بڑا ہال ہے جو 1985 سے گزشتہ سال تک یعنی تقریباً 30 سال بطور مسجد استعمال ہوتا رہا ہے اور اس کے علاوہ اس عمارت کی پہلی دوسرے اور تیسری منازل پر بائیس کمرے ہیں اور ان کمروں کی ایک بڑی تعداد مہمانوں کی رہائش کیلئے استعمال ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ غسلخانے اور جماعتی کچن اس کے علاوہ ہیں۔ لنگر خانہ کا انتظام بھی اسی عمارت کے ساتھ منسلک ہے۔ جماعتی لائبریری بھی اسی عمارت میں ہے۔

دوسرا بلاک بی (B) بھی تین منزلہ ہے۔ اس کی پہلی دو منازل پر تین ہال ہیں اور تیسری منزل پر سات گیسٹ ہاؤسز یعنی رہائشی اپارٹمنٹس ہیں۔

تیسرا بلاک سی (C) ہے۔ جس کے ایک حصہ کو گزشتہ سال مسجد کی شکل میں تبدیل کیا گیا ہے اور باقاعدہ محراب وغیرہ بنایا گیا ہے اس کے علاوہ اس بلاک میں دو دفاتر اور ایک رہائشی حصہ بھی ہے۔

علاوہ ازیں اس کمپلکس میں ان تین بلاکس کے علاوہ ایک رہائشی بنگلہ بھی ہے یہ کمپلکس 1985 میں خریدا گیا تھا۔ نن سپیٹ کا علاقہ نہایت خوبصورت جنگلات سے گھرا ہوا ہے اور ایک پُر فضا مقام ہے۔

سال 1985 میں جب یہ جگہ خریدی گئی تھی تو نن سپیٹ میں صرف ایک احمدی فیملی مقیم تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ سال نن سپیٹ جماعت کی تجنید 155 سے تجاوز کر گئی تھی۔ اب اس کو دو جماعتوں نن سپیٹ اور Zwolle میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جماعت تیزی سے ترقی کر رہی ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

☆......☆......☆

5 اکتوبر 2015 (بروز سوموار)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بجکر 45 منٹ پر بیت النور میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔ پروگرام کے مطابق گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر تشریف لائے۔

لوکل ریڈیو ''RTV NUNSPEET'' کا حضور انور سے انٹرویو

لوکل ریڈیو ''RTV NUNSPEET'' کی نیوز انچارج اپنے کیمرہ مین اور جرنلسٹ BERNADETH کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لینے کیلئے آئی ہوئی تھیں۔ یہ انٹرویو یہاں بیت النور سے براہ راست RTV ریڈیو پر Live نشر ہونا تھا۔

۞ جرنلسٹ نے پہلا سوال یہ کیا کہ حضور کس لئے ہالینڈ آئے ہیں۔ اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: یہاں ہالینڈ کی نیشنل پارلیمنٹ میں فارن افیئرز کمیٹی (Foreign Affairs Committee) نے دعوت دی تھی کہ میں یہاں پارلیمنٹ میں آؤں اور یہاں ڈسکشن ہو اور ان سے ایڈریس بھی کروں۔ ایک تو یہ وجہ ہے آنے کی۔ پھر المیرے (Almeere) کی مسجد کے سنگ بنیاد کا پروگرام بھی ہے۔ یہ پروگرام اگلے روز ہے۔ اس کے علاوہ اپنی کمیونٹی کے ممبران سے ملنے کا پروگرام ہے۔ ان سے مل کر ان کے حالات دیکھتا ہوں، ان کے مسائل کا علم ہوتا ہے اور مختلف امور میں ان کی رہنمائی کرتا ہوں۔

۞ نن سپیٹ میں قیام کے حوالہ سے ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ میں یہاں ایک ہفتہ ٹھہروں گا۔ یہ بہت خوبصورت علاقہ ہے اور مجھے یہ جگہ پسند ہے۔ میں جب بھی یہاں آتا ہوں یہاں کے قیام سے محظوظ ہوتا ہوں۔

۞ ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ میرا قیام لندن میں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ 1984 میں اس وقت کے پاکستان کے ڈکٹیٹر ضیاء الحق نے جماعت کے خلاف بڑے سخت قوانین بنائے، ہمیں السلام علیکم کہنے کی اجازت نہیں تھی۔ نماز پڑھنے کی اجازت نہ تھی۔ کوئی اسلام کی تعلیمات پر عمل نہیں کر سکتا تھا۔ تبلیغ نہیں کر سکتے تھے۔ کوئی بھی ایسا طریق جس سے اسلامی عقائد کا اظہار ہوتا ہو وہ ہم نہیں کر سکتے تھے تو خلیفۃ المسیح ان شرائط کے ساتھ وہاں نہیں رہ سکتا تھا۔ اس لئے مجھ سے پہلے خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو پاکستان سے لندن شفٹ ہونا پڑا۔ 1984 سے وہیں رہے اور اس وقت سے ہی لندن میں ہیڈ کوارٹر ہے۔ 2003 میں ان کی وفات ہوئی۔ چونکہ پاکستان میں حالات اسی طرح بدستور قائم تھے۔ اس لئے جب پانچویں خلافت کا انتخاب ہوا تو وہ مسجد فضل لندن میں ہوا اور وہاں مجھے خلیفہ منتخب کیا گیا۔ چنانچہ اُس وقت سے میں لندن میں مقیم ہوں۔

حضور انور نے فرمایا ایک نبی کی وفات کے بعد اُس کے جاری کاموں کو آگے بڑھانے اور پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے خلافت کا نظام ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ اسلام پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ اسلام کا صرف نام رہ جائے گا اور جب ایسا زمانہ آئے گا تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی ہدایت کیلئے ایک ریفارمر کو مبعوث فرمائے گا اور وہ مسیح اور مہدی ہوگا۔

ہمارا اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اس آنے والے مسیح اور مہدی کا ظہور ہو چکا ہے اور جس مسیح موعود اور امام مہدی علیہ السلام نے اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کیلئے آنا تھا وہ آچکا ہے اور ہمارے نزدیک حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی وہ امام مہدی اور مسیح موعود ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسیح و مہدیؑ کی آمد کے بارہ میں جو بہت سے نشانات بیان فرمائے ان میں سے ایک نشان رمضان کے مہینہ کی مخصوص تاریخوں میں سورج اور چاند کو گرہن لگنے کا نشان تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ مہدی کی صداقت کے دو نشان ایسے ہیں کہ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے وہ کسی کی صداقت کیلئے اس طرح ظاہر نہیں ہوئے۔ مہدیؑ کی بعثت کے وقت رمضان میں چاند گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ یعنی تیرہ رمضان کو چاند گرہن لگے گا اور سورج گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ یعنی اٹھائیس رمضان کو سورج گرہن لگے گا اور یہ دو نشان اس رنگ میں پہلے کبھی ظاہر نہیں ہوئے۔

تمام مسلمان اس بات کے قائل ہیں کہ جب امام مہدیؑ مبعوث ہوں گے تو آپؑ کی صداقت کیلئے یہ نشان پورے ہوں گے۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کے بعد 1894 میں دنیا کے مشرقی حصہ میں اور اگلے سال 1895 میں دنیا کے مغربی حصہ میں ان مخصوص تاریخوں میں چاند اور سورج کو گرہن لگا۔

حضور انور نے فرمایا یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے اور رمضان کے مہینہ میں ان معین تاریخوں میں گرہن لگا۔ اس پیشگوئی کے علاوہ اور بھی بہت سی پیشگوئیاں پوری ہوگئیں۔ لیکن اس کے باوجود دوسرے مسلمانوں نے آپ کو قبول نہیں کیا۔ ہم نے اس آنے والے مسیح و مہدی علیہ السلام کو قبول کیا۔

1974 میں پاکستان میں بھٹو کی حکومت میں سب جماعتوں نے مل کر ہمیں غیر مسلم قرار دیا۔ اس کے بعد 1984 میں ضیاء الحق نے ایک آرڈیننس بنایا اور بڑے سخت قوانین بنائے کہ ہم اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے، اپنے بچوں کے اسلامی نام نہیں رکھ سکتے

مسلمانوں کی طرح عبادت نہیں کرسکتے۔ تبلیغ نہیں کر سکتے اور کوئی ایسا کام نہیں کر سکتے جس سے ہمارے مسلمان ہونے کا اظہار ہوتا ہو۔ جب یہ پابندیاں لگیں تو تب مجھ سے پہلے خلیفہ نے پاکستان سے ہجرت کی۔ خلیفۃ المسیح کے جو یہ فرائض ہیں کہ وہ اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیم پھیلائے اور اشاعت اسلام کا فریضہ ادا ہو۔ پاکستان میں رہ کر یہ ذمہ داری ادا نہیں ہوسکتی تھی۔ اس لئے یہ ملک چھوڑنا پڑا۔

✪ ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ اسلام پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ اسلام کا صرف نام رہ جائے گا اور لوگ اسلام کی اصل تعلیمات کو بھُلا دیں گے۔ جب ایسا زمانہ آئے گا تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی ہدایت کیلئے مسیح موعود اور امام مہدیؑ کو مبعوث فرمائے گا اور آنے والا مسیح پھر سے لوگوں کو حقیقی اسلامی تعلیم سے آگاہ کرے گا اور وہ غلط عقائد جو دین کی دوری کی وجہ سے مسلمانوں میں پیدا ہو چکے ہیں ان کی اصلاح فرمائے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیم پھیلائی اور بگڑے ہوئے عقائد کی اصلاح کی۔ ہم نے آپؑ کو قبول کیا اور آج ہم ہیں جو اسلام کی اصلی اور حقیقی تعلیم پر عمل پیرا ہیں اور ساری دنیا میں اس تعلیم کو پھیلا رہے ہیں اور اس تعلیم کو پھیلانے کے ساتھ ساتھ خدمت انسانیت کے کام بھی کر رہے ہیں۔ ہم نے غریب ممالک میں سکول، ہسپتال کھولے ہیں اور خدمت خلق کے دوسرے بہت سے پراجیکٹ بھی جاری ہیں۔

حضور انور نے فرمایا ان سب کاموں کے علاوہ میری اور بھی بہت سی ذمہ داریاں ہیں۔ ہزاروں لوگ روزانہ مجھے دعا کیلئے لکھتے ہیں اور بہت سے اپنے مسائل کا حل چاہتے ہیں۔ چنانچہ میں ان کی رہنمائی کرتا ہوں۔ بہت سے طلباء اپنی تعلیم کیلئے رہنمائی چاہتے ہیں کہ اپنے لئے کونسا مضمون منتخب کریں، کونسا فیلڈ اختیار کریں تو ان کو گائیڈ کرتا ہوں، پھر بعض طلباء تعلیمی مدد کی درخواست کرتے ہیں۔ ان کی فیس ہم ادا کرتے ہیں۔

✪ ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا یہ بات درست ہے کہ اسلام کا پیغام پہنچانے میں بہت سی مشکلات ہیں۔ لیکن ہمارا یہ عزم ہے کہ ہم نے ہر صورت میں، ہر مشکل کا مقابلہ کرتے ہوئے اسلام کا پیغام پہنچانا ہے اور رکنا نہیں ہے۔ جو اچھی بات ہے لوگ اس کو سنیں گے اور قبول کریں گے۔ سچائی کا اثر ہوتا ہے۔ بعض لوگ پیغام سنتے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ صحیح پیغام ہے لیکن اپنے ذاتی مفاد کی وجہ سے قبول نہیں کرتے۔

✪ ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ ہمارا اپنا کوئی مذہب نہیں ہے، ہمارا مذہب اسلام ہی ہے۔ ایک ہی نبی ہے۔ ایک ہی قرآن ہے۔ ہمارا کوئی نیا اسلام نہیں ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ قرآن کریم کے مطابق جو سب سے اعلیٰ جہاد ہے وہ اپنے نفوس میں تبدیلی کا جہاد ہے۔ اپنے نفوس کو پاک کرنا ہے اور پھر اسلام کی حقیقی اور سچی تعلیم اور محبت اور امن کا پیغام پھیلانا ہے۔ باقی جو تلوار کا جہاد ہے تو یہ آخری درجہ کا جہاد ہے اور اس کیلئے بھی بہت سی شرائط ہیں اور یہ بھی شرط ہے کہ پہلے آپ کے خلاف تلوار اٹھائی جائے اور آپ پر جنگ ٹھونسی جائے تو تب اپنا دفاع کیا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں دس سال رہے اور اپنا کوئی دفاع نہ کیا۔ پھر آپؐ نے مدینہ ہجرت کی۔ تو جب مکہ سے مخالف فوجوں نے مدینہ پر حملہ کیا تو تب آپؐ کو اپنے دفاع کی اجازت دی گئی اور دفاع کی اجازت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ ان لوگوں کو جن کے خلاف قتال کیا جا رہا ہے قتال کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کئے گئے اور اللہ ان کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ مسلمانوں کو اب اگر اپنے دفاع کی اجازت نہ دی جاتی تو پھر راہب خانے منہدم کر دیئے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی اور مساجد بھی گرا دی جاتیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے دفاع کی جو اجازت دی وہ اس لئے دی تا کہ سب مذاہب اور ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت ہو۔ پس اس اجازت میں یہ حکم تھا کہ اگر اپنے مذہب کو بچانا ہے اور مذہبی آزادی کو اور مذہبی عبادت گاہوں کو بچانا ہے تو پھر اپنا دفاع کرو اور اگر تم اپنا دفاع کرو گے تو اسکا مطلب یہ ہوگا کہ تم تمام مذاہب کا دفاع کرو گے۔

✪ ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: اسلام دہشت گردی کا مذہب نہیں ہے۔ یہ اسلام پر الزام ہے۔ چند گروہ انتہاء پسند ہیں جنہوں نے اپنی حرکتوں سے اسلام کا نام بدنام کیا ہوا ہے۔ یہ کوئی جہاد نہیں ہے کہ صرف لوگوں کو مارا جائے اور قتل کیا جائے۔ ہم مسلسل دنیا میں اسلام کی اصل اور حقیقی تعلیم اور امن وسلامتی کا پیغام پہنچا رہے ہیں اور رواداری اور بھائی چارہ کے قیام کیلئے کوشاں ہیں۔

✪ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ آپ احمدی خاندانوں سے ملتے ہیں تو کیا ان کو آپ کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا اصل میں ایک Two Way Love ہے۔ ایک احمدی جب اپنے کسی پیارے سے ملتا ہے تو بہت خوشی محسوس کرتا ہے اور خلیفہ وقت بھی جب اپنے پیاروں سے ملتا ہے تو خوشی محسوس کرتا ہے۔

✪ سیرین رفیوجی کے حوالہ سے ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا شام سے جو رفیوجی یورپین ممالک میں آرہے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ جو بھی اپنے حقوق سے محروم کیا گیا ہے اس کی مدد کی جائے تا کہ وہ اپنی زندگی گزار سکے۔ خواہ لوکل حکومتیں ہوں، دوسرے ادارے ہوں یا مرکزی حکومت ہو۔ ضرورتمندوں کی مدد کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا اس مسئلہ کا اصل حل یہ ہے کہ ان ممالک میں لڑائی ختم کرواؤ۔ اور ان ملکوں میں امن ہو تو پھر یہ مہاجرین واپس اپنے ملکوں میں جائیں اور وہاں ان کو رہنے میں اور ان کو اسٹیبلش کرنے میں ان کی مدد کی جائے۔

گیارہ بجکر تیس منٹ پر یہ انٹرویو ختم ہوا۔ آخر پر انٹرویو لینے والی ٹیم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ یہ انٹرویو جہاں ریڈیو RTV NUNSPEET سے Live نشر ہو رہا تھا وہاں KPN کے ذریعہ سارے ہالینڈ میں اور WEBSTREAM کے ذریعہ دنیا بھر میں Live نشر ہو رہا تھا۔ برطانیہ اور پاکستان سے بعض لوگوں کے پیغامات آئے کہ انہوں نے یہ انٹرویو Live سنا ہے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر میں مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔ مکرم عابد وحید خان صاحب انچارج پریس اینڈ میڈیا سیل نے حضور انور سے دفتری ملاقات کی سعادت پائی۔

سوا ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت النور میں تشریف لا کر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

پروگرام کے مطابق پانچ بجکر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے۔

ریجنل T.V سٹیشن
TV GELDERLAAND
کا حضور انور سے انٹرویو

ریجنل T.V سٹیشن TV GELDERLAAND کے جرنلسٹ اور کیمرہ مین اپنی ٹیم کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لینے کیلئے آئے ہوئے تھے اور حضور انور کی آمد کے منتظر تھے۔ حضور انور کے استفسار پر جرنلسٹ نے بتایا کہ اس صوبے میں دو ملین لوگ ہیں اور ہمارا یہ TV سٹیشن اس صوبے کیلئے BBC کی اہمیت رکھتا ہے۔

✪ جرنلسٹ نے پہلا سوال کیا کہ حضور انور کا یہاں NUNSPEET میں قیام کیسا ہے۔

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ یہاں بہت اچھا قیام ہے۔ میں پہلے بھی کئی دفعہ یہاں آیا ہوں اور میں یہاں قیام کرنے کو پسند کرتا ہوں۔ بہت خوبصورت جگہ ہے۔

✪ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ نن سپیٹ (NUNSPEET) کی جماعت احمدیہ کیلئے کیا اہمیت ہے۔

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: جماعت ہالینڈ کا ایک سینٹر ہیگ (DEN HAGG) میں تھا۔ جماعت اپنی ضروریات کیلئے ایک بڑی جگہ چاہتی تھی۔ تو اس وقت جگہ تلاش کی گئی اور یہ جگہ پسند آئی۔ شہر سے باہر تھی اور سستی تھی اور کھلی وسیع جگہ تھی۔ ہماری ضرورت کے مطابق تھی۔ ہم نے خریدلی۔ یہ علاقہ بڑا خوبصورت ہے۔ مجھ سے پہلے خلیفہ بھی اس جگہ کو بہت پسند کرتے تھے۔ جب یہ جگہ خریدی گئی اس وقت کمیونٹی بڑی نہیں تھی۔ اب اللہ کے فضل سے تعداد بڑھ چکی ہے۔ یہاں جماعت کے سارے فنکشن اور پروگرام ہوتے ہیں۔ یہاں کے مقامی لوگ محبت کرنے والے ہیں۔ اس لئے اس جگہ کو ہم پسند کرتے ہیں۔

✪ جرنلسٹ نے ایک سوال یہ کیا کہ احمدیہ کمیونٹی نے سب سے پہلے ہالینڈ میں مسجد بنائی۔ اس مسجد کو بنے ہوئے بہت عرصہ ہو گیا ہے اس عرصہ میں اسلام کے بارہ میں لوگوں کی آراء تبدیل ہوئی ہیں اس بارہ میں حضور کا تبصرہ کیا ہے۔

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا جب ہماری پہلی مسجد ہیگ میں بنی تھی اس وقت لوگوں میں مذہب کی طرف رجحان تھا۔ اب وہ نہیں رہا اور مذہب کی طرف رجحان کم ہوا ہے اور دہریت کی طرف زیادہ رجحان ہے۔ یہ بھی ایک وجہ ہے کہ اسلام کے بارہ میں لوگوں کی رائے تبدیل ہوئی ہے اور لوگ اسلام کو اچھا نہیں سمجھتے اور دوسری وجہ مسلمانوں کا عمل ہے۔ جس نے اسلام کو بُرے رنگ میں پیش کیا ہے۔ مسلمانوں کی طرف سے انتہاء پسندی اور دہشت گردی ہے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ اس وقت دنیا میں جو بھی مسائل ہیں وہ مسلمانوں کی وجہ سے ہیں۔ حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے۔

اسلام تو امن، صلح آشتی کا مذہب ہے اور امن کی تعلیم ہی دیتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ سب کچھ دیکھ کر میرا ایمان مضبوط ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اسلام پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ اسلام کا صرف نام رہ جائے گا۔ لوگ اسلام کی تعلیمات کو بھُلا بیٹھیں گے۔ تب ایک ریفارمر مسیح ومہدیؑ آئے گا اور اسلام کی اصلی اور حقیقی تعلیمات کو دنیا میں پھیلائے گا۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ وہ آچکا ہے اور آپؑ کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہوئی اور آپؑ نے اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیمات سے لوگوں کو آگاہ کیا اور وہ غلط عقائد جو دین سے دوری کی وجہ سے مسلمانوں میں پیدا ہو چکے تھے ان کی اصلاح فرمائی۔ آج بھی مسلمان قرآن کریم کی غلط تشریحات کرتے ہیں اور آج ہم دنیا میں اسلام کی اصلی اور حقیقی تعلیم کو پھیلا رہے ہیں۔ ہم گزشتہ 125 سال سے یہ کام کر رہے ہیں اور ہر سال لاکھوں لوگ احمدیت میں داخل ہوتے ہیں۔ صرف اس سال پانچ لاکھ ساٹھ ہزار سے زائد لوگ احمدیت میں داخل ہوئے۔ افریقہ سے زیادہ تعداد میں لوگ شامل ہوئے، فار ایسٹ، ایشیا، یورپ، عرب ممالک اور دیگر ممالک سے بھی لوگ احمدیت میں داخل ہوئے اور ہر سال داخل ہو رہے ہیں۔

✪ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ کیا آپ کی کمیونٹی FAST GROWING کمیونٹی ہے۔

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا ہم ایک آرگنائزڈ، فاسٹ گروئنگ کمیونٹی ہیں۔ ایک لیڈرشپ، ایک بینر ایک سلوگن کے تحت جماعت احمدیہ واحد ایسی کمیونٹی ہے جس کے بارہ میں کہا جاسکتا ہے کہ اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ تیزی سے بڑھنے والی کمیونٹی ہے۔

✪ ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا یا ہم مسلم ممالک میں کھل کر اپنا اظہار نہیں کر سکتے۔ عرب لوگ ہم کو پسند نہیں کرتے۔ ہم ان کی جہاد کی تشریح کے خلاف ہیں۔ ان کا جہاد کا جو تصور ہے ہم اس کے خلاف ہیں۔ اصل جہاد جو سب سے افضل جہاد ہے وہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو ریفارم کرو اور اپنے نفوس کی اصلاح کرو اور اسلام کی حقیقی تعلیم، امن اور صلح کی تعلیم ہر ایک تک پہنچاؤ۔ اسلام کا پیغام پہنچاؤ۔

ہاں صرف اس وقت تلوار کے جہاد کی اجازت اللہ تعالیٰ نے دی جب تمہارا دشمن تم پر حملہ آور ہو اور تم اپنا مذہب چھوڑنے پر مجبور کر دیئے جاؤ اور اپنے دفاع پر مجبور کر دیئے جاؤ، تو تب تلوار کا جہاد ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس وقت دنیا میں کوئی حکومت کسی مسلمان ملک کے خلاف ایسی لڑائی نہیں لڑ رہی کہ اسلام کا پیغام نہ پھیلے۔ کوئی بھی لڑائی مذہب کے خلاف نہیں ہے۔ آج اسلام کے خلاف ساری دنیا میں کوئی ہتھیار استعمال نہیں ہو رہا۔

آج جنگی ہتھیار کی بجائے اسلام کے خلاف لٹریچر کے ذریعہ پراپیگنڈہ ہو رہا ہے، الیکٹرانک اور

پرنٹ میڈیا کے ذریعہ اسلام پر حملہ ہو رہا ہے۔ تو اسکا جواب بھی لٹریچر کے ذریعہ اور میڈیا کے ذریعہ دینا چاہئے اور ہمیں یہی تعلیم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دی ہے اور آپؑ نے بتایا ہے کہ اس زمانہ میں قلم کا جہاد ہے۔

۞ جرنلسٹ نے سوال کیا نوجوان مسلمان ہمارے اس صوبے سے بھی اور یورپ کے دوسرے ممالک اور علاقوں سے بھی ISIS میں شامل ہونے کیلئے سیریا وغیرہ جا رہے ہیں۔ آپ کی اسبارہ میں کیا رائے ہے۔

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: جس طرح اب مسلمان ایک دوسرے کو مار رہے ہیں اور ایک دوسرے کی گردنیں اُڑا رہے ہیں اسی طرح گزشتہ صدیوں میں عیسائیوں نے بھی آپس میں ایک دوسرے فرقوں کو قتل کیا تھا اور ان کی آپس میں لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں۔

حضور انور نے فرمایا مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ آج یہ ایک دوسرے کو مارنے والے، قتل و غارت کرنے والے مسلمان کس طرح اپنے اس ظالمانہ فعل کو جائز اور اسلامی تعلیم کے مطابق قرار دیتے ہیں ان کے اس فعل کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا تھا کہ جو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھے وہ مسلمان ہے تم اس کے خلاف تلوار نہ اُٹھاؤ۔ پس یہ جو مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے خلاف لڑائی کر رہے ہیں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے خلاف ہے۔

حضور انور نے فرمایا کوئی احمدی جو سچا اور حقیقی احمدی ہے ایسے جہاد کے بارہ میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ ایک احمدی کے نزدیک اصل جہاد یہ ہے کہ اپنے آپ کو ریفارم کیا جائے اور اپنے نفوس کی اصلاح کی جائے اور اسلام کا حقیقی پیغام، اسلام کی اصل تعلیم دنیا تک پہنچائی جائے۔

حضور انور نے فرمایا یہ جو لوگ یہاں سے یورپ کے ممالک سے جا کر ISIS سے مل رہے ہیں وہ حالات سے تنگ (FRUSTRATED) لوگ ہیں۔ اکنامک کرائسس 2008 میں آیا تھا۔ کروڑوں لوگ بے روزگار ہوئے۔ اس اکنامک کرائسس کے بعد دہشت گردی بڑھی ہے اور اس کا فائدہ دہشت گرد تنظیموں نے اُٹھایا ہے اور بے روزگار نوجوانوں کا برین واش کیا ہے۔ جو نوجوان مالی لحاظ سے تنگ تھے ان کو پیسوں کا لالچ دیا گیا ہے۔ ان کو کہا جاتا ہے کہ تمہاری حکومت تمہارے ساتھ ظلم کر رہی ہے۔ اس طرح باتیں کر کے لوگوں کو بھڑکاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا یو کے کی صورتحال میں جانتا ہوں۔ وہاں جو مہاجرین ہیں وہ دوسروں سے زیادہ بینیفٹس لے رہے ہیں۔ برطانیہ کے مقامی باشندوں کی نسبت زیادہ فوائد حاصل کر رہے ہیں۔ اس لئے اگر کوئی لڑائی کرنی ہوتی تو برٹش مسلمانوں کے خلاف کرتے کہ ہم تو بے روزگار ہیں اور تم سارے بینیفٹس حاصل کر رہے ہو۔ لیکن یہاں صورت حال الٹ ہے اور بعض امیگرنٹس نوجوان دہشت گرد تنظیموں سے مل رہے ہیں۔

۞ جرنلسٹ نے ایک سوال یہ کیا کہ کیا بحیثیت ایک مسلمان آپ پر دہشت گردی کا اثر ہوتا ہے کیونکہ دہشت گردی کا الزام مسلمانوں پر ہی لگتا ہے۔

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: ہمیں تو ڈبل خطرہ ہے ایک تو مسلمان ہمارے خلاف ہیں۔ دوسرے جو اسلام کے مخالف ہیں وہ بھی ہمارے خلاف ہیں۔ اسلام کے مخالف لوگ عدم علم کی وجہ سے ہمیں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ جوڑ دیتے ہیں۔ ان کو فرق کا احساس نہیں ہے۔

۞ جرنلسٹ کے اس سوال کے جواب میں کہ آپ کے لئے اس صورتحال میں اسلام کا دفاع کرنا مشکل کام لگتا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہم کوشش کرتے ہیں اور مختلف طریقوں اور پروگراموں کے ذریعہ اپنا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ جب ہم کہتے ہیں کہ ہمارا لٹریچر پڑھو، ہمارا بروشر پڑھو تو لوگ ہماری بات سنتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔ آہستہ آہستہ لوگوں میں فرق پڑ رہا ہے اور لوگ یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہم دوسرے مسلمانوں سے مختلف ہیں جو امن کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ اگرچہ یہ کام مشکل ہے لیکن ایک دن انشاء اللہ ہم ان کے دل جیت لیں گے۔

۞ جرنلسٹ نے ایک سوال یہ کیا کہ دہشت گردی کے خطرے کا رسپانس حکومت کو کس طرح کرنا چاہئے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ مانیٹر کرنا، نگرانی کرنا ضروری ہے جو لوگ انتہاء پسندی کی طرف جا رہے ہیں ان کی فیملیز بھی زیر نظر ہونی چاہئیں۔ یہ دیکھیں کہ وہ کس طرح کا رویہ رکھتی ہیں کیا ان لوگوں کے اپنی فیملیز کے ساتھ رابطے ہیں۔

فرمایا اب یہ صورتحال بھی سامنے آرہی ہے کہ یہ دہشت گرد گروپس ان یوروپین لوگوں کو جو ان کے ساتھ ملنا چاہتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ تم اپنے ملک میں ہی رہو۔ ہم آپ کو گائیڈ کریں گے کہ کیا کرنا ہے۔ بم کیسے بنانا ہے۔ اٹیک کیسے کرنا ہے۔ CYBER اٹیک کیسے کرنا ہے۔ اب کمپیوٹر کے ذریعہ نئی ٹیکنالوجی استعمال کر رہے ہیں۔ سائبر اٹیک کے ذریعہ اکانومی کی تباہی کا خطرہ ہے۔

۞ سیریا کے موجودہ حالات اور صورتحال کے حوالہ سے ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ اب رشیا، سیریا کی حکومت کی مدد کر رہا ہے اور فضائی حملہ بھی کیا ہے اور رشین کہتے ہیں کہ وہ حکومت کے مخالف گروپس رائبلز، ISIS اور داعش پر حملے کر رہے ہیں اور اب اس بات کا امکان ہے کہ زمینی فوج بھی بھیجیں۔ دوسری طرف امریکہ اپنا انٹرسٹ اس ریجن میں چھوڑنا نہیں چاہتا۔ امریکہ کے مفادات اس ریجن سے وابستہ ہیں۔ اب فرانس میں ایک میٹنگ ہوئی ہے۔ یوروپین ممالک کے وہاں نمائندے تھے اور یہ بات ہوئی کہ اب صدر سیریا کی مدد کر کے حالات تبدیل کریں گے۔ تو اب ان ممالک کی پالیسی سیریا کے بارہ میں تبدیل ہوئی ہے۔

اب تیسری عالمی جنگ کا خطرہ بڑھ رہا ہے اب صرف ISIS اور داعش کا معاملہ نہیں بلکہ پوری دنیا میں جنگ کا خطرہ ہے۔ بڑی طاقتوں کے مختلف بلاکس بن رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ میں کئی سالوں سے خبردار کر رہا ہوں کہ یہ نہ سوچو کہ کولڈ وار کے بعد سب کچھ ٹھیک ہو گیا۔ ٹھیک نہیں ہوا۔ اب جس طرف جا رہے ہیں کسی وقت بھی عالمی جنگ کی چنگاری بھڑک سکتی ہے۔

۞ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ یہاں سیریا سے رفیوجیز آرہے ہیں اور کرسچن کمیونٹی ان کی مدد کر رہی ہے۔

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ عیسائی ہمدردی کر رہے ہیں تو کریں بڑی اچھی بات ہے۔ اگر اصل رفیوجیز ہیں تو ضرور مدد کرنی چاہئے۔ لیکن ساتھ دہشت گردی کا خطرہ بھی ہے۔ isis کے ایک نمائندہ نے کہا ہے کہ ہر پچاس افراد پر ہمارا ایک isis ممبر ہے جو آرہا ہے۔ تو اس طرح آپ کتنے isis ممبرز حاصل کر لیں گے۔ یہ آپ کے لئے الارمنگ صورت حال ہے۔ اس پر جرنلسٹ نے کہا اس کا مطلب ہے کہ بہت سے ایسے لوگ آئے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا ان رفیوجیز کو ایک جگہ رکھیں تا کہ نگرانی رہے۔ ان کی ضروریات رہائش خوراک کا خیال رکھیں لیکن ان کی آبزرویشن ہونی چاہئے۔

دوسرے یہ بات ضروری ہے کہ سیریا کے حالات بہتر کریں تا کہ یہ لوگ واپس اپنے ممالک میں جائیں پھر وہاں جا کر ان کی مدد کریں۔ ان کو اسٹیبلش کرنے اور اپنے قدموں پر کھڑا کرنے میں ان کی مدد کریں۔

حضور انور نے فرمایا اب دیکھیں جاپان نے کہا ہے کہ وہ ان سیرین لوگوں کی مدد کریں گے یہ جہاں بھی رہیں گے۔ لیکن ان کو جاپان نہیں آنے دیں گے۔ جاپان ان کی مدد کے لئے جیپنیز ڈالرز دے رہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا سعودی عرب، گلف کے ممالک اور اس ریجن کے مسلمان ممالک یہ سیریا کے ہمسائے ممالک ہیں اور امیر ملک ہیں ان کا کام ہے کہ سیریا کی مدد کریں اور ان کا فرض بنتا ہے کہ مہاجرین کو سیٹیل کرنے میں مدد کریں۔

۞ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ کل آپ نے پارلیمنٹ میں جانا ہے تو کل کے لئے آپ کا کیا پیغام ہے؟ اس پر حضور انور نے فرمایا جو اب تک کہا ہے وہی پیغام ہے۔ اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیمات کا پیغام ہے۔ امن کا پیغام ہے۔ یہاں بعض سیاست دان ہیں جو کہتے ہیں کہ اسلام شدت پسند مذہب ہے، میں اس بارہ میں بتاؤں گا کہ قرآن کریم کی تعلیمات کیا ہیں اور شاید اس حوالہ سے کچھ آیات بھی Quote کروں۔

۞ W.GIERET GILDER کے حوالہ سے جرنلسٹ نے سوال کیا کہ وہ اسلام کے خلاف بولتا ہے۔ کیا اس کی باتوں سے آپ کو کوئی خوف آتا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا۔ ہم کو کوئی خوف نہیں آتا۔ ہر ایک کا حق ہے کہ وہ بولے بات کرے۔ لیکن یہ حق نہیں ہے کہ جو میں کہتا ہوں، جو میرا ایمان ہے اور میرا عقیدہ ہے وہ اس کو مجھ سے بہتر سمجھتا ہے۔ یہ بات غلط ہے۔ حضور انور نے فرمایا عربی زبان بہت وسیع زبان ہے اور قرآن کریم کی مختلف آیات کے کئی مفاہیم ہیں جو صرف عربی زبان جاننے والے، عربی زبان سے واقفیت رکھنے والا ہی سمجھ سکتا ہے۔ دوسرے کو یہ معانی سمجھ نہیں آسکتے۔ میں عربی زبان سے واقفیت رکھتا ہوں اور قرآن کریم کا علم رکھتا ہوں GILDER نے پتہ نہیں قرآن کریم پڑھا بھی ہے یا نہیں۔ بہر حال عربی زبان میں تو نہیں پڑھا ہوگا۔

۞ ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: انہی لوگوں میں سے بعض لوگ ہمارا دفاع کر رہے ہیں۔ برطانیہ میں ایک جرنلسٹ ADWEST نے اخبار EVENING STANDARD میں ایک آرٹیکل لکھا جس کا عنوان تھا ''ہمارا خلیفہ لندن میں ہے اور اچھا کام کر رہا ہے''، ''ہم اس خلیفہ کو کیوں نہ FOLLOW کریں۔ جماعت کے جلسہ میں 35 ہزار لوگ اکٹھے ہوئے اور صرف امن، رواداری اور بھائی چارہ کی باتیں ہوئیں اور اس کے علاوہ کچھ نہیں ہوا۔ اخبار نے لکھا جماعت کی مسجد، سنٹر کا ایک حصہ جل گیا۔ ہم سب برٹش قوم کو اس کی دوبارہ تعمیر میں مدد کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا جو لوگ مخالفت کرتے ہیں ہم ان سے کیوں پریشان ہوں۔ ان مخالفین میں سے ہی بعض لوگ ہمارے دفاع کے لئے بھی کھڑے ہو رہے ہیں۔

انٹرویو کے آخر پر حضور انور نے جرنلسٹ سے ازراہ شفقت فرمایا میں نہیں سمجھتا کہ یہ انٹرویو تھا، یہ ایک میٹنگ تھی۔ اس پر جرنلسٹ نے حضور کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ حضور انور کی یہ بات میرے لئے عزت افزائی کا باعث ہے۔

بعد ازاں جرنلسٹ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

فیملی ملاقاتیں

بعد ازاں پروگرام کے مطابق چھ بجے فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ 35 فیملیز کے 168 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ان میں سے ہر ایک نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلبا اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقات کرنے والی یہ فیملیز نن سپیٹ جماعت کے علاوہ دوسری جماعتوں ZOTTER اور MEER,ZWOLLE, DEN HAAG اور UTRECUT کی جماعتوں سے آئی تھیں۔

آج اپنے پیارے آقا سے ملاقات کرنے والی یہ سبھی فیملیز وہ تھیں جو گزشتہ دو سالوں میں پاکستان سے ہالینڈ پہنچی تھیں اور ان میں سے بعض بڑی سخت تکالیف اور مصائب اُٹھا کر یہاں پہنچی تھیں۔ آج ان کی زندگی میں پیارے آقا کے ساتھ ان کی پہلی ملاقات تھی۔ ہر ایک جذبات سے بھرا ہوا تھا۔ یہ فیملیز ملاقات کر کے جب باہر آتیں تو اکثر کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوتیں۔ ایک فیملی کہنے لگی کہ ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ آج ہمیں زندگی میں پہلی بار اپنے پیارے آقا کے قرب کی چند گھڑیاں نصیب ہوئیں ہم نے اپنے پیارے آقا کو قریب سے دیکھا اور باتیں کیں۔ بعض دوست کہنے لگے کہ ہمارے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ ہم اپنی ملاقات کا احوال بیان کرسکیں۔ ایک صاحب کہنے لگے کہ جونہی میں ملاقات کے کمرہ میں داخل ہوا اور پیارے آقا پر نظر پڑی تو میرا سارا جسم روحانی لحاظ سے بھر گیا۔ آج میں کتنا خوش نصیب ہوں کہ مجھے حضور انور کو انتہائی قریب سے دیکھنے اور پھر باتیں کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

غرض ہر ایک نے اپنے پیارے آقا کے دیدار کی سعادت پائی اور اپنی زندگی کے انتہائی بابرکت لمحات اپنے پیارے آقا کے قرب میں گزارے اور اپنے آقا کی دعائیں حاصل کیں اور وہ کچھ پالیا جس کا اپنی زندگی میں کبھی سوچا بھی نہ تھا۔

اللہ تعالیٰ یہ سعادتیں اور برکتیں ہم سب کے لئے مبارک کرے۔ آمین۔

☆......☆......☆

تبلیغ کرنا، قرآن پڑھنا، شرائع کی حکمتیں بیان کرنا، اچھی تربیت کرنا اور قوم کی دُنیاوی کمزوریوں کو دُور کر کے اسے ترقی کے میدان میں بڑھانا اگر یہ پانچ باتیں پیدا ہو جائیں تو انشاء اللہ ہماری ترقی کی رفتار کئی گنا بڑھ جائے گی

(بانی مجلس انصار اللہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ارشادات کے حوالہ سے انصار کو اہم نصائح)

مجلس انصار اللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر 14 ستمبر 2003ء کو امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بمقام طاہر ہال بیت الفتوح مورڈن میں اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو اپنے بچپن سے ہی اور جوانی سے ہی ہر وقت یہ فکر دامنگیر رہتی تھی کہ کس طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو، آمد کے مقصد کو پورا کیا جائے اور آپ کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچایا جائے اور خلیفہ منتخب ہونے سے پہلے ہی آپ اس بارے میں بہت سوچا کرتے تھے اور دعائیں کیا کرتے تھے۔ چنانچہ فروری 1911ء میں آپ کو عالم رؤیا میں دکھایا گیا کہ ایک بڑے محل کا ایک حصہ گرایا جا رہا ہے۔ ساتھ ہی ایک میدان میں ہزاروں پتھیرے بڑی تیزی سے اینٹیں پاتھ رہے ہیں۔ وہ اینٹیں بنانے والے جو سانچے میں مٹی ڈال کر اینٹیں بنا رہے تھے۔ آپ نے پوچھا کہ یہ محل کیا ہے اور یہ کون لوگ ہیں؟ تو آپ کو بتایا گیا کہ یہ محل جماعت احمدیہ ہے اور پتھیرے فرشتے ہیں اور محل کا ایک حصہ گرایا جا رہا ہے تا بعض پرانی اینٹیں خارج کر کے بعض کچّی اینٹیں پکّی کی جائیں اور نئی اینٹوں سے محل کی توسیع کی جائے۔ نیز معلوم ہوا کہ جماعت کی ترقی کی فکر ہم کو بہت کم ہے اور فرشتے ہی اللہ تعالیٰ سے اِذن پا کر یہ کام کر رہے ہیں۔ (ماخوذ از رؤیا و کشوف سیدنا محمود صفحہ 23 بحوالہ بدر 23 فروری 1911ء صفحہ 2)

اس خواب کی بناء پر حضرت صاحبزادہ صاحب نے خلافت سے پہلے ہی ایک انجمن بنانے کا فیصلہ کیا تا کہ اس کے ذریعہ سے احمدیوں کے دلوں میں ایمان کو پختہ کیا جائے اور فریضۂ تبلیغ کو بااحسن وجوہ ادا کیا جائے۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے نہ صرف خود ہی استخارہ کیا بلکہ کئی اور بزرگوں سے استخارہ کروایا۔ کئی ایک دوستوں کو اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارات ہوئیں۔ (ماخوذ از من انصاری الی اللہ، انوار العلوم جلد 1 صفحہ 336) تب آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی اجازت سے (وہ دَور حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا دور تھا) ایک انجمن انصار اللہ کی بنیاد ڈالی اور اخبار بدر میں مفصّل اعلان کروایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے جو ان دنوں میں بیمار تھے بیماری کے باوجود آخر تک اس مضمون کا مطالعہ کیا جو اس مقصد کے لئے شائع کروایا گیا تھا۔ اور حضرت صاحبزادہ صاحب سے فرمایا کہ میں بھی آپ کے انصار اللہ میں شامل ہوتا ہوں۔ (ماخوذ از تاریخ انصار اللہ جلد اوّل صفحہ 18-19) کیونکہ یہ پاک دل سے اٹھی ہوئی ایک پاک تمنا تھی اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے بھی اس کام کو سراہا اور ظاہر ہے اس لئے اس کی قدر بھی کی کیونکہ جیسا کہ بعض اور حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے آپ کے علم میں تھا کہ آئندہ جماعت کی باگ ڈور اس شخص کے ہاتھ میں آنی ہے اور اس لئے بھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی تو ہر وقت یہ خواہش ہوتی تھی، یہی کوشش ہوتی تھی کہ کون اسلام کی خدمت کے لئے آگے آئے اور میں اس کا ساتھ دوں۔ تو اپنے آپ کو انصار اللہ کی اس تنظیم میں شامل فرمایا۔ اس زمانے میں اس تنظیم نے جس کی ممبر شپ اتنی وسیع نہیں تھی جو کام کئے، وہ تو کئے لیکن حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے دَور خلافت میں اس رؤیا کے تقریباً تیس سال بعد وقت کی ضرورت کو سمجھتے ہوئے چالیس سال سے اوپر کی عمر کے ممبران جماعت کے لئے ان کے سامنے کچھ مقاصد پیش کئے جو کہ قومی ترقی کے لئے، نسلوں کی تربیت کے لئے انتہائی ضروری تھے۔ ایک تنظیم کا قیام فرمایا اور اس کا نام انصار اللہ رکھا۔ اس سے پہلے خدام الاحمدیہ کا قیام عمل میں آ چکا تھا اور جو خطبہ ارشاد فرمایا اس میں جن کاموں کی طرف جماعت کو توجہ دلائی وہ پانچ کام ہیں جن کو ہر فردِ جماعت کو پیش نظر رکھنا چاہئے اور عمر کے لحاظ سے سب سے زیادہ انصار اللہ کو اس پر توجہ دینی چاہئے اور وہ کام یہ ہیں۔ نمبر ایک تبلیغ کرنا۔ نمبر دو قرآن پڑھنا۔ نمبر تین شرائع کی حکمتیں بیان کرنا۔ نمبر چار اچھی تربیت کرنا۔ اور نمبر پانچ قوم کی دنیاوی کمزوریوں کو دور کر کے اسے ترقی کے میدان میں بڑھانا۔ آپ نے اس بات پر بڑا زور دیا کہ اگر یہ پانچ باتیں آپ میں پیدا ہو گئیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہماری ترقی کی رفتار کئی گنا بڑھ جائے گی۔ آپ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ آخرین کا بھی یہی کام ہے جو صحابہ نے کیا اور صحابہ کے یہی پانچ اہم کام تھے اور یہی ہم نے کرنے ہیں۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 21 صفحہ 278) تبلیغ ہماری ذمہ داری ہے۔ پیغام حق پہنچانا ضروری ہے۔ اور اسلام اور احمدیت کا پیغام ہم نے بہر حال ہر صورت میں دنیا تک پہنچانا ہے اور اس کے لئے ہر طرح کی کوشش کرنی ہے۔

انصار کی عمر ایک ایسی عمر ہے جس میں تبلیغ میں بہت ساری سہولتیں پیدا ہو جاتی ہیں اور اس کی وجوہات ہیں۔ اس عمر میں طبیعت میں بھی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ جذبات پر کنٹرول بھی عموماً پیدا ہو جاتا ہے۔ خیالات بھی mature ہو چکے ہوتے ہیں۔ پھر علم اور تجربہ بھی اس حد تک ہو جاتا ہے جس سے وہ خود بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے اور نوجوانوں کو بھی تبلیغ کے طریقے سکھا سکتا ہے۔ اس لحاظ سے سب سے زیادہ انصار اللہ کو دعوت الی اللہ کے میدان میں سرگرم ہونا چاہئے۔

پھر قرآن پڑھنا ہے اس میں انصار کو خود بھی توجہ دینی چاہئے اور اپنے بچوں کو بھی اس طرف توجہ دلانی چاہئے کیونکہ جب تک ہم قرآن پڑھ کر سمجھ کر اس کی تعلیم کو اپنے پر اور اپنی نسلوں پر لاگو نہیں کریں گے ہمارے مستقبل کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔

پھر شرائع کی حکمتیں بیان کرنا ہے۔ جو احکامات ہیں ان کو آگے بیان کرنا، اس کے لئے بھی علم حاصل کرنا ضروری ہے۔

پھر تربیت ہے۔ انصار اللہ کی عمر تو ایک ایسی عمر ہے کہ اس میں آپ تو تربیت کر سکتے ہیں لیکن آپ کی تربیت کرنی مشکل ہے۔ تو اس کے لئے بڑا آسان اصول ہے کہ آپ کے ذمہ تربیت کرنے کا جو فرض لگایا گیا ہے اس کو پورا کریں۔ بچوں اور نوجوانوں کی تربیت کی طرف توجہ دیں۔ اپنی تربیت بھی ساتھ کے ساتھ ہوتی جائے گی۔

پھر قوم کی دنیوی کمزوریوں کو دور کرنا ہے۔ اس طرف بھی اگر سب توجہ دیں گے تو اقتصادی لحاظ سے بھی، جماعتی لحاظ سے بھی اور قومی لحاظ سے بھی اپنے آپ کو مضبوط بنائیں گے۔

مرکزی سطح پر بھی اور مقامی سطح پر بھی اس کے لئے ہر ذیلی تنظیم ہے۔ انصار اللہ کی بھی ذیلی تنظیم ہے۔ شوریٰ ہوتی ہے وہاں تجاویز دیں۔ اپنے تجربے سے دوسروں کو فائدہ پہنچائیں کیونکہ اقتصادی لحاظ سے مضبوط ہونا بھی آجکل کے زمانے میں انتہائی ضروری ہے تا کہ پھر بے فکر ہو کر دین کی خدمت کر سکیں یا دین کی خدمت کرنے والوں کی ضروریات کا خیال رکھ سکیں۔ تو یہ ساری باتیں ایسی ہیں جن پر انصار اللہ کو بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ جب آپ اس لحاظ سے سوچیں گے تو پھر ہی آپ اللہ کے دین کے انصار بن سکتے ہیں اور اس آیت کے مصداق ٹھہریں گے کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ۔ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ۔ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ۔ (الصّف: 15) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کے انصار بن جاؤ جیسا کہ عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کہ کون ہیں جو اللہ کی طرف رہنمائی کرنے میں میرے انصار ہوں۔ حواریوں نے کہا ہم اللہ کے انصار ہیں۔ پس بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ایمان لے آیا اور ایک گروہ نے انکار کر دیا۔ پس ہم نے ان لوگوں کی جو ایمان لائے ان کے دشمنوں کے خلاف مدد کی تو وہ غالب آ گئے۔

مسیح محمدی کو مان کر، اس پر ایمان لا کر جب ہم انصار اللہ میں شامل ہو چکے ہیں تو پھر اس تعلیم پر بھی عمل کرنا ہو گا اور ان باتوں کو بھی ماننا ہو گا جن کا تقاضا اور مطالبہ ہم سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کر رہے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق دشمنوں پر ہمیں جلد غلبہ عطا ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’تمام کامیابی ہماری معاشرت اور آخرت کے تعاون پر ہی موقوف ہو رہی ہے۔ کیا کوئی اکیلا انسان کسی کام دین یا دنیا کو انجام دے سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کوئی کام دینی ہو یا دنیوی بغیر معاونت باہمی کے چل ہی نہیں سکتا۔ ہر ایک گروہ کہ جس کا مدّعا اور مقصد ایک ہے مثل اعضائے یک دیگر ہے۔ اور ممکن نہیں جو کوئی فعل جو متعلق غرض مشترک اس گروہ کے ہے، بغیر معاونت باہمی ان کی کے بخوبی وخوش اسلوبی ہو سکے۔ بالخصوص جس قدر جلیل القدر کام ہیں اور جن کی علت غائی کوئی فائدہ عظیمہ جمہوری ہے وہ تو بجز جمہوری اعانت کے کسی طور پر انجام پذیر ہی نہیں ہو سکتے اور صرف ایک ہی شخص ان کا متحمل ہرگز نہیں ہو سکتا اور نہ کبھی ہوا۔ انبیاء علیہم السلام جو توکّل اور تفویض اور تحمل

اور مجاہدات افعال خیر میں سب سے بڑھ کر ہیں ان کو بھی بہ رعایت اسباب ظاہری مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہ کہنا پڑا۔ خدا نے بھی اپنے قانون تشریعی میں بہ تصدیق اپنے قانون قدرت کے تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی (المائدۃ:3) کا حکم فرمایا‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد1 صفحہ 51 اشتہار نمبر 20 بعنوان ’’عرض ضروری بحالت مجبوری‘‘ مطبوعہ ربوہ۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 35۔36، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اس اقتباس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام واضح طور پر فرما رہے ہیں کہ ہماری تمام کامیابیاں چاہے وہ دنیاوی ہوں یا دینی ہوں بغیر آپس کے تعاون کے حاصل نہیں ہوسکتیں کیونکہ اکیلا انسان سارے کام نہیں کرسکتا اس لئے تمام وہ لوگ جو ایک مقصد کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں ایک گروہ کی شکل میں ہیں، ایک جماعت ہیں، ایک ہوکر آپس کے تعاون سے کام کریں گے تو تمام امور، تمام کام خوش اسلوبی سے طے پائیں گے اور کامیابیاں تمہارے قدم چومیں گی کیونکہ جس قدر بڑا کام ہو، جتنا بڑا مقصد ہو اس کے نتائج تم بغیر اکٹھے ہوئے، بغیر ایک team work کے اور ایک دوسرے کی مدد کے حاصل ہی نہیں کرسکتے۔ فرمایا کہ یہاں تک کہ انبیاء بھی جن میں برداشت بھی ہوتی ہے انہوں نے مجاہدات بھی کئے ہوتے ہیں ان کا توکل اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھی بہت بڑھا ہوا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ خود ان کو اس کام کے لئے مامور کررہا ہوتا ہے، مقرر فرما رہا ہوتا ہے پھر بھی ان کو ظاہری ذرائع کی، اسباب کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے ان کو کہنا پڑتا ہے کہ کون اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے ان کاموں میں میرے مددگار ہوں گے اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قانون شریعت میں قانون قدرت کے مطابق ہی نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کا حکم فرمایا ہے۔

پھر آپ ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں اور خاص طور پر انصار کی عمر کے لوگوں کو اس کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے کیونکہ زندگی کا ایک بڑا حصہ گزر چکا ہے اس لئے اب بہت زیادہ فکر کی ضرورت ہے۔ کوئی پتا نہیں کس وقت بلاوا آجائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ :’’ایک ذرہ بدی کا بھی قابل پاداش ہے‘‘۔ اگر ایک چھوٹی سے چھوٹی بدی بھی تم کرتے ہو تو اس پر بھی سزا مل سکتی ہے۔ ’’وقت تھوڑا ہے اور کار عمر ناپیدا‘‘۔ بہت تھوڑا وقت رہ گیا ہے اور کوئی پتا نہیں عمر کتنی ہے اور کیا کرم کرنے ہیں۔ ’’تیز قدم اٹھاؤ کہ شام نزدیک ہے۔ جو کچھ پیش کرنا ہے وہ بار بار دیکھ لو۔ ایسا نہ ہو کہ کچھ رہ جائے اور زیاں کاری کا موجب ہو یا سب گندی اور کھوٹی متاع ہو جو شاہی دربار میں پیش کرنے کے لائق نہ ہو‘‘۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد19 صفحہ 26)

یعنی سب کچھ ضائع نہ ہو جائے اور یہ جو تم پیش کررہے ہو، جو ہمارے اعمال ہیں، یہ ایسے نہ ہوں کہ وہ اس قابل ہی نہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کئے جاسکیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے یہ تنظیم قائم فرمائی، فرماتے ہیں کہ: ’’انصار اللہ پر بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ وہ اپنی عمر کے آخری حصہ میں سے گزر رہے ہیں اور یہ آخری حصہ وہ ہوتا ہے جب انسان دنیا کو چھوڑ کر اگلے جہان جانے کی فکر میں ہوتا ہے۔ اور جب کوئی انسان اگلے جہان جا رہا ہو تو اس وقت اسے اپنے حساب کی صفائی کا بہت زیادہ خیال ہوتا ہے اور وہ ڈرتا ہے کہ کہیں وہ ایسی حالت میں اس دنیا سے کوچ نہ کر جائے کہ اس کا حساب گندہ ہو۔ اس کے اعمال خراب ہوں۔ اور اس کے پاس وہ زادِ راہ نہ ہو جو اگلے جہان میں کام آنے والا ہے۔ جب احمدیت کی غرض یہی ہے کہ بندہ اور خدا کا تعلق درست ہوجائے تو ایسی عمر میں اور عمر کے ایک ایسے حصے میں اس کا جس قدر احساس ایک مومن کو ہونا چاہئے وہ کسی شخص سے مخفی نہیں ہوسکتا‘‘۔

(سبیل الرشاد جلد اوّل صفحہ 90۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 22 اکتوبر 1943ء)

پھر انصار کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ:

’’آپ کا نام انصار اللہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ جہاں تک ہوسکے آپ دین کی خدمت کی طرف توجہ کریں اور یہ توجہ مالی لحاظ سے بھی ہوتی ہے اور دینی لحاظ سے بھی ہوتی ہے۔ دینی لحاظ سے بھی آپ لوگوں کا فرض ہے کہ عبادت میں زیادہ سے زیادہ وقت صَرف کریں اور دین کا چرچا زیادہ سے زیادہ کریں تا کہ آپ کو دیکھ کر آپ کی اولادوں میں بھی نیکی پیدا ہو جائے‘‘۔ دین کا چرچا یہی ہے کہ تبلیغ کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ ’’حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قرآن کریم میں یہی خوبی بیان کی گئی ہے کہ آپ اپنے اہل وعیال کو ہمیشہ نماز وغیرہ کی تلقین کرتے رہتے تھے۔ یہی اصل خدمت آپ لوگوں کی ہے۔ آپ خود بھی نماز اور ذکر الٰہی کی طرف توجہ کریں اور اپنی اولادوں کو بھی نماز اور ذکر الٰہی کی طرف توجہ دلاتے رہیں۔ جب تک جماعت میں یہ روح پیدا رہے اور لوگوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فرشتوں کا تعلق قائم رہے اور اپنے اپنے درجے کے مطابق کلام الٰہی ان پر نازل ہوتا رہے اسی وقت تک جماعت زندہ رہتی ہے کیونکہ اس میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی آواز سن کر اسے لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ اور جب یہ چیز مٹ جاتی ہے اور لوگ خدا تعالیٰ سے بے تعلق ہو جاتے ہیں تو اس وقت قومیں بھی مرنے لگ جاتی ہیں۔ پس آپ لوگوں کو ہمیشہ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنی چاہئے اور اپنی اولادوں کو بھی ذکر الٰہی کی تلقین کرتے رہنا چاہئے‘‘۔

(سبیل الرشاد جلد اوّل صفحہ 144۔145)

پھر تہجد اور ذکر الٰہی اور مساجد کی آبادی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ:

’’اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جماعت کی دماغی نمائندگی انصار اللہ کرتے ہیں۔ جب کسی قوم کے دماغ، دل اور ہاتھ ٹھیک ہوں تو وہ قوم بھی ٹھیک ہو جاتی ہے۔ پس میں پہلے تو انصار اللہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ ان میں سے وہ جو یا صحابی ہیں یا کسی صحابی کے بیٹے ہیں‘‘ (اور اس وقت یہاں کافی صحابہ کی اولاد میں سے بھی ہیں) ’’یا کسی صحابی کے شاگرد ہیں۔ اس لئے جماعت میں نمازوں، دعاؤں اور تعلق باللہ کو قائم رکھنا ان کا کام ہے۔ ان کو تہجد، ذکر الٰہی اور مساجد کی آبادی میں اتنا حصہ لینا چاہئے کہ نوجوان ان کو دیکھ کر خود ہی ان باتوں کی طرف مائل ہو جائیں۔ اصل میں تو جوانی کی عمر ہی وہ زمانہ ہے جس میں تہجد، دعا اور ذکر الٰہی کی طاقت بھی ہوتی ہے اور مزہ بھی ہوتا ہے۔ لیکن عام طور پر جوانی کے زمانہ میں موت اور عاقبت کا خیال کم ہوتا ہے۔ اس وجہ سے نوجوان غافل ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر نوجوانی میں کسی کو یہ توفیق مل جائے تو وہ بہت ہی مبارک وجود ہوتا ہے۔ پس ایک طرف تو میں انصار اللہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے نمونے سے اپنے بچوں، اپنے ہمسایوں کے بچوں اور اپنے دوستوں کے بچوں کو زندہ کریں اور دوسری طرف میں خدام الاحمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اتنا اعلیٰ درجہ کا نمونہ قائم کریں کہ نسلاً بعد نسل اسلام کی روح زندہ رہے‘‘۔

(سبیل الرشاد جلد اوّل صفحہ 205۔206۔ خطاب فرمودہ 18 نومبر 1955ء)

پس آپ نے نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کہہ کر اللہ تعالیٰ سے جو عہد باندھا ہے اس کو پورا کرنے کے لئے اپنی تمام استعدادوں کو بروئے کار لائیں۔ جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تعلق باللہ کو بڑھائیں۔ دعاؤں اور نمازوں کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ تہجد میں بھی باقاعدگی اختیار کریں۔ اپنی راتوں کو زندہ کریں۔ اپنے بچوں اپنے احمدی ماحول کے بچوں کی تربیت کی فکر اپنے اندر پیدا کریں۔

بعض والدین بڑی پریشانی اور فکر کے ساتھ اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ ہمارے بچے جوانی کو پہنچ کر ہمارے ہاتھوں سے نکل رہے ہیں یا نکل گئے ہیں تو جو وقت ہماری کمزوریوں کی وجہ سے ہمارے ہاتھوں سے نکل گیا اور ہماری اولاد میں سے اگر کوئی بے دینی کی طرف چل پڑا ہے تو پیار سے، محبت سے اس کو بہرحال واپس لانے کی کوشش کریں اور دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتے ہوئے اس کو ضائع ہونے سے بچائیں۔ گو ایسی ایک آدھ مثال ہی ملتی ہے لیکن ہم اپنا ایک بھی بچہ کیوں ضائع ہونے دیں۔ پھر بچوں کی ایسی تربیت کریں کہ وہ ہمیشہ جماعت اور خلافت سے وابستہ رہیں کیونکہ اب خلافت کی وابستگی کے ساتھ ہی آپ کی زندگی اور بقا ہے۔ ویسے بھی آپ لوگ اپنی اولاد کے راعی ہیں اور آپ سے، ہر راعی سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا۔

(بخاری کتاب الجمعۃ باب الجمعۃ فی القری والمدن 893)

پھر حضرت مصلح موعودؓ کا ایک اور اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں: ’’یاد رکھو تمہارا نام انصار اللہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے مددگار۔ گویا تمہیں اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ازلی اور ابدی ہے۔ اس لئے تم کو بھی کوشش کرنی چاہئے کہ ابدیت کے مظہر ہو جاؤ۔ تم اپنے انصار ہونے کی علامت یعنی خلافت کو ہمیشہ ہمیش کے لئے قائم رکھتے چلے جاؤ اور کوشش کرو کہ یہ کام نسلاً بعد نسلٍ چلتا چلا جاوے۔ اور اس کے دو ذریعے ہوسکتے ہیں۔ ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ اپنی اولاد کی صحیح تربیت کی جائے اور اس میں خلافت کی محبت قائم کی جائے...... اور اگر تم حقیقی انصار اللہ بن جاؤ اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرلو تو تمہارے اندر خلافت بھی دائمی طور پر رہے گی‘‘۔

(سبیل الرشاد جلد اوّل صفحہ 122۔ خطاب سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ 26 اکتوبر 1956ء)

فرمایا کہ: ’’آپ نے انصار کا نام قبول کیا ہے تو ان (صحابہ) جیسی محبت بھی پیدا کریں۔ آپ کے نام کی نسبت خدا تعالیٰ سے ہے اور خدا تعالیٰ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اس لئے تمہیں بھی چاہئے کہ خلافت کے ساتھ ساتھ انصار کے نام کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھو اور ہمیشہ دین کی خدمت میں لگے رہو کیونکہ اگر خلافت قائم رہے گی تو اس کو انصار کی بھی ضرورت ہوگی، خدام کی بھی ضرورت ہوگی اور اطفال کی بھی ضرورت ہوگی ورنہ اکیلا آدمی کوئی کام نہیں کرسکتا۔ اکیلا نبی (بھی) کوئی کام نہیں کرسکتا۔ دیکھو حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حواری دیئے ہوئے تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کی جماعت دی۔ اسی طرح اگر خلافت قائم رہے گی تو ضروری ہے کہ اطفال الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ بھی قائم رہیں اور جب یہ ساری تنظیمیں قائم رہیں گی تو خلافت بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے قائم رہے گی‘‘۔

(سبیل الرشاد جلد اوّل صفحہ 129۔ خطاب سالانہ اجتماع انصار اللہ مرکزیہ 26 اکتوبر 1956ء)

انشاء اللہ۔

پھر آپ نے فرمایا کہ: ’’انصار اللہ خصوصیت کے ساتھ اپنے کام کی عمدگی سے نگرانی کریں تا کہ ہر جگہ اور ہر مقام پر ان کا کام نمایاں ہوکر لوگوں کے سامنے آجائے اور وہ محسوس کرنے لگ جائیں کہ یہ ایک زندہ اور کام کرنے والی جماعت ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں جب تک انصار اللہ اپنی ترقی کے لئے صحیح طریق اختیار نہیں کریں گے اس وقت تک نہیں اپنے مقصد میں کامیابی حاصل نہیں ہوگی...... میں سمجھتا ہوں بڑی عمر کے لوگوں کو ضرور یہ احساس اپنے اندر پیدا کرنا چاہئے کہ وہ شباب کی عمر میں سے گزر کر اب ایک ایسے حصہ عمر میں گزر رہے ہیں جس میں دماغ تو سوچنے کے لئے موجود ہوتا ہے مگر زیادہ عمر گزرنے

کے بعد ہاتھ پاؤں محنت مشقت اور کام کرنے کے قابل نہیں رہتے۔اس کی وجہ سے ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے کاموں کے سرانجام کے لئے کچھ نوجوان سیکرٹری (چالیس سال کے اوپر کے مگر زیادہ عمر کے نہ ہوں) مقرر کریں جن کے ہاتھ پاؤں میں طاقت ہو اور وہ دوڑنے بھاگنے کا کام آسانی سے کر سکیں تاکہ ان کے کاموں میں سستی اور غفلت کے آثار پیدا نہ ہوں"۔

آپ نے اس وقت فرمایا تھا کہ:"مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر چالیس سال سے پچپن سال کی عمر تک کے لوگوں پر نظر دوڑاتے تو ضرور اس عمر کے لوگوں میں ایسے لوگ مل جاتے جن کے ہاتھ پاؤں بھی ویسے ہی چلتے ہیں جیسے ان کے دماغ چلتے ہیں"۔

(سبیل الرشاد جلد اوّل صفحہ 90۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 22/اکتوبر 1943ء)

اسی لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے چالیس سال سے پچپن سال تک کے لئے بعد میں انصار اللہ کی صف دوم کا قیام فرمایا اور اس کے لئے ایک نائب صدر بھی علیحدہ ہوتا ہے۔تو بڑی عمر کے لوگوں کو چاہئے جو چالیس سال سے پچپن سال کی عمر تک کے ہیں کہ بڑوں سے تجربہ حاصل کریں اور بڑوں کو چاہئے کہ اپنے تجربے سے اس عمر کے انصار کو تربیت دیں اور ان کی رہنمائی کریں اور برداشت کرنے کا بھی مادہ پیدا کریں۔ یہ نہیں کہ ہم بڑے ہیں تو اس لئے ہمارے پاس ہی سارے عہدے ہونے چاہئیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ:" یہ ایک الٰہی قدرت کا کرشمہ ہے کہ ایک زمانہ انسان پر ایسا آتا ہے جب اس کے جسمانی قویٰ تو نشوونما پاتے ہیں مگر اس کے دماغی قویٰ ابھی پردہ میں ہوتے ہیں۔ یہ نہیں کہتا کہ ان میں انحطاط واقع ہو جاتا ہے"۔ان میں گراوٹ آنی شروع ہو جاتی ہے۔ان میں کمی ہو جانی شروع ہو جاتی ہے۔"انحطاط نہیں بلکہ قوائے دماغیہ ایک پردہ کے اندر رہتے ہیں۔ یہ زمانہ وہ ہوتا ہے جو پچیس سال سے چالیس سال تک کی عمر کا ہے۔لیکن پھر اس کے بعد ایک زمانہ ایسا آتا ہے جب جسم میں نشوو ارتقاء کی طاقت تو نہیں رہتی مگر اسے جو کمال حاصل ہو چکا ہوتا ہے وہ قائم رہتا ہے۔......یہی وہ زمانہ ہے جس میں خدا تعالیٰ عام طور پر نبیوں کو اصلاح خلق کے لئے کھڑا کیا کرتا ہے۔گویا یہ زمانہ بَلَغَ اَشُدَّہٗ کا زمانہ ہوتا ہے۔طاقتیں اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہیں......پس جب میں نے انصار اللہ میں شمولیت کے لئے چالیس سال سے اوپر کی شرط رکھی تو اس کے معنی یہ تھے کہ کام کرنے کا بہترین زمانہ انہیں حاصل تھا۔" بعض لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ ہم انصار کی عمر کو پہنچ گئے ہیں اس لئے اب ہم کچھ نہیں کر سکتے۔فرمایا کہ "بشرطیکہ اس عمر والوں سے فائدہ اٹھایا جاتا۔مگر مجھے افسوس ہے کہ انہوں نے اس حکمت کو نہ سمجھا اور کام انہی لوگوں کے سپرد رکھا جو زیادہ عمر کے ہیں۔حالانکہ اگر سارے کے سارے کام انہی لوگوں کے سپرد کر دیئے جائیں جو ساٹھ سال سے اوپر اور ستّر سال کے قریب ہوں تو نتیجہ یہ ہوگا" آپ نے اس وقت فرمایا تھا کہ "نتیجہ یہ ہوگا کہ ان لوگوں کے پاس دماغ تو ہوگا مگر چونکہ کام کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں نہیں ہوں گے اس لئے وہ کام خراب ہو جائے گا۔مفید، نتائج کا حامل نہیں ہوگا"۔

(خطبات محمود جلد 24 صفحہ 247 تا 249)

لیکن اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ جب سے صف دوم کا اجراء ہوا ہے، ہر طرح کے انصار اپنے کاموں میں شامل ہوتے ہیں۔ عاملہ کے ممبران کے علاوہ جو بھی دوسرے انصار ہیں مجلس عاملہ کو اور انصار اللہ کی تنظیم کو کوشش کرنی چاہئے کہ ان کو بھی زیادہ سے زیادہ اپنے پروگراموں میں شامل کریں۔اور ایسے لوگ جو ایک عمر کے بعد مایوس ہونا شروع ہو جاتے ہیں ان کو مایوسی سے نکالیں۔ان کی مایوسی دور کریں۔لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ میں نے کہا صف دوم کی وجہ سے انصار اللہ میں ایک نئی قوت اور ہمت پیدا ہو چکی ہے۔

اب انصار اللہ کا وہ تصور نہیں ہے کہ بس چالیس سال سے اوپر نکلے اور جو بھی پہلے کام کرتے تھے وہ ختم ہو جائیں اور آج کی کھیلوں میں آپ نے اندازہ لگا لیا کہ ان نوجوانوں کے نوجوانوں نے خدام الاحمدیہ کو بھی رسّہ کشی میں ہرا دیا۔تو الحمد للہ یہ انصار اللہ کے لئے جہاں ایک خوشی ہے وہاں خدام الاحمدیہ کے لئے فکر کا مقام بھی ہے کہ یہ بوڑھے تو ان سے 3 آگے نکل گئے ہیں۔ان کاموں میں تو کم از کم ان کو آگے نکلنا چاہئے۔بس یہی چند گزارشات تھیں۔اب اسی بات پر مَیں ختم کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ سب کو ہمت سے اور اپنی ذمہ واریوں کو سمجھتے ہوئے تبلیغ کے کام کو بھی، تربیت کے کام کو بھی اور عبادت کو بھی حقیقی رنگ میں بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔اب دعا کریں۔(دعا)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل مورخہ 9/اکتوبر 2015)

☆......☆......☆

بقیہ رپورٹ از صفحہ 18

اسلامی تعلیم کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ کس طرح مسلمانوں نے اس تعلیم پر عمل کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ کاش کہ آج کی مسلمان حکومتیں بھی اس سے سبق لیں اور اپنوں اور غیروں پر ظلم بند کریں تو ان کی ذلّت اور رسوائی انہیں دنیا کا رہنما بنا دے گی۔لیکن اس کے لئے انہیں اللہ تعالیٰ کی آواز کو سننا ہوگا جو زمانے کا امام ہمیں دے رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھولی بھٹکی ہوئی انسانیت کے لئے ایتائ ذی القربیٰ کے حکم الٰہی کے تحت بے پناہ ہمدردی کے جذبات کا بھی ذکر فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ انسانیت کے لئے جو رحم کا جذبہ آپؐ کے دل میں تھا وہ ماں باپ سے بھی زیادہ تھا۔وہ آپؐ کو راتوں کو بھی بے چین رکھتا تھا اور دن کو بھی بے قرار کرتا تھا۔ گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے اس فکر میں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا ہوا تھا۔اس بے چینی اور بیقراری کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو فرمایا کہ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔(الشعراء:4) کیا تُو اپنی جان کو اس لئے ہلاک کر دے گا کہ وہ مومن نہیں ہوتے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آج ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ جہاں وہ عدل و احسان اور ایتائ ذی القربیٰ کے حکم کو اپنی زندگی کے ہر پہلو پر لاگو کرے وہاں اس پیغام کو دنیا کے ہر شخص تک پہنچائے۔یہ انہیں بتائے کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی آواز کو سنو۔اس کے درد کو محسوس کرو جو اپنے آقا و مطاع کی اتباع میں اس کے دل میں تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے بھی اسی طرح یہ فرمایا کہ تو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ (الشعراء:4) اللہ تعالیٰ کرے کہ انسانیت کے لئے یہ درد ہم سب میں پیدا ہو جائے۔ ہر ایک کو اپنے اپنے جذبات اور کیفیات کے لحاظ سے پیدا کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہئے۔ معیار کے مطابق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور دنیا تباہی کی طرف جانے کی بجائے عدل احسان اور ایتائ ذی القربیٰ کے مضمون کو سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو بچا بھی لے اور دنیا کو بھی اللہ تعالیٰ یہ سمجھنے کی توفیق دیتے ہوئے اس دنیا کو بھی جنت بنا دے اور اخروی جنت کے بھی سامان اللہ تعالیٰ اس دنیا کے لئے کر دے۔

اب ہم دعا کریں گے۔اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہر لحاظ سے اس جلسے کو بابرکت فرمایا حاضری کے لحاظ سے بھی موسم کے لحاظ سے بھی اللہ تعالیٰ آپ سب کو بھی اپنے اپنے گھروں میں حفاظت سے لے کر جائے۔دعا کریں۔(دعا)

[دعا کے بعد سٹیج کے سامنے اور سٹیج پر موجود احباب کھڑے ہوگئے تو حضور انور نے فرمایا:]

السلام علیکم۔ایک منٹ ذرا۔میرے سامنے جو گرین ایریا میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ بیٹھے رہیں ان کو کھڑے ہونے کی اجازت نہیں اور سٹیج والے بھی بیٹھے رہیں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اعلان فرمایا کہ اس سال خدا کے فضل سے جلسہ کی حاضری 35 ہزار 478 رہی اور 96 ممالک کی نمائندگی ہوئی۔

[بعد ازاں جماعت احمدیہ یوکے کے زیر انتظام مختلف گروپس نے دینی نغمات اور ترانے پیش کئے۔]

اس کے بعد حضور انور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر جلسہ گاہ سے تشریف لے گئے اور احباب کرام کچھ دیر تک پر جوش اسلامی نعروں کے ساتھ اپنے جوش و خروش اور امامِ وقت سے اپنی والہانہ محبت اور عقیدت کا اظہار کرتے رہے۔

اس طرح جلسہ سالانہ برطانیہ کی کارروائی انتہائی خیر و برکت کے ساتھ شام 7 بجکر 30 منٹ پر اختتام پذیر ہوئی۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل مورخہ 9/اکتوبر 2015)

☆......☆......☆

ارشادِ نبوی ﷺ
اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّيْنِ
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
وَسِّعْ مَكَانَكَ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام
Courtesy: Alladin Builders
e-mail: khalid@alladinbuilders.com

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:
"شہادت کا ابتدائی درجہ خدا کی راہ میں استقلال اور ثابت قدمی ہے۔"
(ملفوظات جلد 4 صفحہ 423)
طالب دعا: امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

اس زمانے میں حقیقی ایمان کو دلوں میں قائم کرنے اور حقیقی اسلام کے نمونے دکھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا اور آپ کی طرف منسوب ہونے کے بعد یہی ہماری ذمہ داری ہے کہ حقیقی ایمان کو قائم کرتے ہوئے اور اسلام کا صحیح نمونہ بنتے ہوئے اس کام میں آپ کے ممد و معاون بنیں

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 11 ؍ستمبر 2015ء بطرز سوال و جواب

بمطابق منظوری سیّدنا حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال ایک شخص جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے اس کے مسلمان ہونے کی خوبصورتی کس طرح ظاہر ہو سکتی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک شخص جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس کے مسلمان ہونے کی خوبصورتی تبھی ظاہر ہوگی جب وہ ایمان میں مضبوط ہو اور اسلام کی حقیقت کو سمجھتا ہو۔ ایمان یہ ہے کہ اپنے آپ کو مکمل طور پر خدا تعالیٰ کے سپرد کر دے اور اس کے احکامات پر عمل کرنے والا ہو اور اسلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر نظر رکھتے ہوئے اپنے آپ کو بھی ہر شر سے بچا کر رکھے اور دوسروں کے لئے بھی سلامتی کے سامان کرے۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض کیا ہے اور آپ کی طرف منسوب ہو کر ہماری کیا ذمہ داری ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس زمانے میں اس حقیقی ایمان کو دلوں میں قائم کرنے اور حقیقی اسلام کے نمونے دکھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا اور آپ کی طرف منسوب ہونے کے بعد یہی ہماری ذمہ داری ہے کہ حقیقی ایمان کو قائم کرتے ہوئے اور اسلام کا صحیح نمونہ بنتے ہوئے اس کام میں آپ کے ممد و معاون بنیں۔ دنیا کو ایمان کی حقیقت بتائیں اور سلامتی پھیلانے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ اپنے نظام کے ذریعہ سے دنیا میں ہر جگہ یہ کام تو کر رہی ہے لیکن ہر احمدی کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو اسلامی تعلیم کا نمونہ بنائے تا کہ ہم میں سے ہر ایک اپنی ذمہ داری ادا کرنے والا بنے۔

سوال بینن کے گاؤں زُوگو میں مسجد کے افتتاح کے موقعہ پر وہاں کے منسٹر آف ٹرانسپورٹ نے کن تاثرات کا اظہار کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بینن کے ہی گاؤں گان زُوگُو (Ganzougo) میں مسجد کا افتتاح تھا۔ اس میں ایک مہمان آئے ہوئے تھے جو وہاں منسٹر آف ٹرانسپورٹ ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ہمارے لئے کوئی نئی جماعت نہیں اور ان کی خدمات انسانی کسی سے چھپی ہوئی نہیں۔ ہم گورنمنٹ کے نمائندے ہر ایک تنظیم اور گروپ کی تحقیق کرتے ہیں اور ان کے منشور، مقاصد اور مشن پر گہری نظر رکھنا ہمارا کام ہے۔ اور احمدیت کی انسانی خدمات جو بینن میں ہیں اور جو امن کی اور محبت کی کوشش جماعت احمدیہ نے کی ہے وہ ملک بینن میں اوّل نمبر پر ہے۔ مَیں امن اور محبت کی کاوشوں میں احمدیت کی خدمات کو سلام کرتا ہوں اور یہ محبت ہی مجھے یہاں کھینچ لائی ہے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ اس جگہ کے چیف سے لے کر تمام حکومتی مشینری آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہے کیونکہ آپ کا جو نعرہ ہے 'محبت سب سے، نفرت کسی سے نہیں' اور جو اسلامی تعلیم آپ پیش کرتے ہیں وہ ایسی چیز ہے کہ ہم مجبور ہیں کہ آپ کا ساتھ دیں۔

سوال حضور انور نے مسلمان دنیا میں ہونے والے فسادات کے متعلق اظہار افسوس کرتے ہوئے کن خواہشات کا اظہار فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آجکل مسلمان دنیا میں بدقسمتی سے جو فساد برپا ہے اس نے اسلام کے نام کو بدنام کیا ہوا ہے۔ کاش کہ مسلمان ممالک اس بات کو سمجھیں کہ ان کے ذاتی مفادات نے اسلام کو کس قدر زَد پہنچائی ہے اور شدت پسند گروہ اور تنظیمیں بھی اس وجہ سے ابھری ہیں کہ ہر سطح پر مفاد پرستی زور پکڑ رہی ہے۔ ملکوں کے امن برباد ہو رہے ہیں۔ نہ خود امن میں ہیں، نہ دوسروں کو سلامتی پہنچا رہے ہیں۔ نہ حکومت رعایا کے ساتھ انصاف کر رہی ہے، نہ رعایا حکومت کے حق ادا کر رہی ہے۔

سوال اسلام کے خلاف نفرت پھیلانے میں میڈیا کے کردار کے متعلق حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مَیں نے بعض انٹرویوز جو میڈیا کو دیئے ان میں ایک بات یہ بھی انہیں کہی تھی کہ اسلام کے خلاف نفرت پھیلانے اور اسے شدت پسند اور دہشت گرد مذہب کے طور پر پیش کرنے میں تم جو میڈیا والے ہو تمہارا بھی ہاتھ ہے۔ میڈیا انصاف سے کام نہیں لیتا۔ کسی گروہ کے یا ملک کے حکمرانوں کے، جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، سیاسی عزائم کو تم مذہب کا نام دے کر پھر اسلام کی تعلیم کو بدنام کرتے ہو۔ اور پھر اس کو اتنی شہرت دیتے ہو کہ تم نے دنیا میں رہنے والے لوگوں کی اسلام کے متعلق سوچیں ہی بدل دی ہیں۔ یا جو اسلام کو جانتے نہیں ان کے ذہنوں میں اسلام کا ایسا تصور پیدا کر دیا ہے، ایسا ہوّا کھڑا کر دیا ہے کہ ان کے چہرے اسلام کا نام سن کر ہی متغیر ہو جاتے ہیں۔ اور جہاں تمہارے اپنے مفادات ہوں وہاں خبریں دبا بھی دیتے ہو۔

سوال بینن میں مسجد کے افتتاح کے موقعہ پر Apostalic چرچ کے پادری کے تاثرات کیا تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بینن میں ایک چھوٹی سی جماعت چِیرِ یُمان ہے وہاں مسجد کا افتتاح تھا تو اپاسٹلک (Apostalic) چرچ کے پادری نے کہا کہ آج کا دن میری زندگی کا ایک عجیب دن ہے۔ آج مسلمان اور مسیحی ایک جگہ بیٹھے ہیں۔ مَیں پہلے بھی مسلمانوں کے علاقے میں کام کر چکا ہوں لیکن کبھی کوئی ایسی تقریب نہیں دیکھی جس میں مسلمان اور عیسائی اکٹھے ہوں۔ کوئی شک نہیں کہ جماعت احمدیہ نے ہم سب کو اکٹھا کیا ہے۔ میں احمدیت کو سلام پیش کرتا ہوں۔

سوال کبابیر میں ایک یہودی ٹیچر نے اپنے اسکول کے بچوں کو احمدیہ مسجد کا تعارف کس طرح کرایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: کبابیر میں ہماری مسجد ہے۔ وہاں جماعت ہے۔ وہاں کے مشنری لکھتے ہیں کہ چند دن قبل ہماری مسجد کے سامنے ایک یہودی ٹیچر اپنے سکول کے بچوں کو لے کر جماعت کا تعارف کرا رہے تھے۔ وہ ٹیچر غالباً عربی بھی جانتے تھے۔ ہماری مسجد کے دروازے پر لکھا ہوا ہے کہ مَنۡ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا۔ وہ ٹیچر ان الفاظ کا لفظی ترجمہ کر کے بچوں کو سمجھا رہے تھے کہ اس جملے کا مطلب ہے کہ جو اس میں داخل ہوگا وہ امن میں رہے گا۔ کہنے لگا یہ الفاظ تو سارے مسلمان ادا کرتے ہیں، پڑھتے ہیں، قرآن شریف میں ہے۔ بچوں کو کہتا ہے کہ مگر آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ اس جملے کا عملی نمونہ صرف احمدیوں کی مسجد میں ہی دیکھنے کو ملے گا۔

سوال مُویُوں، بینن کے ایک بزرگ نومسلم جو پہلے مشرک تھے، میں احمدیت قبول کرنے کے بعد کیا تبدیلی پیدا ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب یہ احمدی ہوئے تو...... ایک دن ہمارے معلم کو کہنے لگے کہ احمدی ہونے کے بعد میرے جسم میں ایک نئی روح آ گئی ہے۔ میں جہاں بھی ہوں چاہے اپنے فارم پہ کام کر رہا ہوں، میری روح میرے ضمیر کو جگاتی ہے اور کہتی ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ تو یہ پابندی ان لوگوں میں نماز کے لئے بھی پیدا ہو چکی ہے اور کہتے ہیں کہ اس طرح میں نماز کے لئے کھڑا ہو جاتا ہوں اور میری روح کو سکون اور جسم کو راحت ملتی ہے۔ کہتے ہیں اب میں اپنے اندر بڑی تبدیلی محسوس کرنے لگ گیا ہوں۔ پس ہم میں سے بھی جو نماز میں سست ہیں ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ نئے آنے والے عبادتوں کی طرف بھی رجحان رکھنے والے ہیں اور بڑی توجہ سے نمازیں پڑھتے ہیں۔

سوال غیر مسلموں میں حقیقی اسلام کو دیکھ کر اس کے پیغام کو پھیلانے کا شوق پیدا ہوتا ہے، اس ضمن میں حضور انور نے کیا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: غیر مسلموں کے دلوں میں بھی حقیقی اسلام کو دیکھ کر اس پیغام کو پھیلانے کا شوق پیدا ہوتا ہے وہ بھی ہمارا ساتھ دینے لگ جاتے ہیں۔ جاپان کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک بدھسٹ جاپانی ہمارے سٹال پر آئے اور کہنے لگے کہ اسلام کے بارے میں ان کی معلومات بہت کم ہیں۔ جب انہیں اسلام کا تعارف کروایا گیا اور دیگر مذاہب کے بارے میں اسلامی تعلیم کے نمونے قرآن کریم کی آیات سے دکھائے تو انہوں نے نہ صرف ہمارا شکریہ ادا کیا بلکہ کہنے لگے کہ یہ خوبصورت تعلیم اس لائق ہے کہ دنیا کو بتائی جائے اور اسلام کے بارے میں غلط فہمیوں کو دور کیا جائے۔ موصوف کہنے لگے کہ اگر مجھے اجازت دیں تو میں بھی ایک دن آپ لوگوں کے ساتھ مل کر امن کا پیغام تقسیم کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے مبلغ لکھتے ہیں چنانچہ حسب وعدہ ایک دن وہ ہمارے سٹال پر آئے اور صبح دس بجے سے شام چار بجے تک باوجود اس کے کہ وہ بدھسٹ تھے بلند آواز سے یہ اعلان کرتے رہے کہ اسلام امن کا مذہب ہے اور لوگوں میں فولڈر تقسیم کرتے رہے۔

سوال نیک فطرت مسلمانوں پر جماعت احمدیہ کے نظام کو دیکھ کر کیا اثر ہوتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: نیک فطرت مسلمانوں پر بھی جماعت احمدیہ کے نظام کو دیکھ کر جو عین اسلامی نظام ہے اثر ہوتا ہے۔ اور یہی بات پھر ان کے لئے ہدایت کا باعث بن جاتی ہے۔ برکینا فاسو کے مربی کہتے ہیں کہ ایک جگہ ہے سِلابُوبُو (Silaboubo) وہاں تبلیغ کے لئے گئے۔ لوگوں نے بڑا اچھا استقبال کیا۔ سارے مرد عورتیں تبلیغ سننے کے لئے جمع ہو گئے اور رات دو بجے تک سوال و جواب ہوتے رہے۔ آخر پر کہتے ہیں کہ میں نے انہیں بتایا کہ ہماری جماعت ایک ہاتھ پر اکٹھی ہے اور ہمارے چندے کا بھی ایک نظام ہے جو باقاعدہ عالمی شکل اختیار کر چکا ہے۔ جماعت کا ایک بیت المال ہے جو خلیفۂ وقت کے تحت ہے۔ اسی بیت المال میں چندہ جاتا ہے اور اسی میں سے نکل کر خرچ ہوتا ہے۔ کہتے ہیں صبح نماز کے بعد ایک دوست زکریا صاحب آئے اور کہنے لگے کہ میں نے کچھ عرصہ قبل ایک خواب دیکھی تھی کہ میں چندہ دے رہا ہوں اور ایک آواز آتی ہے کہ چندہ ایسے اسلامی گروپ کو دو جس کا ایک بیت المال ہو۔ میں کافی عرصے سے یہ اسلامی گروپ ڈھونڈ رہا تھا لیکن رات کو جب مربی صاحب نے جماعت کے مالی نظام کے بارے میں بتایا تو مجھے ان الفاظ کی تعبیر مل گئی جو میں نے خواب میں سنے تھے۔ چنانچہ موصوف نے اسی وقت دس ہزار فرانک سیفہ نکال کر ادا کئے۔ رسید بک بھی ہمارے پاس تھی۔ کہتے ہیں اسی وقت ہم نے رسید بک نکال کر رسید کاٹ دی۔ جب لوگوں نے اس خواب کے بارے میں سنا اور یہ بھی دیکھا کہ باقاعدہ چندے کی ایک رسید بک ہوتی ہے جس پر سارا ریکارڈ رکھا جاتا ہے تو بڑے متاثر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے بعد اس گاؤں میں 282 افراد نے بیعت کر لی اور باقاعدہ یہ سب لوگ جماعت کے چندے کے نظام میں شامل ہیں۔

سوال اسلامی تعلیم کا شکریہ غیر لوگ کس طرح ادا کرتے ہیں؟

جواب اس تعلق میں حضور انور ایدہ اللہ نے ایک مثال دیتے ہوئے فرمایا: کونگو کنشاسا سے مبلغ لکھتے ہیں کہ ہمارے ریڈیو پروگراموں کو سن کر آرتھوڈوکس چرچ کے ایک پادری نے کہا کہ میں آپ کے انداز تبلیغ اور اسلامی تعلیمات سے بہت متاثر ہوں۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں اسلام میں داخل ہو جاؤں گا اور سب سے پہلے اپنے بچے کو اسلام احمدیت میں داخل کروں گا۔ چنانچہ ان کا بیٹا مقامی جماعت میں بیعت کر کے اسلام احمدیت میں داخل ہو چکا ہے۔

سوال انڈیا میں صوبہ کرناٹک کے گدک مقام پر لگائے جانے والے بک اسٹال کو دیکھ کر ایک غیر مسلم دوست نے کن خیالات کا اظہار کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اسی طرح انڈیا میں صوبہ کرناٹک میں ایک جگہ گدک میں ایک بکسٹال لگایا گیا۔ اس بکسٹال پر ایک غیر مسلم دوست آئے اور بعد میں کہنے لگے کہ ہم نے اس سے قبل بھی بہت سے بک سٹال دیکھے ہیں لیکن امن اور شانتی کا پیغام دینے والے اور اسلام کی خوبصورت تعلیم کو لوگوں تک پہنچانے والے ایسے لوگ میں نے آج تک نہیں دیکھے۔ وہ بہت متاثر ہوئے اور ہمارے اس بک سٹال سے بہت ساری کتابیں خرید کر لے گئے۔

سوال بینن میں ایک مسجد کے افتتاح کے موقعہ پر کنگ آف داسو نے کن تاثرات کا اظہار کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: پھر بینن سے ہمارے مربی لکھتے ہیں کہ ایک مسجد کے افتتاح کے موقع پر کنگ آف داسو (King of Dasso) بھی وہاں آئے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں میں تو سب کو کہوں گا کہ احمدی ہو جاؤ۔ یہی سچے لوگ ہیں اور غُوں زبان کے ایک شاعر جو وہاں کی ایک مقامی زبان ہے انہوں نے اس موقع پر چند شعر بھی کہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کا لگایا ہوا پودا اگر پانی نہ ملے تو جل جاتا ہے لیکن خدا کے لگائے ہوئے پودے کو اس کی حاجت نہیں۔ احمدیت خدا کا لگایا ہوا پودا ہے اور اس مسجد کی تعمیر اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اور میرا گھر اس مسجد کے قریب ہے تو میں کیوں عبادت کے لئے دُور کسی چرچ میں جاؤں۔ کیوں نہ مسجد میں جاؤں۔

☆......☆......☆

جماعت احمدیہ برطانیہ کے 49ویں جلسہ سالانہ 2015ء کی مختصر رپورٹ

☆......بیعت کی تقریب نے میرے دل پر بہت گہرا اور نیک اثر چھوڑا ہے۔☆......جماعت احمدیہ نہ صرف اپنوں کی بلکہ غیروں کی بھی مدد کرتی ہے۔☆......اس جلسہ میں مَیں نے محبت اور امن کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔☆......دنیا میں امن اور انصاف قائم کرنے میں آپ لوگوں کی جرأت اور ہمّت کو سلام پیش کرتا ہوں۔☆......ہم نے اسلام کا حقیقی چہرہ صرف احمدیت کے ذریعہ دیکھا ہے۔☆......جماعت احمدیہ کا مشن ہمارے ملک میں صحت، تعلیم اور معاشرتی کاموں میں مستعدی سے خدمات انجام دے رہا ہے۔☆......آپ کی جماعت حقیقی اسلام کی اقدار کی نمائندگی کر رہی ہے۔☆......میرا یہاں آنے کا مقصد یہ تھا کہ مَیں آپ لوگوں کو کفن مسیح کے بارہ میں بتاؤں مگر یہاں آکر مَیں نے جو آپ سے سیکھا ہے وہ اس سے کئی گُنا زیادہ ہے جو آپ مجھ سے سیکھ سکتے ہیں۔

......................................(جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے مختلف ممالک کے نمائندگان کے تأثرات)

☆لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے دُور جانے میں ہی ترقی ہے اور اس غلط نظریے کے پھیلانے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے وجود کا انکار کرنے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو بھلا دینے کی وجہ سے ہی دنیا فساد میں مبتلا ہے۔ یہ فساد یا تو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم کے غلط استعمال کی وجہ سے اور اپنے مفادات کے حصول کے لئے خدا تعالیٰ کا نام استعمال کرنے کی وجہ سے ہے یا خدا تعالیٰ کے وجود سے انکار کرنے کی وجہ سے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر استہزاء کرتے ہوئے تمام حدوں کو پھلانگنے کی وجہ سے ہے۔☆ آج دنیا میں جو حقوق غصب ہو رہے ہیں وہ مذہب نہیں کر رہا بلکہ دنیاوی قوانین یا مذہب کے نام پر دھوکہ دینے والے کر رہے ہیں۔آج جنگوں اور لڑائیوں کی صورت میں جو ناانصافیاں ہو رہی ہیں وہ مذہب نہیں کر رہا بلکہ مفاد پرست دنیا کر رہی ہے۔آج آزادی کے نام پر اخلاقی گراوٹیں اور فحاشی کے ہوشربا منظر مذہبی تعلیم کا حصہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو تہہ و بالا کرنے والے انسانی قوانین کی گراوٹوں کی وجہ سے ہے۔☆امن قائم کرنے کے لئے مذہب پر الزام لگانے سے کام نہیں ہوگا بلکہ مذہب کو ایک طرف کر کے ظلم کے خلاف کارروائی کر کے پھر ہی یہ کام ہوگا۔اگر ظلم کے خلاف کارروائی کر کے اپنا کردار ادا کریں گے تو تبھی کامیابی بھی ہوگی۔ پس یہ لوگ جو بڑی طاقتوں سے تعلق رکھنے والے ہیں جو حکومتی سربراہ ہیں ان کو اپنی حکمت عملی کو انصاف پر قائم کرنے کی ضرورت ہے۔☆اگر دنیا میں امن قائم کرنا ہے تو ان دنیاوی طاقتوں کو بھی اپنے رویّے بدلنے ہوں گے ورنہ یاد رکھیں کہ تمام دنیا فساد اور جنگوں کی لپیٹ میں اور زیادہ شدت سے آئے گی۔☆ آج بجائے اس کے کہ غیر مسلم قوتیں ہمیں امن و سلامتی کے راستے دکھائیں، ہمیں ان کو حقیقی امن اور انصاف کے راستے اسلامی تعلیم کی روشنی میں دکھانے کی ضرورت ہے۔اور یہ تعلیم اس چھوٹی سی آیت میں اپنی چمک دکھا رہی ہے جو ابھی مَیں نے تلاوت کی ہے۔ پس ہر مسلمان کو اس بات پر غور کرنا چاہئے۔صرف دفاعی رنگ اختیار کرنے کی بجائے اس روشن تعلیم کو ایک چیلنج کے ساتھ دنیا کے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔آج ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ جہاں وہ عدل و احسان اور ایتائ ذی القربیٰ کے حکم کو اپنی زندگی کے ہر پہلو پر لاگو کرے وہاں اس پیغام کو دنیا کے ہر شخص تک پہنچائے۔

جنگوں اور جنگی قیدیوں سے متعلق اسلام کی پُرحکمت اور عدل و احسان اور ایتائ ذی القربیٰ پر مشتمل تعلیمات کا نہایت مؤثر بیان۔ بڑی طاقتوں کے دوہرے اور غیر منصفانہ طرز عمل اور اسلامی تعلیمات پر ناواجب اعتراضات کا تذکرہ۔ دنیا میں حقیقی امن کے قیام کے لئے مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں کو نہایت اہم اور پُرحکمت نصائح

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ولولہ انگیز اختتامی خطاب)

رپورٹ مرتبہ: حافظ محمد ظفر اللہ عاجزؔ + فرخ راحیل

جلسہ سالانہ کا تیسرا دن
اتوار 23 ر اگست 2015ء

(حصہ دوم)

اختتامی اجلاس

جلسہ سالانہ یوکے کا آخری اجلاس 3 بج کر 4 منٹ پر مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت یوکے کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کی سعادت مکرم طٰحٰہ داؤد صاحب آف یوکے کو ملی۔ آپ نے سورۃ الناس کی تلاوت کی۔

مہمانوں کے ایڈریسز

بعدازاں بعض معزز مہمانوں کو اپنے تأثرات کا اظہار کرنے کا موقع دیا گیا۔

1۔ Councillor David Chung (میئر آف Merton Council) نے کہا:

سب سے پہلے تو میں آپ سب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے مجھے اس جلسہ میں شریک ہونے کا اعزاز بخشا۔ مَیں آپ لوگوں کو ایک لمبے عرصہ سے جانتا ہوں اور یہ کہنا بجا ہوگا کہ ہم سب بہن بھائی کی طرح ہیں۔ یہ جلسہ بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اگر ہم مل کر کام کریں تو زیادہ کام کر سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں جو بات یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ ہم سب مختلف خیالات رکھتے ہیں مگر ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ان اختلافات کو لڑائی جھگڑوں کا باعث نہ بننے دیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کی رائے کا احترام کریں خواہ ہم اس کو مانیں یا نہ مانیں۔ ہم سب مِل کر کام کریں تاکہ امن اور اتفاق قائم ہو۔ آپ لوگ بہت اچھا کام کر رہے ہیں آخر میں مَیں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

2۔ Councillor Mike Band (میئر آف Waverley Borough Council) نے کہا کہ آپ نے مجھے اس جلسہ میں شریک ہونے کا اعزاز بخشا ہے۔ بیعت کی تقریب نے میرے دل پر بہت گہرا اور نیک اثر چھوڑا ہے۔ آپ کی جماعت کے اقدار اور اصول آپ کے روشن مستقبل کی بشارتیں دے رہے ہیں۔ آپ کا محبت، امن اور انصاف کا پیغام ایسا ہے کہ اسے نہ صرف یوکے میں بلکہ پوری دنیا میں پھیلانا چاہئے کیونکہ یہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ آپ لوگ جو فلاحی کام کر رہے ہیں وہ بھی غیر معمولی ہیں اس لئے میں آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ میری آخری گزارش اور خواہش ہے کہ آپ لوگ یہ اچھا کام ہمیشہ جاری رکھیں۔

3۔ Councillor Muhammad Sadiq Mayor آف Sutton Council نے کہا کہ میں پہلی دفعہ اِس جلسہ میں شامل ہوا ہوں اور میں اُمید کرتا ہوں کہ یہ آخری دفعہ نہیں ہوگا اور مجھے دوبارہ دعوت نامہ دیا جائے گا۔ میرے لئے یہ بات باعثِ فخر ہے کہ میں آج یہاں Sutton کے لوگوں کی نمائندگی کر رہا ہوں۔ جب مَیں اور میرا بھائی اس ملک میں آئے تو جس مکان میں ہم رہتے تھے اُس کا مالک مکان احمدی تھا۔ اس نے ہماری ہر لحاظ سے مدد کی اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ جماعت احمدیہ نہ صرف اپنوں کی بلکہ غیروں کی بھی مدد کرتی ہے۔ جماعت احمدیہ جو کام ساری دنیا کے لئے کرتی ہے وہ بھی قابل تقلید ہے۔ میں آپ کو اپنی نیک خواہشات کا تحفہ پیش کرتا ہوں۔ اور اُمید کرتا ہوں کہ مَیں اِس جلسہ میں دوبارہ بھی شامل ہوں گا۔ میری دعا ہے کہ مستقبل میں بھی آپ لوگ ہر لحاظ سے کامیابیاں حاصل کرنے والے ہوں۔

4۔ **Mr Alexander Valintinovich Martaniko**

پروفیسر آف انسٹی ٹیوٹ آف Pedagogi, Russia نے اپنے تأثرات کا اظہار رشین زبان میں کیا جس کا خلاصہ مکرم رانا خالد احمد صاحب نے پیش کیا۔ آپ نے بتایا کہ پروفیسر صاحب نے روس میں پہلی مرتبہ رشین زبان میں ایک کتاب لکھی ہے جس میں انہوں نے اپنی معلومات کے مطابق جماعت کا تعارف پیش کیا ہے۔ پھر آپ نے مہمان ہونے کی حیثیت سے

جماعت احمدیہ یوکے کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ جلسہ سالانہ کے روحانی ماحول نے اُن کا جماعت احمدیہ کے ساتھ باہمی رابطہ، محبت اور رواداری کے رشتہ کو پہلے سے زیادہ مضبوط کر دیا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جماعت احمدیہ کے افراد کی عملی زندگی بلند اخلاق کے اعلیٰ معیار کا نمونہ ہے جو دراصل حقیقی اسلامی تعلیم کا عکس ہے۔ آپ نے کہا کہ میں دل کی گہرائی سے دعا کرتا ہوں کہ بعض ممالک میں احمدیوں کو جو تکالیف درپیش ہیں وہ جلد دور ہوں اور جماعت ہمیشہ امن میں رہے اور ترقی کرتی چلی جائے۔

5۔Mr Ulf Bostrom (سویڈن میں Police Inspector) نے کہا کہ سب سے پہلے تو میں آپ کے دعوت نامہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں بظاہر تو یہاں اکیلا کھڑا ہوں مگر میرے پیچھے Sweden کی ساری پولیس ہے۔ جب ہم کسی قاتل کو پکڑتے ہیں تو اُسے سزا دیتے ہیں اور اگر ہمیں پتہ چلے کہ یہ قتل کسی سیاسی نفرت یا مذہبی نفرت کی وجہ سے کیا گیا ہے تو ہم اُسے بڑی سخت سزا دیتے ہیں۔ Sweden ایک منفرد ملک ہے کیونکہ ہم لوگ 200 سال سے امن میں ہیں اور ہم جنگ کا لفظ جانتے ہی نہیں۔ ہمارے ملک میں ہر قسم کے مسلمان رہتے ہیں۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کو اپنے ملک میں شدید مخالفت کا سامنا ہے اور اس مخالفت کی وجہ سے آپ لوگوں کو اپنا ملک چھوڑنا پڑا۔ لیکن اس کا فائدہ یہ ہوا کہ آج جماعت احمدیہ 207 ممالک میں پھیل چکی ہے۔ اسلام نے 1400 سال پہلے انسانی حقوق قائم کئے جن پر بدقسمتی سے آج اسلامی ممالک میں عمل نہیں ہو رہا۔ احمدیت کا اصول محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں ایک نہایت ہی سنہرا اصول ہے۔ آخر میں میں آپ سب کا دوبارہ شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

6۔Mr Isaac Marty، Marshall Island کے Journalist ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سب سے پہلے تو میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور پھر آپ کے دعوت نامہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں تمام مذاہب کا احترام کرتا ہوں۔ میرا جماعت احمدیہ سے تعارف Marshall Island میں جماعت احمدیہ کی مسجد کے افتتاح پر ہوا۔ میں نے جماعت کے بارے میں بہت سی منفی باتیں سنی تھیں مگر جب مجھے Humanity First کے کاموں کا علم ہوا تو میرا نظریہ بالکل بدل گیا۔ میں اس جلسہ میں شامل ہونے کا بڑی شدت سے انتظار کر رہا تھا اور پچھلے دو دنوں میں میں نے محبت اور امن کے سوا کچھ نہیں دیکھا اور نہ کسی قسم کی نفرت دیکھی۔

7۔HE Noel Kilomba Ngozi Mala نے جو Congo میں Judge of Constitutional Court ہیں، اپنے تاثرات کا اظہار French زبان میں کیا جس کا ترجمہ مکرم نعیم احمد باجوہ صاحب امیر و مشنری انچارج کونگو نے پیش کیا۔ آپ نے کہا کہ سب سے پہلے تو میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اس جلسہ میں شریک ہونے کا اعزاز بخشا۔ دنیا میں امن اور انصاف قائم کرنے میں آپ لوگوں کی جرأت اور ہمت کو سلام پیش کرتا ہوں۔ میرا اس اجلاس میں شامل ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ Congo میں جماعت کا پیغام مثبت رنگ میں قبول کیا جا رہا ہے۔ پاکستان میں جماعت احمدیہ کی مخالفت پر اظہارِ افسوس کرنے کے بعد کہا کہ Congo میں جماعت کا پیغام بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے اور یہ بات اُن لوگوں کے لئے باعث تعجب ہے جو سمجھتے ہیں کہ اسلام ایک تشدد پسند مذہب ہے۔ ہم نے اسلام کا حقیقی چہرہ صرف احمدیت کے ذریعہ دیکھا ہے۔

8۔Mr Ouattara Kouakou نے بھی جو Ivory Coast کے Member of Parliament ہیں، اپنے تاثرات کا اظہار French زبان میں کیا جس کا خلاصہ خالد محمود صاحب آف برکینا فاسو نے پیش کیا۔ آپ نے کہا کہ میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اس جلسہ میں شریک ہونے کا اعزاز بخشا ہے۔ جماعت احمدیہ کا مشن ہمارے ملک میں صحت، تعلیم اور معاشرتی کاموں میں مستعدی سے خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اس لئے آج میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ نیز اُن مبلغین کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جو امن اور سلامتی کا پیغام دن رات پھیلانے میں مشغول ہیں۔ آپ کا نعرہ 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' ہمارے لئے لائحہ عمل کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اس محبت کے بغیر صبر و تحمل قائم نہیں ہو سکتا اور صبر و تحمل کے بغیر امن ناممکن ہے۔

9۔Hon Mukasa Muruli Wilson نے جو Uganda میں Minister for Social Issues ہیں، اپنے ایڈریس میں کہا کہ سب سے پہلے تو میں آپ سب کو سلامتی کا تحفہ دینا چاہتا ہوں۔ آج کل دنیا میں جو تنازعات اور جھگڑے ہو رہے ہیں اُس کے تناظر میں آپ کا نعرہ 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ آپ کے اس نعرے نے مجھ پر بڑا گہرا اثر کیا ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ یہ نعرہ دنیا کے ہر انسان کا نعرہ بن جائے۔ ہمارا ملک کئی سالوں سے جنگ و جدل کا شکار تھا مگر اب حال میں ہی ہمیں امن نصیب ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں حضور انور سے دعا کی درخواست ہے کہ یہ امن ہمیشہ قائم رہے۔ جماعت احمدیہ کی ہمارے ملک کے لئے جو خدمات ہیں اس پر بھی میں نہایت شکرگزار ہوں۔ آپ کی جماعت کے امیر اور مشنری انچارج نے خدمت کے صرف وعدے ہی نہیں کئے تھے بلکہ ان وعدوں کو پورا بھی کیا۔ اور ہمارے پورے ملک نے جماعت احمدیہ کی خدمات سے استفادہ کیا ہے۔ ہم ہمیشہ آپ کے کاموں کی حمایت کرتے رہیں گے اور ہمارے تعلقات مضبوط سے مضبوط تر ہوتے رہیں گے۔ میں آج حضور کی خدمت میں Uganda کی حکومت کی طرف سے ایک تحفہ بھی پیش کرنا چاہتا ہوں اور آپ کو Uganda کی طرف سے دعوت بھی دیتا ہوں کہ آپ ہمارے ملک میں تشریف لائیں۔

10۔Mrs Lopez Gonzalez Rocio نے جو سپین میں Member of Parliament ہیں، اپنے تاثرات کا اظہار Spanish زبان میں کیا۔ انہوں نے جلسہ میں شرکت کے دعوت نامہ پر شکریہ ادا کیا اور تمام حاضرین کو جلسہ کی مبارکباد پیش کی اور اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

11۔Mr Jose Maria Alonso Ruiz نے جو سپین کے ممبر آف پارلیمنٹ ہیں Spanish زبان میں ایڈریس کیا۔ آپ نے بھی جلسہ کی کامیابی کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

☆......☆......☆......

مذکورہ بالا تقاریر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ جلسہ گاہ میں رونق افروز ہوئے اور درج ذیل تقاریر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت موجودگی میں ہوئیں۔

12۔Hon Eric Houndete نے جو Benin کے ممبر آف پارلیمنٹ ہیں French زبان میں ایڈریس کیا جس کا خلاصہ مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت بینن نے پیش کیا۔ آپ نے کہا کہ جلسہ میں شامل ہو کر آپ بہت خوشی محسوس کر رہے ہیں اور زندگی کے بہترین لمحات گزار رہے ہیں۔ پھر کہا کہ آپ لوگ جو امن اور بھائی چارے کی باتیں کرتے ہیں وہ یہاں عملی رنگ میں نظر آتی ہیں۔ خواہ یہ تعلیم کتنی ہی پرانی ہو مگر انسانیت کیلئے بہترین لائحہ عمل ہے۔ آپ نے بینن میں جماعت کی خدمات کی تعریف کی اور جماعت کا شکریہ ادا کیا اور حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔

13۔Mr. Alison Thewliss نے جو سکاٹ لینڈ میں ممبر آف پارلیمنٹ ہیں اپنے ایڈریس میں کہا کہ آج اس جلسہ میں شامل ہو کر مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے۔ میرے لئے یہ سب سے بڑا جلسہ ہے جس میں مجھے خطاب کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ میرے علاقہ میں آپ کی مسجد بیت الرحمان واقع ہے اور آپ کی ایک بہت اچھی جماعت وہاں موجود ہے۔ آپ کے فلاحی ادارے انسانیت کی خدمت کیلئے ہزاروں پاؤنڈ جمع کر رہے ہیں۔ یہ جلسہ لوگوں تک نیک پیغام پہنچاتا ہے اور آپ لوگوں کا یہاں اتنے بڑے پیمانے پر اکٹھے ہونا میرے لیے بہت ہی تعجب انگیز ہے۔ آپ کی جماعت حقیقی اسلام کی اقدار کی نمائندگی کر رہی ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ کی جماعت ہمارے معاشرے پر مثبت اثر ڈالے گی۔

14۔Mr Wajid Shamsul Hasan نے جو لندن میں پاکستان کے ہائی کمشنر رہ چکے ہیں اپنے ایڈریس میں کہا کہ میرے لئے یہ بات باعث عزت ہے کہ میں اس جلسہ میں شریک ہوا۔ پہلے بھی مجھے مواقع ملے مگر میں حاضر نہ ہو سکا۔ ہمارا مذہب ایک بہت ہی کٹھن مقام پر آ پہنچا ہے۔ ہر طرف سے ہم پر مصیبتیں آ رہی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم راہِ راست کو بھول گئے ہیں اور پاکستان کے حالات بھی آج کل بہت خراب ہیں اور یہ سب اس لئے ہے کہ ہم نے آپ کے اس نعرہ کی تعمیل نہیں کی کہ محبت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں۔ اسی طرح علامہ اقبال اور قائداعظم کا جو نظریہ تھا وہ یہ تھا کہ ہر شخص کو مذہب کی آزادی حاصل ہونی چاہئے اور ہر شخص کو برابر کا شہری تسلیم کیا جائے۔ مگر ان کے بعد آنے والے لوگوں نے سب سے بڑی غلطی یہ کی کہ تشدد پسند لوگوں کے پیچھے چل پڑے اور آپ کو مذہبی آزادی نہ دی۔ انہوں نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک ہم قائداعظم کے نصب العین کی طرف واپس نہیں جائیں گے ہم ترقی نہیں کر سکتے۔ میں آپ لوگوں کا نظم و ضبط دیکھ کر بہت متاثر ہوا ہوں۔ اتنے بڑے مجمع میں اتنا نظم و ضبط میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا نعرہ 'محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں' زندگی بسر کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔

15۔Mr Barrie M Schwortz نے جو کہ Shroud.com ویب سائٹ کے Editor ہیں اپنے ایڈریس میں کہا کہ میرے لئے یہ بات باعث عزت ہے کہ میں یہاں آیا ہوں۔ میں 20 سال تک مختلف ملکوں اور مختلف قسموں کے لوگوں سے ملتا رہا ہوں مگر کبھی بھی مسلمانوں کے اتنے بڑے اجتماع سے مخاطب نہیں ہوا اور یہ میرے لئے مسلمانوں سے مخاطب ہونے کا پہلا موقع ہے۔ میرا یہاں آنے کا مقصد یہ تھا کہ میں آپ لوگوں کو کفن مسیح کے بارہ میں کچھ بتاؤں مگر یہاں آکر میں نے جو آپ سے سیکھا ہے وہ اُس سے کئی گنا زیادہ ہے جو آپ مجھ سے سیکھ سکتے ہیں۔ آپ لوگ اپنے نعرے 'محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں' کا حقیقی طور پر نمونہ ہیں کیونکہ آپ لوگوں نے مجھے جو کہ یہودی مذہب کا پیروکار ہوں ایک عیسائی موضوع پر مسلمانوں سے بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ میں دل کی گہرائی سے آپ کا شکرگزار ہوں۔ جب میں واپس جاؤں گا تو ضرور لوگوں کو آپ کے متعلق بتاؤں گا کیونکہ ابھی آپ کو کم لوگ جانتے ہیں جبکہ ہر قسم کے لوگوں کو آپ کے بارہ میں پتہ ہونا چاہئے۔ ہم روزانہ بری خبریں ہی سنتے ہیں مگر آپ لوگوں کے پاس آنا اور معلومات لینا ایک بہت اچھی خبر ہے۔ مگر آپ لوگ یقیناً دنیا کے لئے ایک امید کی کرن ہیں۔

مذکورہ بالا تقریر کے بعد یوگنڈا کے وزیر برائے معاشرتی امور Hon. Mukasa Muruli Wilson نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی جو امن عالم کے سلسلہ میں غیر معمولی خدمات اور کوششیں ہیں اس کے پیشِ نظر Uganda کی حکومت کی طرف سے آپ کی خدمت میں ایک خوبصورت Medal پیش کیا۔

16۔ برطانوی حکومت کے House of Lords کے ممبر Lord Tariq Ahmad of Wimbledon نے جو کہ خدا کے فضل سے احمدی مسلمان ہیں اپنے ایڈریس میں کہا کہ میرے لئے یہ باعث عزت ہے کہ مجھے آپ سب سے مخاطب ہونے کی توفیق مل رہی ہے۔ میں اُس حکومت کا رُکن ہوں جو اس بات کو کہتے ہوئے فخر محسوس کرتی ہے کہ ہم جماعت احمدیہ کے میزبان ہیں۔ پہلا نمونہ کسی بھی انسان کیلئے اُس کے والدین ہوتے ہیں اور میں نے بھی اپنی والدہ سے نیک اقدار اور اصولوں کو سیکھا اور وہ یہ ہیں کہ مذہب کی خدمت کرنا اور مخلوقِ خدا کی خدمت کرنا اور سب سے بڑھ کر خلیفۂ وقت کی اطاعت اور خلافت سے سچا تعلق رکھنا کامیابی کا راز ہیں۔ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والا سب سے بڑا انعام اور فضل خلیفہ وقت کا وجود اور ان سے ملنے والی رہنمائی ہے۔ حضور انور نے جماعت احمدیہ اور حقیقی اسلام کا خوبصورت پیغام بذاتِ خُود پوری دنیا تک پہنچایا ہے۔ دنیا بھر کے حالات خراب ہیں اور اگر کوئی رہنمائی کام آسکتی ہے تو وہ محض خلیفہ وقت کی ہے۔ آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جماعت پر ہمیشہ اپنا فضل نازل کرتا چلا جائے اور اس کو مضبوط تر کرتا جائے۔ آمین

......☆......☆......☆......

ان تقاریر کے بعد جلسہ کے اختتامی اجلاس کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ مکرم حافظ فضل ربی صاحب نے سورۃ النحل کی آیات 91 تا 97 کی تلاوت کی اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا بیان فرمودہ اردو ترجمہ پیش کیا۔

اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کا عربی قصیدہ مکرم فرج عودہ صاحب نے ترنّم کے ساتھ پڑھنے کی سعادت پائی۔ اس عربی قصیدہ کا اردو ترجمہ مکرم نصیر احمد قمر صاحب کو پڑھنے کی سعادت ملی جو درج ذیل ہے:

= اے قیوم! اے چشمۂ ہدایت! تجھ ہی سے سب طاقت ملتی ہے۔ پس مجھے توفیق دے کہ تیری حمد وثنا بیان کرسکوں۔

= تُو اُس بندہ پر جو ندامت سے توبہ کرے رجوع برحمت ہوتا ہے اور تُو ہلاکت میں غرق شدہ مفسد کو نجات دیتا ہے۔

= تیرے عفو کے سامنے بڑے سے بڑا گناہ بھی ایک معمولی بات ہے۔ پس تیرا کیا سلوک ہوگا اس بندہ سے جو غفلت سے ایک معمولی گناہ کر بیٹھا ہو۔

= تُو نے کائنات کی حقیقت اور اس کے بھید کا (علم سے) احاطہ کر رکھا ہے۔ اور تُو سیدھے اور ٹیڑھے راستہ کو جانتا ہے۔

= اے میرے معبود اور اے میری پناہ! ہم تیرے بندے ہیں، ہم خشیت اور عبودیت سے تیرے حضور سجدہ ریز ہیں۔

= پاک ہے وہ ذات جس نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا اور منتشر (ذرّات) کو شئی واحد کی طرح بنا ڈالا۔

= وہ غیور ہے اور مجرموں کو اپنے غضب سے ہلاک کر دیتا ہے۔ وہ غفور ہے اور جو توبہ کرنے والوں کو ہلاکت سے نجات دیتا ہے۔

= اس کی رحمت کے وقت اس کے غضب سے بے خوف نہ ہو اور نہ ہی اگر کبھی وہ سختی کرے تو اس کے رحم سے مایوس ہو۔

= وہ واحد و یگانہ ہے۔ اس کی ذات میں کوئی شریک نہیں اور وہ طاقتور اور برتر ہے اور کمال میں یکتا ہے۔

= بادشاہت، ملکوت اور بزرگی سب اسی کو حاصل ہے اور ہر وہ چیز جو ظاہر ہوئی یا شام یا صبح کو جاتی رہی اسی کی ہے۔

= اور میرے ربّ نے مجھے اپنے نُور کے فیض کے سپرد کر دیا اور مَیں احمدؐ کے فیض سے احمد بن گیا۔

= اور خدا کی قسم! اگر مجھے محمدؐ کے چہرہ کی محبت نہ ہوتی تو مجھے قطعاً طاقت نہ ہوتی کہ احمدؐ کی مدح کر سکتا۔

بعد ازاں مکرم خالد چغتائی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم کلام ؎

جمال و حُسنِ قرآں نُورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

میں سے چند اشعار ترنّم کے ساتھ پڑھے۔

......☆......☆......☆......

تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء میں میڈلز اور اسناد کی تقسیم

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دست مبارک سے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء میں میڈلز اور اسناد تقسیم فرمائیں۔

......☆......☆......☆......

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اختتامی خطاب فرمایا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ النحل کی آیت 91

اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ وَاِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی وَیَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ وَالۡبَغۡیِ ۚ یَعِظُکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ

کی تلاوت اور اس کے اردو ترجمہ کے بعد فرمایا:

آج دنیا میں جو ہر طرف فساد پھیلا ہوا ہے اس نے ہر امن پسند انسان کو پریشان کیا ہوا ہے۔ ہر وہ انسان جس کو انسانیت سے ہمدردی ہے حیران و پریشان ہے کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ کہنے کو تو کہنے والے یہ کہتے ہیں اور اس بات پر بہت کچھ لکھا بھی جاتا ہے کہ دنیا میں یہ فساد اسلامی دنیا میں زیادہ شدت سے پیدا ہوا ہے یا مسلمان اس کی وجہ ہے اور پھر اس وجہ سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ مذہب عمومی طور پر اور اسلام بالخصوص نعوذ باللہ فساد کی جڑ ہے۔ اب تک مغربی دنیا یہی سمجھتی تھی کہ یہ سب فسادات اسلامی ممالک اور غیر ترقی یافتہ ممالک تک محدود رہیں گے اور یہ صرف انہی کا مسئلہ ہے اور ہم یعنی یہ ترقی یافتہ لوگ مسئلے کو حل کرنے کے نام پر اور انصاف قائم کرنے کی کوشش میں ان کی مدد بھی کرتے رہیں گے۔ یہ اور بات ہے کہ مدد کے نام پر یا انصاف قائم کرنے کے نام پر اپنی برتری ثابت کرنا اور ان ممالک کے وسائل سے فائدہ اٹھانا بھی ایک مقصد تھا۔ لیکن بعض بڑی طاقتوں یا مذہب مخالف قوتوں کی یہ بھول تھی جس کو اب وقت نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ صرف مسلم ممالک کا مسئلہ نہیں رہا۔ شدت پسندی اور دہشتگردی کا رجحان اسلامی دنیا تک ہی محدود نہیں بلکہ یہ نکل کر مغربی اور ترقی یافتہ دنیا کے لئے بھی فکر انگیز اور خوفناک نتائج کا حامل ہونے والا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا

کہ مَیں گزشتہ چند سالوں سے ان کو اس طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ دنیا ایک فساد کی حالت میں ہے۔ آج ہم اس حالت کو صرف محدود علاقے میں ہی سمجھ رہے ہیں جو ہماری غلط فہمی ہے۔ میری باتوں پر اکثریت اخلاقاً ہاں تو ملاتی تھی لیکن بعد میں یہی کہتے تھے کہ دنیا کے لئے اور خاص طور پر ترقی یافتہ دنیا کے لئے ایسے بھیانک حالات نہیں ہونے والے جس طرح، جس حد تک یہ بیان کرتا ہے یا کیا جاتا ہے۔ لیکن آج انہی کے لیڈر اور دنیا کے حالات پر گہری نظر رکھنے والے یہ کہنے لگ گئے ہیں کہ یہ جو دنیا میں فساد کی حالت ہے اس سے اب ترقی یافتہ دنیا بھی محفوظ نہیں اور ہمارے لئے بھی خوفناک صورتحال منہ پھاڑے کھڑی ہے۔ چنانچہ وزیر اعظم برطانیہ کا بیان بھی اس خطرے کا اظہار کر رہا ہے۔ آسٹریلیا کی وزیر خارجہ نے بھی یہ اظہار کیا ہے۔ یوکے (UK) کے سابق آرمی چیف نے بھی ایسی ہی باتیں کی ہیں۔ کئی اخبارات نے بھی لکھنا شروع کر دیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا آج ظلم و فساد کی لپیٹ میں ہے۔ ترقی یافتہ یا دنیاوی تعلیم یافتہ طبقہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ مذہب کی وجہ سے ہے اور اس کی انتہا مسلمانوں کے ایک مذہبی گروہ اور تنظیم کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ مذہب کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ دنیا سمجھتی ہے کہ یہ فساد ختم کرنے کے لئے ہمیں مذہب سے دُور ہونے کی ضرورت ہے۔ اس بات کا بڑا پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ پریس میڈیا بھی اس میں اپنا کردار ادا کر رہا ہے کہ مذہب یا تو جاہل اور سست بناتا ہے یا شدّت پسند بنا دیتا ہے اور اگر ترقی کرنی ہے تو مذہب سے ہٹ کر ترقی ہو سکتی ہے۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے دُور جانے میں ہی ترقی ہے اور اس غلط نظریے کے پھیلانے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے وجود کا انکار کرنے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو بھلا دینے کی وجہ سے ہی دنیا فساد میں مبتلا ہے۔ یہ فساد یا تو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم کے غلط استعمال کی وجہ سے اور اپنے مفادات کے حصول کے لئے خدا تعالیٰ کا نام استعمال کرنے کی وجہ سے ہے یا خدا تعالیٰ کے وجود سے انکار کرنے کی وجہ سے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر استہزاء کرتے ہوئے تمام حدوں کو پھلانگنے کی وجہ سے ہے۔

پس دنیا میں فساد کی کیفیت کی بنیادی وجہ خدا تعالیٰ کے نام پر اپنے ذاتی مفادات کا حصول اور اس کا حقیقی خوف دلوں سے نکلنا یا اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار کر کے اپنے دنیاوی قوانین اور نظریات کو ہر چیز پر بالا سمجھنے میں ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہو کر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے قوانین اور اللہ تعالیٰ کے نظام عدل و انصاف کو اپنے بنائے ہوئے قوانین اور نظام عدل و انصاف سے کمتر سمجھتا ہے اور سوال اٹھاتا ہے کہ ہم وقت کی ضرورت کے تحت مذہبی تعلیم کو دنیاوی رسم و رواج اور دنیاوی خواہشات اور دنیاوی قوانین کے تابع کیوں نہیں کر سکتے۔ ایک پوچھنے والے پڑھے لکھے یونیورسٹی کے پروفیسر نے مجھ سے بھی پوچھا ہے۔ مگر یاد رکھیں کہ اگر تو مذہبی تعلیم بگڑ گئی ہو اور اس کی بنیادی قدروں اور اصولوں پر انسانی قدروں اور اصولوں کی بالادستی ثابت ہو سکتی ہو تو پھر یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ لیکن ہم تو اس کتاب پر یقین رکھتے ہیں جو چودہ سو سال سے محفوظ ہے اور جس کی تعلیم ہر لحاظ سے اعلیٰ ترین اور ہر زمانے کے انسان کے لئے مکمل ضابطہ حیات ہے اور جو ربّ العالمین اور عالم الغیب والشہادۃ خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہوئی ہے۔ اسے کیا ضرورت ہے کہ انسانی قانون قاعدہ کی تابع ہو جائے۔ مذہب انسانوں کو اپنے پیچھے چلانے آتا ہے، خود دنیا کے یا ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے چلنے نہیں آتا۔ اور آج اسلام وہ مذہب ہے اور قرآن کریم وہ کتاب ہے جو ہر زمانے کے انسان کے لئے رہنما ہے بشرطیکہ انسان میں اسے سمجھنے کی صلاحیت ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج دنیا میں جو حقوق غصب ہو رہے ہیں وہ مذہب نہیں کر رہا بلکہ دنیاوی قوانین یا مذہب کے نام پر دھوکہ دینے والے کر رہے ہیں۔ آج جنگوں اور لڑائیوں کی صورت میں جو ناانصافیاں ہو رہی ہیں وہ مذہب نہیں کر رہا بلکہ مفاد پرست دنیا کر رہی ہے۔ آج آزادی کے نام پر اخلاقی گراوٹیں اور فحاشی کے ہوشربا منظر مذہبی تعلیم کا حصہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو تہہ و بالا کرنے والے انسانی قوانین کی گراوٹوں کی وجہ سے ہے۔ اپنی طاقت اور قوت اور

برتری کا اظہار اللہ تعالیٰ کی تعلیم نہیں بلکہ انسان کی اپنی پیداوار ہے کہ انسان اپنے آپ کو ہر چیز سے بالا سمجھے۔

پس یہ باتیں جو آجکل ہمیں دنیا میں نظر آ رہی ہیں وہ انسان کے اپنے آپ کو عقلِ کُل سمجھنے اور نیّر الہام سے خالی ہونے کی وجہ سے ہیں اور یہی وہ صورتحال ہے جس کا قرآن کریم میں اس طرح ذکر ہے۔ فرمایا: ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (الروم:42) لوگوں نے جو اپنے ہاتھوں بدیاں کمائیں ان کے نتیجہ میں فساد خشکی پر بھی غالب آ گیا اور تری پر بھی تا کہ وہ انہیں ان کے بعض اعمال کا مزا چکھائے تا کہ شاید وہ رجوع کریں۔

پس انسان کے پیدا کردہ اس فساد کی وجہ سے جس سے نہ امیر باہر ہے، نہ غریب، نہ مذہبی لوگ۔ یعنی نام نہاد مذہبی۔ اور نہ ہی مذہب سے دُور ہٹے ہوئے باہر ہیں۔ ایسے حالات میں ظاہر ہے کہ پھر انسان خدا تعالیٰ کی پکڑ میں آئے گا اور سزا پائے گا جو اس پیدا کرنے والے سے دُوری کی وجہ سے ہے اور اس کا قدرتی نتیجہ یہ نکلنا ہے۔ جب ہم خدا تعالیٰ سے دور ہوں گے تو ظاہر ہے پھر جو اس دنیا کا خالق و مالک ہے، کائنات کا خالق و مالک ہے، اس سے دور ہٹنے کی وجہ سے بھی یہی نتیجہ نکلتا تھا، نکلنا چاہئے تھا اور نکل رہا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے کچھ سزا بھی مل رہی ہے۔ اور جو اِن عملوں کی آخرت میں سزا ملنی ہے وہ اللہ تعالیٰ کو پتا ہے، وہ بہتر جانتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک ارشاد کے حوالہ سے فرمایا کہ اس وقت لوگ روحانی پانی کو چاہتے ہیں۔ زمین بالکل مر چکی ہے۔ یہ زمانہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم:42) کا مصداق ہوگیا ہے۔ اس لئے اس وقت ضرورت ہے کہ آسمانی پانی اور نور نبوت کا نزول ہو اور مستعد دلوں کو روشنی بخشے۔ خدا تعالیٰ کا شکر کرو اس نے اپنے فضل سے اس وقت اس نور کو نازل کیا ہے مگر تھوڑے ہیں جو اس نور سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مسلمان دنیا میں فساد مذہب اور خدا اور رسول کے نام پر دہشتگردی اور کُشت وخون دنیا کے سامنے ہے۔ حکومتوں کے رعایا پر ظلم اور رعایا کے باغیانہ رویّے اور ظلم اس بات کا ثبوت ہیں۔ پھر جب عامّۃ الناس علماء کی طرف رہنمائی کے لئے جاتے ہیں وہاں ان کو ان کی خودغرضیوں کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ان علماء نے اسلام کی تعلیم کو اپنے مفادات کے لئے اس حد تک توڑ مروڑ دیا ہے کہ دوسروں کے حقوق کو غصب کرنا بھی جائز بن گیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اسلام مخالف طاقتیں ایک طرف تو مسلمانوں سے ہمدردی اور ان کے ساتھ امن وسلامتی کے تعلقات رکھنے کا دعویٰ کرتی ہیں اور مسلمان دنیا سے فتنہ وفساد ختم کرنے کے لئے اپنی خدمات کی پیشکش کی جا رہی ہے۔ لیکن دوسری طرف یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام اور دہشتگردی اور شدّت پسندی میں تعلق ہے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم کی وجہ سے یہ شدت پسندی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم ان لوگوں کو بتاتے ہیں کہ جہاں تک اسلام کی تعلیم کا تعلق ہے یہ امن وسلامتی اور صلح کی بنیاد ڈالنے والی وہ تعلیم ہے جس کا کوئی دوسری تعلیم مقابلہ نہیں کرسکتی۔ مسلمانوں کے خلاف بولنے والوں کو یہ بات ہمیشہ اپنے سامنے رکھنی چاہئے کہ ایسی باتیں کر کے یہ نام نہاد اسلامی شدت پسند گروہوں کو مزید ایندھن مہیا کرتے ہیں۔ ایسی باتیں کر کے یہ کم علم اور حالات سے بے چین مسلمانوں کو بھڑکانے میں کردار ادا کر رہے ہیں۔ امن قائم کرنے کے لئے مذہب پر الزام لگانے سے کام نہیں ہوگا بلکہ مذہب کو ایک طرف کر کے ظلم کے خلاف کارروائی کر کے پھر ہی یہ کام ہوگا۔ اگر ظلم کے خلاف کارروائی کر کے اپنا کردار ادا کریں گے تو تبھی کامیابی بھی ہوگی۔ پس یہ لوگ جو بڑی طاقتوں سے تعلق رکھنے والے ہیں جو حکومتی سربراہ ہیں ان کو اپنی حکمت عملی کو انصاف پر قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر دنیا میں امن قائم کرنا ہے تو ان دنیاوی طاقتوں کو بھی اپنے رویّے بدلنے ہوں گے ورنہ یاد رکھیں کہ تمام دنیا فساد اور جنگوں کی لپیٹ میں اور زیادہ شدت سے آئے گی۔ اسی طرح مسلمانوں کو بھی خدا تعالیٰ کی آواز کو سننا ہوگا اور اپنے نام نہاد علماء اور لیڈروں اور تنظیموں کے نام نہاد نعروں کو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم کے معیاروں پر پرکھنا ہوگا، نہ کہ ان کے اپنے معیاروں پر۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دنیا کے امن اور سلامتی کی ضامن اسلامی تعلیم ہے جو اسلام سے پہلے نہ کسی مذہب نے پیش کی، نہ ہی کسی موجودہ زمانے کے فلسفے اور ازم اور نظام میں موجود ہے۔ اسلام کی خوبصورت تعلیم ہی ہے جو امن اور سلامتی اور محبت کی ضمانت ہے۔

پس آج بجائے اس کے کہ غیر مسلم قوتیں ہمیں امن وسلامتی کے راستے دکھائیں، ہمیں ان کو حقیقی امن اور انصاف کے راستے اسلامی تعلیم کی روشنی میں دکھانے کی ضرورت ہے۔ اور یہ تعلیم اس چھوٹی سی آیت میں اپنی چمک دکھا رہی ہے جو ابھی مَیں نے تلاوت کی ہے۔ پس ہر مسلمان کو اس بات پر غور کرنا چاہئے۔ صرف دفاعی رنگ اختیار کرنے کی بجائے اس روشن تعلیم کو ایک چیلنج کے ساتھ دنیا کے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ النحل کی آیت 91 کی جو تفسیر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہے اس کا قدرے تفصیل سے ذکر فرمایا اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی روشنی میں عدل، احسان اور ایتائِ ذی القربیٰ کے درجات کی نہایت وضاحت سے تشریح بیان فرمائی۔ اور فرمایا کہ پس جب تک ان دونوں قسموں کے حقوق کی ادائیگی کا تصور اور اِدراک پیدا نہ ہو انسان کے عدل و انصاف قائم کرنے کے دعوے صرف دعوے رہتے ہیں۔ انسانی قوانین عدل کی حد سے آگے نہیں جاتے، نہ جاسکتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ عدل قائم کرنے سے دنیا میں امن قائم ہونے کے تمام مراحل طے ہو گئے، جو ہم نے پانا تھا وہ پا لیا۔ لیکن یہاں بھی بے انصافیاں ہیں۔ جہاں مفادات ہوں وہاں عدل کے تقاضے بھی پورے نہیں کئے جاتے اور یہ امیر دنیا میں بھی ہے اور غریب دنیا میں بھی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دنیا میں ہمیں یہ بھی عمومی طور پر نظر آتا ہے کہ کسی کو اس کے حق سے زیادہ ہمدردی کے نام پر کچھ دینے کا سوچا بھی جائے تو اس کے لئے بھی بعض شرطیں عائد کر دی جاتی ہیں اور آجکل ہم بڑی حکومتوں کے رویّوں اور عمل میں اس بات کا عام مشاہدہ کرتے ہیں۔ جب غریب ممالک کی مدد کی جائے تو بعض شرائط ہوتی ہیں۔ لیکن اسلام کی تعلیم کہتی ہے کہ ایسی مدد جس کے پیچھے احسان جتانا اور تکلیف دینا ہو وہ نیکی نہیں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں خدا عدل قائم کرنے کا، احسان کرنے کا، اور ایتاء ذی القربیٰ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ تمہارے احسان کے پیچھے تکلّف اور ایذاء نہ ہو۔ دوسروں سے سلوک میں بے غرض ہمدردی ہو۔ دوسرے کے درد کو اپنا درد سمجھو اور یہ کیفیت ہے جو تمہیں مومن بناتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر کوئی مسلمان کہلانے والا اس تعلیم سے ہٹ کر اپنا عمل دکھا رہا ہے یا کوئی مسلمان حکومت یا اسلام کے نام پر قائم ہونے والے نام نہاد گروہ اس تعلیم سے ہٹ کر حرکتیں کر رہے ہیں یا شدت پسندی اور ظلم کے اظہار کر رہے ہیں تو وہ قرآنی تعلیم کے مخالف کر رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسلام پر اعتراض کرنے والوں کو جو اپنے آپ کو انصاف اور امن کے قیام کا علمبردار سمجھتے ہیں انصاف سے کام لیتے ہوئے اپنے بیانات دینے چاہئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان لوگوں کے دوہرے معیاروں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح یہ امن کے قیام کے نام پر انصاف کی دھجیاں اڑاتے ہیں اور ظلم کے بازار گرم کرتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں حضور انور نے بعض مغربی دانشوروں کے بیانات کا حوالہ بھی دیا۔

اس کے برعکس حضور انور نے اسلام کی عدل و انصاف پر مبنی خوبصورت تعلیم کا آیات قرآنی کے حوالہ سے ذکر کیا اور بتایا کہ انصاف کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہمیشہ سامنے رکھو کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں انصاف سے دُور نہ لے جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتایا کہ کس طرح بڑی طاقتیں اپنے مفادات کے لئے دوسروں پر ظلم ڈھاتی ہیں۔ حضور نے بتایا کہ اب ایسے کالم لکھے گئے ہیں کہ لیبیا میں قذافی کو ہٹانے کے لئے معاشی محرکات تھے۔

اسی طرح لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کی بعض شدت پسند تنظیمیں ہماری عراق جنگ اور ان ممالک میں بےانصافی کی پالیسیوں کی وجہ سے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دوسری جنگ عظیم میں جاپان کے دوشہروں پر ایٹم بم گرائے جانے اور معصوم شہریوں کے قتل عام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ کونسا انصاف تھا، کونسی انسانی ہمدردی تھی جو اس وقت ظاہر ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آجکل انفرادی طور پر بھی اور حکومتوں کی سطح پر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ قرض لئے جاتے ہیں لیکن واپس کرتے وقت کئی بہانے تلاش کئے جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ میں جو بات ہمیں نظر آتی ہے اور آپ ﷺ کا اُسوہ ہی حقیقی اسلامی تعلیم ہے وہ یہ ہے کہ آپؐ قرضدار کو نہ صرف وقت سے پہلے مطالبے پر قرض ادا کرتے ہیں بلکہ احسان کرتے ہوئے کچھ زائد بھی عطا فرما دیتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآنی تعلیم کی روشنی میں جنگی قیدیوں سے حسن سلوک کا بھی ذکر کیا اور فرمایا کہ آجکل کے انصاف اور عدل کا نعرہ لگانے والے بھی یہ معیار نہیں دکھا سکتے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جنگوں سے متعلق اسلامی تعلیمات کا قدرے تفصیل سے ذکر فرمایا اور اسی طرح معاہدات کی پابندی سے متعلق بھی

باقی رپورٹ صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

Zaid Auto Repair
زید آٹو ریپئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین

بقیہ خطبہ عید الاضحیٰ از صفحہ 2

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلی دفعہ اس وقت دی جب توحید کے قیام کے لئے بتوں کو توڑ کر اپنوں کی مخالفت لے کر قربانی کی اور پھر آگ میں بھی ڈالے گئے، گو خدا تعالیٰ نے اس آگ کو ٹھنڈا کر دیا۔ اور آپ نے اپنے اہل کی قربانی اپنے بچے کو خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار ہو کر کی۔ اسی طرح بچے نے اپنی قربانی کی۔ یہ قربانی ذبح کرنے کے لئے تیار ہونے کی صورت میں بھی تھی اور اپنے سے علیحدہ کرنے کی صورت میں بھی تھی۔ لیکن یہ ذبح کرنا یا ذبح کرنے کے لئے تیار ہونا شاید اس زمانے کے لئے ایسی بڑی قربانی نہ ہو جس زمانے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے کیونکہ اس زمانے میں انسانی جان کو قربان کرنے کا رواج تھا۔ لیکن اس قربانی کا معیار بلند ہوتا ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ تقریباً نوّے سال کی عمر میں اولاد ملتی ہے اور اس اولاد کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ بیوی بچے کو ایک بے آب و گیاہ جگہ پہ آپ چھوڑ آتے ہیں۔ تو یہ اپنے اہل کی قربانی کا بڑا اونچا مقام ہے۔ کیونکہ ایسی جگہ جہاں نہ کھانے کو کچھ ہو، نہ پینے کو کچھ ہو، جنگلی جانوروں کا بھی خطرہ ہو، ایسے میں بیوی بچے کو چھوڑنا کوئی معمولی بات نہیں اور یہ کوئی چھوٹی قربانی نہیں ہے۔ لیکن یہ قربانی بھی کوئی انتہا نہیں ہے۔ یہ قربانی تو ابتدا تھی اس قربانی کی جس کی انتہا ہونی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بتانا تھا کہ مَیں انسان کو کس حد تک قربانی کے اعلیٰ معیاروں پر قائم کر سکتا ہوں۔ پس یہ انتہا ہوئی ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے۔ یہ انتہا ہوئی انسان کامل کے ذریعہ سے جس کے نمونے اور جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے نظارے ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام زندگی میں نظر آتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی بیشک ہمارے لئے ایک نمونہ ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے سامنے ایک کامل اُسوہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں جو کچھ ہمیں نظر آتا ہے اس کے انتہائی اونچے مقام ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نظر آتے ہیں۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں جو واقعات گزرے اور جن امتحانوں سے انہیں گزرنا پڑا اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کی تائید اور نصرت فرمائی اس کے بلند نمونے اور زیادہ وسعت کے ساتھ نمونے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نظر آتے ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''یہ محقّق امر ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خُو اور طبیعت پر آئے تھے۔ مثلاً جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے توحید سے محبت کر کے اپنے تئیں آگ میں ڈال لیا اور پھر قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا (الانبیاء:70) کی آواز سے صاف بچ گئے۔ ایسا ہی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تئیں توحید کے پیار سے اس فتنہ کی آگ میں ڈال لیا جو آنجنابؐ کے بعث کے بعد تمام قوموں میں گویا تمام دنیا میں بھڑک اٹھی تھی اور پھر آواز وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (المائدۃ:68) سے جو خدا کی آواز تھی اس آگ سے صاف بچائے گئے۔ ایسا ہی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن بتوں کو اپنے ہاتھ سے توڑا جو خانہ کعبہ میں رکھے گئے تھے۔ جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے بھی بتوں کو توڑا اور جس طرح حضرت ابراہیمؑ خانہ کعبہ کے بانی تھے ایسا ہی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کی طرف تمام دنیا کو جھکانے والے تھے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کی طرف جھکنے کی بنیاد ڈالی تھی۔ لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بنیاد کو پورا کیا۔ آپ نے خدا کے فضل اور کرم پر ایسا توکّل کیا کہ ہر ایک طالب حق کو چاہئے کہ خدا پر بھروسہ کرنا آنجناب (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) سے سیکھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس قوم میں پیدا ہوئے تھے جن میں توحید کا نام و نشان نہ تھا اور کوئی کتاب نہ تھی۔ اسی طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس قوم میں پیدا ہوئے جو جاہلیت میں غرق تھی اور کوئی ربّانی کتاب ان کو نہیں پہنچی تھی۔ اور ایک یہ مشابہت ہے کہ خدا نے ابراہیم کے دل کو خوب دھویا اور صاف کیا تھا یہاں تک کہ وہ خویشوں اور اقارب سے بھی خدا کے لئے بیزار ہو گیا اور دنیا میں بجز خدا کے اس کا کوئی بھی نہ رہا۔ ایسا ہی بلکہ اس سے بڑھ کر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر واقعات گزرے اور باوجودیکہ مکّہ میں کوئی ایسا گھر نہ تھا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی شعبہ قرابت نہ تھا۔ (یعنی کہ جہاں جہاں رشتہ داری نہ تھی) مگر خالص خدا کی طرف بلانے سے سب کے سب دشمن ہو گئے اور بجز خدا کے ایک بھی ساتھ نہ رہا۔ پھر خدا نے جس طرح ابراہیمؑ کو اکیلا پا کر اس قدر اولاد دی جو آسمان کے ستاروں کی طرح بے شمار ہو گئی اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلا پا کر بے شمار عنایت کی اور وہ صحابہ آپ کی رفاقت میں دیئے جو نجوم السماء کی طرح نہ صرف کثیر تھے بلکہ ان کے دل توحید کی روشنی سے چمک اٹھے تھے۔''

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 477-476۔ حاشیہ)

اب دیکھیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے مشرکین نے آگ جلائی جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی مثال دی اور اس میں ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے اس آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے بارش بھیجی اور وہ آگ ٹھنڈی ہو گئی اور ابراہیم علیہ السلام اس آگ سے بچ گئے۔ مشرکین کیونکہ ظاہری چیزوں کو دیکھتے ہیں جب انہوں نے دیکھا کہ آگ بھڑکانے کے بعد فوراً ہی بادلوں نے آ کر بارش برسا دی ہے اور اسے ٹھنڈا کر دیا تو انہوں نے وہم میں مبتلا ہو کر کہ شاید یہی خدا کی مرضی ہے ابراہیم علیہ السلام کو چھوڑ دیا۔ لیکن مکّہ والوں نے ناکامیاں دیکھنے کے باوجود لڑائی کی آگ دس سال تک بھڑکائی لیکن ناکام رہے۔ وہی لڑائیاں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلانے کے لئے کی گئی تھیں، آپ کو ختم کرنے کے لئے کی گئی تھیں وہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقی اور کامیابی کا موجب ہوئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کی وضاحت فرماتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

''اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا ہے۔ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (المائدۃ: 68) یعنی خدا تجھ کو لوگوں سے بچائے گا۔ حالانکہ لوگوں نے طرح طرح کے دکھ دیئے۔ وطن سے نکالا۔ دانت شہید کیا۔ انگلی کو زخمی کیا اور کئی زخم تلوار کے پیشانی پر لگائے۔ سو درحقیقت اس پیشگوئی میں بھی اعتراض کا محل نہیں کیونکہ کفّار کے حملوں کی علّت غائی (بنیادی مقصد ان کا) اور اصل مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زخمی کرنا یا دانت کا شہید کرنا نہ تھا بلکہ قتل کرنا مقصود بالذات تھا۔ سو کفّار کے اصل ارادے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے محفوظ رکھا''۔ (ست بچن روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 301 حاشیہ)

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی کے ہاتھ سے قتل نہ کیا جانا ایک بڑا بھاری معجزہ ہے اور قرآن شریف کی صداقت کا ثبوت ہے کیونکہ قرآن کریم کی یہ پیشگوئی ہے کہ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (المائدۃ:68) اور پہلی کتابوں میں بھی یہ پیشگوئی درج تھی کہ نبی آخر زمان کسی کے ہاتھ سے قتل نہ ہوگا''۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 11۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ابراہیم علیہ السلام کو وقتی طور پر آگ میں ڈالا گیا اور آگ بجھنے سے شگون لیتے ہوئے ان مشرکین نے دوبارہ آگ نہیں بھڑکائی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سالوں آگ بھڑکائی گئی لیکن اللہ تعالیٰ نے پہلے اعلان کر دیا تھا کہ تم کوشش کر کے دیکھ لو کامیاب نہیں ہو گے اور وہ کامیاب نہیں ہوئے۔ پس ایک چیلنج کے سامنے ہوتے ہوئے اس کا توڑ نہ کر سکنا چیلنج کرنے والے کی اصل کامیابی ہوتی ہے اور اس سے اس پیشگوئی کی بڑائی کا اظہار ہوتا ہے۔ اور پھر ابراہیم علیہ السلام کی آگ تو اپنے خاندان یا قوم نے بھڑکائی تھی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھڑکائی جانے والی آگ تو تمام قوموں اور اس وقت جہاں جہاں بھی دنیا میں آپ کا پیغام پہنچا وہاں بھڑکائی گئی بلکہ آج تک یہ آگ آپ کے خلاف بھڑکائی جا رہی ہے اور مقصد اس آگ کے بھڑکانے کا کسی نہ کسی طرح آپ کے نام کو بدنام کرنا ہے۔ کسی طریقے سے اسلام کو بھی دوسرے مذاہب کی طرح نام نہاد مذہب بنانا ہے یا وہ مذہب بنانا ہے جو اپنی اصلیت میں نہیں ہے یا اس کی کوئی اصلیت نہیں۔ لیکن پھر اللہ تعالیٰ کا وعدہ اور چیلنج ہے کہ تم یہ نہیں کر سکو گے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں غالب کرنا ہے۔ انشاء اللہ۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ توحید کے قیام کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے جذبات کی بھی اور اپنے بیوی اور بیٹے کی بھی قربانی کی اور انہیں مکّہ میں لا بسایا جہاں نہ کھانے کو کچھ تھا، نہ پینے کو۔ لیکن خدا تعالیٰ کے حکم سے یہاں چھوڑنا اس لئے ضروری تھا کہ خدا تعالیٰ کے پہلے گھر کی پھر انہی بنیادوں پر تعمیر ہو جس کے نشان مٹ چکے تھے تاکہ پھر توحید دنیا میں پھیلے۔ جیسا کہ خانہ کعبہ کی تعمیر کرتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام دعا کر رہے تھے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا۔ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (البقرۃ:128) اور جب ابراہیم اس خاص گھر کی بنیادوں کو استوار کر رہا تھا اور اسماعیل بھی یہ دعا کرتے ہوئے کہ اے ہمارے رب! ہماری طرف سے قبول کر لے۔ یقیناً تُو ہی بہت سننے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔ پھر آگے یہ دعا ہے۔ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا۔ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (البقرۃ:129) اور اے ہمارے رب! ہمیں دو فرمانبردار بندے بنا دے اور ہماری ذریّت میں سے بھی اپنی ایک فرمانبردار امّت پیدا کر دے اور ہمیں اپنی عبادتوں اور قربانیوں کے طریق سکھا اور ہم پر توبہ قبول کرتے ہوئے جھک جا۔ یقیناً تُو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

پس ان کی دعا نے قبولیت کا درجہ پایا۔ ذریّت میں سے بہت سے فرمانبردار پیدا ہوئے۔ ایسے فرمانبردار جنہوں نے پھر ذریّت میں انتہائی معراج پر پہنچنے والے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عبادت اور قربانیوں کے طریق سیکھے۔ جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد بیعت نبھایا اور توحید کے قیام اور خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک

ارشاد حضرت امیر المومنین

''جب تک تم مسجدوں کو آباد رکھو گے اس وقت تک تم بھی آباد رہو گے اور جب تم مسجدوں کو چھوڑ دو گے اس وقت خدا تعالیٰ تمہیں بھی چھوڑ دے گا۔''

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ 8/مئی 2015)

طالبِ دُعا: سید عبید السلام صاحب مرحوم اینڈ سنز مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، سونگڑہ اُڈیشہ

ارشاد حضرت امیر المومنین

''اللہ کے فضلوں کو حاصل کرنے کیلئے پہلا اور انتہائی اہم قدم نمازوں میں خشوع پیدا کرنا ہے۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا خوف پیش نظر رہنا چاہئے اس کی رحیمیت کے حصول اور اس کے فضلوں کو طلب کرتے رہنا چاہئے۔''

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ 10/اپریل 2015)

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبان، قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ

سرمہ نور۔ کاجل۔ حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زد جام عشق (اعصابی کمزوری و شوگر کیلئے) رابطہ کریں۔

رابطہ: عبد القدوس نیاز

098154-09445

ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدر الدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

کرنے کے لئے اپنی جانوں تک کی پرواہ نہ کی۔ جنہوں نے خدائے واحد کی پرستش اور عبادت کے لئے راتوں کی نیندوں کی پرواہ نہ کی اور اپنا خاص تعلق خدا تعالیٰ سے جوڑا۔ لیکن عبادتوں اور توحید کے قیام کے لئے یہ تڑپ تو انہوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی سیکھی تھی۔ یہ انقلاب تو ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت اور دعاؤں سے آیا تھا کہ وہ باخدا انسان بن گئے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں اور دعاؤں نے جہاں ان جاہلوں کو باخدا انسان بنایا وہاں خانہ کعبہ جو آپ کی بعثت سے پہلے توحید کی بجائے شرک کی آماجگاہ بن چکا تھا اور سینکڑوں بُت اس میں تھے اسے بُتوں سے پاک کیا اور جَآءَ الۡحَقُّ وَ زَهَقَ الۡبَاطِلُ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا (بنی اسرائیل:82)۔ پس حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا اور باطل نے بھاگنا ہی ہے، کا نعرہ لگاتے ہوئے، اس کا اعلان کرتے ہوئے آپ نے ایک ایک بُت کو پاش پاش کر کے خانہ کعبہ کو دائمی توحید کا مرکز بنا دیا۔ اور جس طرح حضرت ابراہیم نے ذات کی اور اہل کی قربانی کر کے خانہ کعبہ کو بنایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہمیشہ کے لئے بتوں سے پاک کر کے توحید کے قیام کا مرکز بنا دیا اور آپ کو تمام دنیا کو خانہ کعبہ کی طرف جھکانے والا بنا دیا اور بہت بڑی بڑی قربانیاں اس کے لئے دیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے کی بنیاد ڈالی تھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بنیاد کو پورا کیا اور ہمیشہ کے لئے یہی اب توحید کا نشان ہے۔ پس بنیادیں استوار کرنے کی ابتدا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی، حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ہوئی تا کہ توحید کا قیام ہو۔ تو اس کی انتہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہوئی اور اب تا قیامت اس نے توحید کا مرکز رہنا ہے۔ انشاء اللہ۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ لاکھوں لوگ حج کے لئے بھی جاتے ہیں۔ کروڑوں مسلمان خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ خانہ کعبہ کی بنیاد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا کیا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مشترک بات حضرت ابراہیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بیان فرمائی کہ ابراہیم علیہ السلام کی قوم میں توحید کا نام ونشان نہ تھا اور کوئی کتاب نہ تھی۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس قوم میں پیدا ہوئے اس کی جہالت کی بھی انتہا تھی۔ وہاں بھی توحید کا نشان نہیں تھا۔ کوئی ربّانی کتاب ان تک نہیں پہنچی تھی۔ لیکن جب کامل اور مکمل کتاب، جب آخری شرعی کتاب، جب تا قیامت جاری رہنے والی اور سب مضامین پر حاوی کتاب اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری تو آپؐ کی قوت قدسی سے جانوروں والی خصلت رکھنے والے جو جاہل اُجڈ لوگ تھے وہ انسان بنے۔ پھر تعلیم یافتہ انسان بنے۔ پھر باخدا انسان بنے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کرتے ہوئے، اس کتاب سے تعلیم حاصل کرتے ہوئے، آپ سے علم و حکمت سیکھتے ہوئے، علم و معرفت میں عبور حاصل کرتے ہوئے، توحید کے علمبردار بنتے ہوئے دنیا کے رہنما بن گئے۔

جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک جگہ اس کا ذکر فرمایا ہے۔ فرماتا ہے کہ لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ‌ۚ وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ (آل عمران:165) کہ یقیناً اللہ نے مومنوں پر احسان کیا جب اس نے ان کے اندر انہیں میں سے ایک رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا کہ جب اس نے مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلانے کے لئے ان کے اندر انہیں میں سے ایک رسول مبعوث کیا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے پر چلیں جو کہ ان کی طرح اور ان میں سے ہی ہیں۔ پس مسلمانوں کا فرض ہے کہ آپ کے اُسوہ پر عمل کرتے ہوئے اپنی روحانیت کو بلند کریں۔ امن اور سلامتی پھیلائیں۔ حکمت کی باتیں سیکھیں اور سکھائیں۔ مگر افسوس ہے کہ آج اس تعلیم کو مسلمانوں کی اکثریت نے بھلا دیا ہے اور اس وقت رہنمائی سے محروم ہیں۔ نہ آپ اس سے کچھ سیکھ رہے ہیں نہ آگے رہنمائی کر سکتے ہیں اور باوجود تعلیم کامل ہونے کے اور موجود ہونے کے دوبارہ گمراہی میں چلے گئے ہیں۔ لیکن کیونکہ کتاب کی علم و حکمت کی باتوں کا اور توحید کے قیام کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا اور جس نے تا قیامت پورے ہوتے رہنا ہے۔ اس لئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو بھیجا جنہوں نے پھر ایک جماعت قائم کر کے اس سے ان مقاصد کو پورا کرنے کے لئے ہر قربانی کے لئے ایک عہد لیا ہے۔ پس ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ اس کا اِدراک حاصل کرنے کے لئے سورۃ جمعہ میں ''آخرین'' پر ڈالی گئی اس ذمہ داری پر غور کرے۔ اللہ تعالیٰ کے احسان کی قدر کرے۔ اپنے عہد بیعت کو نبھانے کی حتی المقدور کوشش کرے اور ان لوگوں میں شامل ہو جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانیوں کے مقصد کو جاننے والا اور اسے پورے کرنے والا ہو۔ ان لوگوں میں شامل ہو جو خانہ کعبہ کی تعمیر کے مقاصد کو پورا کرنے کی کوشش کرنے والا ہو۔ ان لوگوں میں شامل ہو جو توحید کے قیام کے لئے بھرپور کوشش کرنے والا ہو۔ ان لوگوں میں شامل ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلنے کی کوشش کرنے والا ہو۔ اگر اس طرف ہم توجہ کریں گے تبھی ہم ''آخرین'' کی اس فوج میں شامل ہوں گے جنہوں نے توحید کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنا ہے اور دنیا کو خانہ کعبہ کی طرف جھکنے والا بنانا ہے۔ خانہ کعبہ کی طرف جھکنے والا بنانے کے لئے پہلے خود اس کی طرف جھکنے کا حق ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ پس اپنی عبادتوں کے معیاروں کو بلند کرنے کی ہم میں سے ہر ایک کو ضرورت ہے۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کی ضرورت ہے۔ یہ امن اور سلامتی کا گھر ہے۔ اگر اس گھر کی طرف منسوب ہوتے ہیں تو اپنے ہر عمل سے امن اور سلامتی پھیلانے کی کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ آپس میں محبت اور پیار کو بڑھانے کے لئے اپنے اندر کے تکبّر کو نکالنے کی ضرورت ہے۔

پس تربیت کے ہر پہلو پر جب ہماری نظر ہوگی، جب نفس کو پاک کرنے کی طرف توجہ ہوگی تبھی ہم اپنی عملی حالتوں کی بہتری سے تبلیغ کے کام بھی کر سکیں گے اور دنیا کو خانہ کعبہ کی طرف جھکنے والا بھی بنا سکیں گے۔ ورنہ خانہ کعبہ کی طرف ظاہری منہ پھیرنا اور اس کی طرف منہ کر کے عبادت کرنا کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ یہ حج اگر اللہ تعالیٰ کے حکموں کو پس پشت ڈال کر کئے جاتے ہیں تو کوئی فائدہ نہیں دیں گے جب تک کہ حقیقی عبادتوں کے معیار قائم نہیں ہوتے۔

پس ہم میں سے ہر ایک کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر صرف ظاہری چیزوں پر ہی اکتفا کرنا ہوتا تو مسیح موعود کے آنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ کو خاص طور پر آخرین کے بارے میں خوشخبری دینے کی ضرورت نہیں تھی۔ ظاہری کام، بکروں کی قربانی اور حج اور بظاہر نمازوں کی ادائیگی تو دوسرے مسلمان بھی کر ہی رہے ہیں لیکن پھر بھی مسلمانوں کی عمومی حالت انحطاط کا شکار ہوتی چلی جا رہی ہے۔ آج مسلمانوں کی مثالیں ظلم پھیلانے والوں کے طور پر دی جا رہی ہیں۔ غیر مسلموں کو اسلام پر اعتراض کی جرأت اس لئے پیدا ہو رہی ہے کہ گو مسلمان خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز تو پڑھتے ہیں لیکن اس کی تعمیر کے مقصد کو بھول رہے ہیں۔ خانہ کعبہ تو سلامتی اور امن کی نشانی کے طور پر تعمیر کیا گیا تھا لیکن آج مسلمان، مسلمان ہی کی گردن کاٹ رہے ہیں۔ حتی کہ کل عرب ممالک میں عید تھی تو عید کے دن بھی ایک فرقہ دوسرے فرقے کے لوگوں کو بموں سے اڑا رہا تھا۔ دونوں خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے عبادت (کرنے) کا دعویٰ کرتے ہیں۔ دونوں حج کے مناسک ادا کرتے ہیں۔ دونوں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ پڑھتے ہیں۔ پس جب ہم ایسی حرکتیں دیکھتے ہیں تو پھر ہر احمدی کی توجہ پہلے سے بڑھ کر اس طرف ہونی چاہئے کہ اس نے اس عید سے کیا سبق حاصل کرنا ہے۔ اس نے بکرے صرف گوشت کھانے کے لئے قربان نہیں کرنے بلکہ اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے کرنے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اور سب سے بڑھ کر ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کی روح کیا تھی۔ وہ ہمیں کیا سبق دینا چاہتے تھے۔ پس ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ آپؐ کی لائی ہوئی تعلیم پر عمل کرنے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ قرآن کریم کی حکومت کو اپنے پر لاگو کرنے کی ضرورت ہے کہ اس بات کا عہد ہم نے اپنے عہد بیعت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی کیا ہے۔ اس پر عمل ہی ہمیں کتاب کے پڑھنے کا حق ادا کرنے والا بنائے گا۔ تبھی ہم ان لوگوں میں شمار ہو سکیں گے جن کے دلوں کو خدا تعالیٰ نے دھویا۔ اپنے دلوں کو دھلوانے کے لئے پہلے ہمیں خدا تعالیٰ کی طرف قدم بڑھانے ہوں گے تبھی ہم میں اور غیر میں ایک فرق نظر آئے گا۔

دین کی خاطر بعض اوقات اپنوں سے تعلقات کو بھی قربان کرنا پڑتا ہے۔ رشتہ داریوں کو بھی چھوڑنا پڑتا ہے۔ یہ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی دینی پڑی۔ لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس سے بڑھ کر یہ قربانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔ مکّہ کے ہر گھر میں آپ کا رشتہ اور تعلق تھا لیکن آپ کے دعویٰ کے بعد، آپ کے توحید کے قیام کے اعلان کے بعد سب نے آپ سے تعلق توڑا اور کسی رشتے کا پاس نہ کیا۔ کون سا ظلم تھا جو آپؐ پر روا نہ رکھا گیا ہو۔ لیکن آپ نے یہی اعلان فرمایا کہ توحید کے قیام سے مَیں کبھی نہیں ہٹ سکتا چاہے تم

سٹڈی ابراڈ
10 Years Quality Service 2003-2013
Study Abroad
All Services free of Cost
Prosper Overseas is the India's Leading Overseas Education Company.
About Us
Prosper Overseas is a One STOP SOLUTION to all International Study Needs. Representing over 500 Universities / Colleges in 9 countries since last 10 years
Achievements
• NAFSA Member Association , USA.
• Certified Agent of the British High Commission
• Trusted Partner of Ireland High Commission
• Nearly 100 % success Rate in Student Admissions in various institutions abroad, Training Classes, and Student Visas.
Corporate Office
Prosper Education Pvt Ltd.
1-7-27/6, Behind Green Park Hotel, Green Lands, Ameerpet, Hyderabad - 500 16, Andhra Pradesh,
Phone : +91 40 49108888.

Study Abroad
10 Offices Across India
بیرون ممالک میں
اعلیٰ پڑھائی کرنے کیلئے رابطہ کریں
CMD: Naved Saigal
Website:www.prosperoverseas.com
E-mail: info@prosperoverseas.com
National helpline: 9885560884

جتنا بھی مجھے لالچ دے دو۔ میرے ایک ہاتھ پر سورج رکھ دو اور دوسرے ہاتھ پر چاند رکھ دو تب بھی میں خانہ کعبہ کی تعمیر کے مقصد کے لئے قربانی کرتا چلا جاؤں گا اور خدا تعالیٰ کے پیغام کو پھیلاتا چلا جاؤں گا۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ 201 طلب ابی طالب الی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم...... دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء) بیشک خانہ کعبہ کی تعمیر میں جو پتھر استعمال ہوئے ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ (یہ تو محض) پتھر ہیں لیکن اس گھر کا بہت اونچا مقام ہے کیونکہ یہ توحید کے قیام کی نشانی ہے۔

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قربانی کے یہ اعلیٰ معیار قائم کئے تو آپؐ کے صحابہ بھی اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے نہ صرف ہر قربانی کے لئے تیار ہوئے بلکہ بے دریغ قربانیاں دیں۔ پس ہم جو آخرین میں شمار ہوتے ہیں ہمیں بھی ان قربانیوں کو یاد رکھنا چاہئے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اپنے ہر رشتہ کو ثانوی حیثیت دیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت پر اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل اور احسان ہے کہ وہ آپ کو ایسے جانثار عطا فرماتا رہتا ہے جو ہر قربانی کے لئے تیار ہوتے ہیں حتی کہ نئے آنے والے بھی اس قربانی کا مزہ چکھتے ہیں۔ دو دن پہلے ہی تازہ الفضل میں ایک احمدی عرب کا بیعت کا واقعہ بیان ہو رہا تھا کہ احمدیت کی وجہ سے باپ نے اسے گھر سے نکال دیا۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں۔ نوکری سے فارغ کر دیا گیا۔ فوج میں تھا وہاں کورٹ مارشل ہوا۔ سختیاں کی گئیں۔ ماں ناراض ہوگئی۔ لیکن پھر بھی ایمان پر قائم رہا۔ اور ایسی مثالیں دنیا میں پھیلے ہوئے مختلف لوگوں کی ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں ہیں۔ پس جب تک ہم قربانیوں کے ان معیاروں پر قائم رہیں گے تو صحیح معنوں میں خانہ کعبہ کی تعمیر کے مقاصد کو نبھاتے رہیں گے۔ حقیقی عیدیں ان قربانیوں کو زندہ رکھنے سے ہی منائی جاسکتی ہیں۔

پس یہ بات ہمیں یاد رکھنی چاہئے کہ اپنی نسلوں کو بھی ان حقیقی عیدوں کا ادراک پیدا کروائیں۔ ان کی اس نہج پر تربیت کریں کہ وہ بھی ذاتی اور اہلی قربانی کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔ ورنہ اگر یہ قربانیوں کی اہمیت کا تسلسل ہم نے اپنی اولادوں میں قائم نہ رکھا۔ اگر ہم خود اس کی اہمیت کو بھول گئے تو پھر انعامات سے بھی محروم کر دیئے جائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جب خاندان اور عزیزوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چھوڑا تو کیا آپ اکیلے رہ گئے؟ نہیں۔ بلکہ آپ کو اس قدر اولاد دی جو آسمان کے ستاروں کی طرح شمار ہوگئی۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا اکیلے رہ گئے؟ نہیں۔ بلکہ آپ کو وہ مخلص اور فدائی اور ہر قربانی کے لئے تیار صحابہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے جو آسمان کے ستاروں کی طرح نہ صرف بڑی تعداد میں تھے، بڑی کثرت میں تھے بلکہ ان کے دل توحید کی روشنی سے ایسے چمک رہے تھے کہ دنیا کے ایک حصے نے بھی ان کی روشنی سے فیض پایا۔ جہاں جہاں وہ پہنچے اس روشنی کو پھیلاتے چلے گئے۔ پس آج ہمیں اس اہمیت کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ اس مقصد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ قربانی کی عید سے یہ سبق لینا چاہئے کہ ہم نے اپنی اولاد کو قربانی کے لئے تیار کرنا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربانی کے لئے تیار کیا تھا تبھی تو وہ ذبح ہونے کے لئے تیار ہوگئے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کہا نہیں تم دنبہ ذبح کر دو۔ اب دنبہ تو انسان کی جان کا بدل نہیں ہوسکتا اور نہ یہ کوئی ایسی قیمتی چیز تھی جو اُن کے بیٹے کے متبادل تھی۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے تو دنبہ ایک معمولی چیز تھی کیونکہ ان کے پاس تو جانوروں کے ریوڑ تھے۔ کافی دولتمند تھے۔ جو شخص مہمانوں کے آنے پر فوراً ایک بچھڑا ذبح کر سکتا ہے اس کے لئے دنبہ ذبح کرنا تو معمولی چیز ہے۔ پس اس سے مراد یہ ہے کہ ہم اور ہماری اولادیں دنبے نہ بنیں۔ اپنے نفس کے دنبوں کو ذبح کریں۔ صرف دنیاوی لحاظ سے ہم اولاد کی تربیت نہ کریں، صرف ان کے کھلانے پلانے کا خیال نہ رکھیں، ان کو صحتمند نہ بنائیں بلکہ ان میں انسانیت پیدا کریں۔ اتنا پیار اور لاڈ نہ کریں کہ وہ صرف اپنی ذات تک ہی محدود ہو جائیں، ان میں انسانیت نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ نہ رہے۔ وہ اپنے مقصد پیدائش کو نہ پہچانیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم کو دنبے کے ذبح کرنے کا کہہ کر اللہ تعالیٰ یہ سبق دینا چاہتا تھا کہ اپنی اولاد میں سے دنبہ پن ختم کرو گے تو وہ انعامات کی وارث بنے گی اور جب تک یہ ختم رہے گا وارث بنتی چلی جائے گی اور نبوت ان میں قائم رہے گی۔
(ماخوذ از خطبات محمود جلد 2 صفحہ 115-114)

پس اس نکتے کو ہم میں سے ہر ایک کو سامنے رکھنا چاہئے کہ اپنی اولاد کی صرف دنیاوی صحت کی طرف اور بہتری کی طرف ہم توجہ نہ رکھیں کہ اس سے ہمیں دنیاوی فائدے ہوں گے بلکہ ان کی تربیت، ان کو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا فہم و اِدراک، ان کو اخلاق حسنہ میں ترقی کرنے کی طرف توجہ دلانا، ان میں توحید کے قیام کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہونے پر توجہ پیدا کرنا، یہ ضروری چیزیں ہیں جو ہماری ذمہ داری ہے۔ اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب ہم خود بھی ان باتوں پر عمل کرنے والے ہوں گے۔ اور جب یہ ہوگا تو ہم آخرین کی اس جماعت میں شامل ہونے والے ہوں گے جس نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے مقصد کو پورا کرنا ہے۔ جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانیوں کو یاد رکھتے ہوئے اپنی عیدوں کو منانا ہے۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی ابراہیم کہا ہے اور آپ کو بھی کثرت سے جماعت کے پھیلنے کی خوشخبری دی ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ اُرِیْحُکَ وَلَا اُجِیْحُکَ وَاُخْرِجُ مِنْکَ قَوْمًا یعنی میں تجھے آرام دوں گا اور تیرا نام نہیں مٹاؤں گا اور تجھ سے ایک بڑی قوم پیدا کروں گا۔ آپؑ فرماتے ہیں اس کے ساتھ ہی دل میں ایک تفہیم ہوئی جس کا مطلب یہ تھا جیسا کہ میں نے ابراہیم کو قوم بنایا۔ (تذکرہ صفحہ 530 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

پس اللہ تعالیٰ آپ کو ایسے لوگ کثرت سے عطا فرمائے گا جو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی طرح قربانیوں کو بھی یاد رکھیں گے اور توحید پر قائم رہنے والے ہوں گے۔ توحید کو پھیلانے والے بھی ہوں گے اور اس کے لئے کسی قربانی سے دریغ بھی نہیں کریں گے۔ اپنے نفس کو دنبہ بنانے والے نہیں ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے کی طرف ان کی توجہ ہوگی۔ صرف اور صرف دنیا ان کا مقصد نہیں ہوگا یا دنیا کا کمانا ان کا مقصد نہیں ہوگا بلکہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں گے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہم ان لوگوں میں شامل ہوں جو اس مقصد کو حاصل کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اب دعا ہوگی۔ دعا میں دین کی خاطر مشکلات میں گرفتار لوگوں کے لئے دعا کریں۔ اسیرانِ راہ مولیٰ کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔ جان کی قربانی کرنے والوں کے لئے، شہداء کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نسلوں کو بھی دین پر ہمیشہ قائم رکھے۔ اپنے اور اپنی نسلوں کے دین پر قائم رہنے کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہم سے راضی ہو اور ہم سے وہ کام کروائے جو اس کی منشاء ہے۔ مالی قربانی کرنے والوں کے لئے بھی دعا کریں۔ مسلمان امّت کے لئے، امت مسلمہ کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی عقل اور سمجھ دے اور وہ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے ہوں۔ ظلم و تعدّی سے باز آنے والے ہوں۔ زمانے کے امام کو ماننے والے ہوں۔ خانہ کعبہ جو توحید اور امن اور سلامتی کا نشان ہے اس کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ مسلمان لیڈر بھی اور مسلمان رعایا بھی ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسلام کی خوبصورت تصویر دنیا کو دکھانے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے اور اسلام کے خوبصورت پیغام کو دنیا تک پہنچانے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے اور دنیا میں رہنے والا ہر شخص خدائے واحد کی عبادت کرنے والا بن جائے۔

حج کے دوران جو واقعات ہوئے ہیں، جو حادثہ ہوا ہے اس کے نتیجہ میں سینکڑوں افراد کی موت واقع ہوئی۔ ان کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سے رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔ کئی معصوم جانیں ضائع ہوئی ہیں۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور اس کے بعد فرمایا:

سب کو عید مبارک ہو۔ جمعہ کے دن عید کے ساتھ گو اجازت ہے کہ جمعہ نہیں بھی پڑھا جاتا۔ ظہر کی نماز پڑھی جاتی ہے۔ لیکن ہم انشاء اللہ تعالیٰ جمعہ ادا کریں گے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

......☆......☆......☆......

Prop. Md. Mustafa Late Abdul Qadeer Laadji Yadgir (K.A)
09845924940, 09986253320

BHARAT BATTERIES
SHAHPUR-KARNATAKA
Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Batteries
Opp. Bajaj Show Room, B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Yadgir, Karnataka
طالب دعا: محمد مصطفیٰ مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

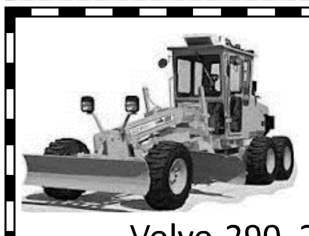

M/S ALLIA
EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

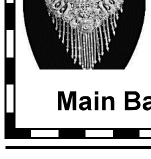

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

وَسِّعْ مَكَانَكَ الہام حضرت مسیح موعودؑ
RAICHURI CONSTRUCTION
SPECIALIST IN BUILDING CONTRACTS
SINCE 1985
Office:
Plot No. 6 Durga Sadan Tarun Bharat Co.
Opp. HSG. SOC. Near Cigarette Factory
Chakala Andheri (East) Mumbai-400069
Tel 28258310, Mob. 9987652552
E-mail: raichuri.construction@gmail.com

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یکم اکتوبر 2015 بروز جمعرات نماز ظہر سے قبل مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر وغائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ شائشۃ محمود صاحبہ

(اہلیہ مکرم محمد افضل محمود صاحب آف ہنسلو ساؤتھ، یوکے)

27رستمبر 2015 کو چند ماہ بیمار رہنے کے بعد 40 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ بہت نیک، ملنسار، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ لجنہ کے کاموں میں بہت فعال تھیں۔ آپ کے شوہر کا تعلق قادیان سے ہے اور آپ کے سسر واقف زندگی تھے۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک وقف نو بیٹا اور بوڑھے والدین یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم چوہدری محمد عاشق بھلر صاحب

(رکھ شیخ کوٹ، لاہور)

13راپریل 2015 کو 52 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے اپنی جماعت میں بطور سیکرٹری اصلاح وارشاد، امور عامہ وصنعت وتجارت خدمت کی توفیق پائی۔ چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ تھے۔ دیگر مالی تحریکات میں بخوشی حصہ لیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنے اور اپنے بھائیوں کی طرف سے اپنے حلقہ میں مسجد کیلئے نہ صرف زمین دی بلکہ اس کی تعمیر میں بھی بڑا حصہ ڈالا۔ غریبوں اور یتیموں اور بے سہارا گھرانوں کی ہر طرح مدد کیا کرتے تھے۔ آپ اپنے اردگرد علاقہ میں اپنے حسن سلوک اور شرافت کی وجہ سے مشہور تھے۔

(2) مکرمہ شاہدہ مرید صاحبہ

(بنت مکرم مرید احمد صاحب، ربوہ)

11رمارچ 2015 کو 34 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کو چار سال تک اپنے حلقہ میں بطور سیکرٹری وقف نو خدمت کی توفیق ملی اور نمائندہ دعوت الی اللہ بھی رہیں۔ فری میڈیکل کیمپ بھی لگایا کرتی تھیں، بہت دیندار اور خدمت کا جذبہ رکھنے والی خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(3) مکرمہ صفیہ بی بی صاحبہ

(اہلیہ مکرم عبدالقادر منگلا صاحب، ربوہ)

26رمئی 2015 کو وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ مہمان نواز، صابروشاکر، صفائی کا خیال رکھنے والی، مالی قربانی کا جذبہ رکھنے والی اور صدقہ وخیرات کرنے والی نیک خاتون تھیں۔

(4) مکرمہ مہوش زاہد صاحبہ

(اہلیہ مکرم رانا زاہد احمد صاحب، ربوہ)

8رجون 2015 کو 26 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ اعلیٰ تعلیم یافتہ خاتون تھیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے مطالعہ کے بعد اکتوبر 2013 میں خود ہی بیعت کی۔ جماعت سے خاص محبت تھی۔ چندہ جات میں باقاعدہ تھیں۔ جماعتی پروگرام اور اجلاسات میں بخوبی حصہ لیتی تھیں۔ بچہ کی پیدائش کے بعد بہت زیادہ بیمار ہوگئیں اور بچہ تو ایک دن بعد ہی فوت ہوگیا۔ بیماری کی وجہ سے ان کی والدہ انہیں گاؤں لے گئیں جہاں اگلے روز ان کی وفات ہوگئی۔ آپ کے والدین نے آپ کا جسد خاکی نہ دیا اور غیر از جماعت مولوی سے نماز جنازہ پڑھواکر وہیں تدفین کردی۔

(5) مکرم چوہدری محمود احمد صاحب

(ابن مکرم چوہدری علم دین صاحب، ربوہ)

یکم مارچ 2015 کو 82 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کو اپنے گاؤں نواں کوٹ میں ایک لمبا عرصہ امیر حلقہ، زعیم انصار اللہ اور صدر جماعت کے طور پر سلسلہ کی خدمت کی توفیق ملی۔ ربوہ منتقل ہونے کے بعد دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔

(6) مکرم ملک جمیل احمد خان صاحب (آف کراچی)

4رجنوری 2015 کو 90 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ انتہائی مخلص داعی الی اللہ اور بہت دعا گو بزرگ تھے۔ مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔ آپ نے لمبا عرصہ بطور صدر حلقہ اور زعیم اعلیٰ انصار اللہ مجلس ناظم آباد خدمت کی توفیق پائی۔

(7) مکرمہ تہمینہ ناصر محمود صاحبہ

(اہلیہ چوہدری عبدالمجید باجوہ صاحب آف کراچی)

آپ کچھ عرصہ قبل بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ اپنے حلقہ کی ایک فعال رکن تھیں۔ جہاں آپ کو بطور سیکرٹری تحریک جدید خدمت کی توفیق ملی۔ مالی قربانی میں پیش پیش تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(8) مکرم شیخ محمد عثمان صاحب (آپ کراچی)

8راپریل 2015 کو وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ جماعت کراچی میں بطور قاضی خدمت کی توفیق ملی۔ آپ بہت مخلص اور نیک انسان تھے۔

(9) مکرمہ امۃ النصیر صاحبہ

(سابق ہیڈمیسٹریس عائشہ سکول، سانگرہ)

8رمئی 2015 کو 56 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ مکرم چوہدری محمد حسین صاحب مرحوم عرف بابارنگ والا کی بیٹی تھیں۔ خلافت کے ساتھ محبت اور وفا کا تعلق تھا۔ آپ مستحق طلباء وطالبات کی مالی معاونت کیا کرتی تھیں۔

(10) مکرمہ عظمیٰ صاحبہ

(اہلیہ مکرم داؤد احمد صاحب، رحیم یار خان)

22راگست 2015 کو ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں 42 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ پنجوقتہ نمازی، انتہائی منکسر المزاج، نرم خُو، بے غرض، مہمان نواز مخلص اور نیک خاتون تھیں۔ آپ لجنہ اماء اللہ رحیم یار خان کی صف اول کی فعال ممبر تھی، لازمی چندہ جات اور تمام مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ پڑوسیوں اور ضرورت مندوں کا خیال رکھنے کے علاوہ غریب بچوں کی پڑھائی کے سلسلہ میں امداد بھی کیا کرتی تھیں۔

(11) مکرم مرزا عبدالسمیع صاحب

(ابن مکرم مرزا عبدالمجید صاحب، شاد باغ لاہور)

21راگست 2015 کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون، آپ کو اپنے حلقہ میں مختلف جماعتی خدمات کی توفیق ملتی رہی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کو متعدد بار حج اور عمرہ ادا کرنے کی بھی سعادت ملی۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، شریف النفس، مہمان نواز، ہر ایک کے ہمدرد، نیک اور مخلص انسان تھے۔ جماعت سے بہت محبت کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں 5 بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(12) مکرمہ تسنیم لئیق صاحبہ

(اہلیہ مکرم لئیق احمد صاحب، کراچی)

16راگست 2015 کو 47 سال کی عمر میں وفات پاگئیں اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ مکرم رحمت اللہ صاحب بنگوی کی پڑپوتی اور مکرم مرزا آصف بیگ صاحب کی بڑی بیٹی تھیں۔ آپ نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(13) مکرم ناصر احمد صاحب

(آف شمس آباد، ضلع قصور)

15رستمبر 2015 کو ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں 60 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ 2012 میں انتہائی جماعتی مخالفت کے باوجود ثابت قدم رہے اور نامساعد حالات کا مقابلہ کیا اور جماعت سے وابستگی اور مسلسل رابطہ رکھا۔ آپ نہایت صابر، جماعت کا درد رکھنے والے، جماعتی چندہ جات میں باقاعدہ بڑے نیک اور مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(14) مکرمہ مختار بی بی صاحبہ

(اہلیہ مکرم ناصر احمد صاحب، شمس آباد ضلع قصور)

14رستمبر 2015 کو ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں شدید زخمی ہونے کی وجہ سے 48 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے 1978 میں بیعت کرکے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی تھی۔ انتہائی صابرہ شاکرہ، چندہ جات میں باقاعدہ، بڑی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(15) عزیزم محمد اویس قرنی

(ابن مکرم شیخ محمد آصف صاحب، تلونڈی بھنڈراں)

16راگست 2015 کو ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نویں کلاس کے طالب علم تھے۔ نہایت شریف النفس، نیک اور مخلص نوجوان تھے۔

(16) مکرم احمد الرحال صاحب

(ابن مکرم حسان الرّحال صاحب، سیریا)

26رستمبر 2015 کو عید کے اجتماعات پر بم گرنے سے وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ سیریا جماعت کے مخلص نوجوان تھے۔

(17) عزیزم زید محمد خان

(ابن مکرم سراج الحق خان صاحب، جرمنی)

11رستمبر 2015 کو صرف سات ماہ کی عمر میں بعارضہ قلب وفات پاگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ عزیز کو پیدائشی طور پر دل کی تکلیف تھی۔ عزیز مکرم رشید الحق خان صاحب آف لندن کا نواسا اور مکرم ڈاکٹر نوید الحق خان صاحب آف متحد عرب امارات کا پوتا تھا۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ دو بھائی بعمر 7 سال اور تین سال یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

......☆......☆......☆......

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان
Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian

کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
098141-63952
نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

www.intactconstructions.org
Intact Constructions
وَسِّعْ مَكَانَكَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ
Mohammad. Janealam Shaikh
52 First Floor, Room 7, Zakria Masjid Street
Bhishti Mohalla, Mumbai-09
e-mail: intactconstructions@gmail.com
Mob. +91- 7738340717, 9819780273

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

بقیہ خلاصہ خطبہ از صفحہ نمبر 24

کریم پڑھ رہا ہوں اور ایک ایسے مقام پر رُکا جہاں لکھا تھا اِنِّیْ اَنْصُرُكَ یَا اَحْمَد۔ کہتے ہیں کہ یہ خواب دیکھ کے میں نے فوراً بیعت کر لی۔

پھر مالی کے مبلغ کہتے ہیں کہ کولی بالی ایک صاحب ہیں ایک چھوٹے سے قصبے کے رہنے والے بڑی عمر کے شخص تھے۔ دسمبر 2014ء میں انہیں بیعت کی توفیق ملی وہ کہتے ہیں کہ 1964ء میں جب وہ آئیوری کوسٹ میں تھے انہوں نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ دو سفید رنگ کے آدمی ان کے پاس آتے ہیں جنہوں نے کہا کہ امام مہدی آچکے ہیں ان کی بیعت کرو۔ اس خواب کے بعد انہوں نے آرمی جوائن کر لی خواب بھی بھول گئی۔ لیکن 2014ء میں ایک روز ریڈیو tune کر رہے تھے تو احمدیہ ریڈیو مل گیا۔ جب اس کو سننا شروع کیا اور امام مہدی کی آمد کا سنا تو دل کی کیفیت کہتے ہیں بدل گئی اور خواب بھی یاد آ گئی۔ وہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتے ہیں کہ وفات سے قبل ان کو امام مہدی کی بیعت میں آنے کی توفیق ملی جس کی اطلاع ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے پچاس سال پہلے دے دی گئی تھی۔ نیک فطرتوں کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا۔ ایک لمبا عرصہ گزرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے ان کی رہنمائی فرمائی۔

پھر سوازی لینڈ ہے ایک اور ملک۔ ایک احمدی نوجوان طاہر صاحب ہیں انہوں نے کچھ عرصہ قبل بیعت کی ہے۔ اس سال رمضان میں ستائیسویں کی رات خواب میں انہوں نے دیکھا کہ چاند اپنی پوری روشنی کے ساتھ چمک رہا ہے گویا کہ ایک دن کا سماں ہے خواب میں ہی آواز آئی کہ یہ وہ روشنی ہے جسے تم نے پا لیا ہے اسے مضبوطی سے پکڑے رکھو یہ آہستہ آہستہ پورے سوازی لینڈ میں پھیل جائے گی خواب میں مجھے سمجھایا گیا کہ اس روشنی سے مراد احمدیت ہے جو آہستہ آہستہ پورے ملک میں پھیل جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس خواب کے بعد اس نو احمدی کو غیر معمولی طور پر ثبات قدم عطا ہوا ہے۔

پھر مالی کا ایک اور واقعہ ہے ایک جماعت ناندرے بوغو میں ایک بزرگ ہیں سعید صاحب احمدیت کے بارے میں انہوں نے سنا تھا لیکن وہ احمدیت کے بارے میں اپنی تسلی کرنا چاہتے تھے اس کے لئے انہوں نے چالیس راتوں کا چلّہ کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اکیسویں رات انہوں نے خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ساتھ مجھے بھی دیکھا کہ دونوں ان کے گھر میں آتے ہیں اور انہیں اپنے ساتھ آسمان پر لے جاتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں یہ خواب دیکھ کر ان کی تسلی ہو گئی ہے اور انہوں نے احمدیت قبول کر لی۔

لوگ سمجھتے ہیں کہ افریقن لوگ یونہی قبول کر لیتے ہیں احمدیت لیکن چونکہ حق قبول کرنے کی جستجو ہے ان میں اس لئے سنتے ہیں اور پرکھتے ہیں۔ ڈھٹائی نہیں دکھاتے اور کیونکہ فطرت نیک ہے اس لئے اللہ تعالیٰ ان کی رہنمائی بھی فرماتا ہے۔ دین کے لئے ان کے دل میں ایک درد تھا تبھی تو چالیس دن انہوں نے چلہ کرنے کا سوچا۔

پھر اللہ تعالیٰ یہ بتانے کے لئے کہ نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کے سچے اور فرستادے ہیں اور بھیجے ہوئے ہیں۔ مسیح اور مہدی ہیں بلکہ آپ کے بعد جاری نظام خلافت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید یافتہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو جاری رکھنے والا ہے خلفاء کو بھی خواب میں دکھا کر رہنمائی فرما دیتا ہے۔ چنانچہ نائیجیریا سے ایک معلم لکھتے ہیں کہ محمد نامی ایک شخص نے اپنا خواب بیان کیا کہ وہ بحری جہاز پر سوار تھا جب بحری جہاز سمندر کے وسط میں پہنچا تو اچانک طوفان آ گیا اور جہاز ڈوبنے لگ گیا اور زندگی کے آثار ختم ہونے لگے۔ اس وقت اچانک ایک انسان نے ہاتھ پھیلائے اور مجھے کنارے پر لے آیا۔ مجھے نہیں علم تھا کہ یہ خدا کا بندہ کون ہے کچھ عرصے بعد اس محمد نامی شخص کا رابطہ ہمارے ایک داعی الی اللہ اور معلم سے ہوا۔ داعی الی اللہ نے اس شخص کو ایم۔ٹی۔اے دکھایا تو ایم۔ٹی۔اے پر جب اس نے میری شکل دیکھی تو یکدم کہنے لگا کہ یہی وہ خدا کا بندہ تھا جس نے مجھے بچایا تھا چنانچہ وہ اپنے سارے خاندان کے ساتھ جماعت احمدیہ میں شامل ہو گیا۔

پھر مصر کے ایک صاحب ہیں کہتے ہیں میں نے 2004ء میں خواب میں دیکھا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایک جگہ آرام کر رہے ہیں میں ان کے ساتھ بیٹھا ہوں اور وہ مجھے دیکھ کر فرماتے ہیں کہ تمہیں اس معاملے میں تحقیق کرنی چاہئے۔ مجھے اس وقت سمجھ نہیں آئی اور کہتے ہیں میں نے کبھی دیکھا بھی نہیں تھا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو اس سے پہلے۔ خواب کے چار سال بعد میں نے ایم۔ٹی۔اے دیکھا اور تحقیق کرنے لگا اور اس طرح خدا تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی۔ کہتے ہیں نومبر 2014ء میں میں نے بیعت کرنے سے پہلے خواب دیکھا کہ میں ایک مسجد میں داخل ہوا ہوں جو نمازیوں سے بھری ہوئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلوہ نشین ہیں اور میری طرف دیکھ رہے ہیں۔ میں حضور کے قریب ہوتا ہوں اور ان کی جگہ پھر حضرت خلیفہ اول ہوتے ہیں ایک آواز کہتی ہے کہ یہ ابوبکر صدیق ہیں میں اور قریب ہوتا ہوں اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی جگہ خلیفۃ المسیح الخامس ہوتے ہیں۔ آپ مجھے دیکھتے ہی دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں اور میں بھی دعا میں شامل ہو جاتا ہوں کہتے ہیں کہ میں نے اس خواب کی تعبیر یوں کی کہ دعاؤں کی قبولیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی اتباع کی برکت سے ہوتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : پس یہ حق کو سمجھنے والے خوش قسمت لوگ ہیں ان کی دل کی کیفیت دیکھ کر خدا تعالیٰ ان کی رہنمائی فرماتا ہے اور جیسا کہ بعض لوگوں کی خوابوں سے ظاہر ہے ایسی واضح رہنمائی فرماتا ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے اور وہ جو اپنے آپ کو دین کا عالم سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اس رہنمائی سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نومبائعین کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے تو آپ علیہ السلام نے ان نومبائعین سے اظہار محبت کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ بڑے خوش قسمت ہیں کہ جو بڑے بڑے مولوی تھے ان کے لئے خدا تعالیٰ نے دروازے بند کر دیئے اور آپ کے لئے کھول دیئے۔

خدا تعالیٰ کا آپ لوگوں پر بھی بڑا احسان ہے جو آپ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور جو ساری دنیا میں سارے پھیلے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ پس جیسا کہ میں کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں کہ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو یاد رکھنا چاہئے اور اس کا شکر گزار ہونا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جماعت میں شامل ہونے والوں کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جماعت کو ہی دیکھ لو، یہ سب کی سب ہمارے مخالفوں سے ہی نکل کر بنی ہے اور ہر روز جو بیعت کرتے ہیں یہ انہی میں سے آتے ہیں ان میں صلاحیت اور سعادت نہ ہو تو یہ کس طرح نکل کر آتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : بہت سے خطوط اس قسم کے بیعت کرنے والوں کے آتے ہیں۔ پہلے میں گالیاں دیا کرتا تھا مگر اب میں توبہ کرتا ہوں مجھے معاف کیا جاوے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : آج بھی بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کے یہی مخالفت کے رویے تھے لیکن اب اخلاص میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ چنانچہ مالی کے ایک مبلغ صاحب نے ہمیں لکھا کہ ہمارے ایک ممبر جماعت سلیمان صاحب ہیں۔ بیعت کے بعد ان کی اہلیہ ان کے بھائی پاس چلی گئیں اور کہا کہ تمہارا بھائی مسلمان نہیں رہا۔ تمہارا بھائی احمدی ہو گیا ہے اب مسلمان نہیں رہا۔ تم جا کر اس کو سمجھاؤ۔ اس پر ان کے بھائی کو بہت غصہ آیا وہ سلیمان صاحب کے پاس آئے اور احمدیت چھوڑنے کو کہا اور کہا کہ اگر احمدیت نہیں چھوڑو گے تو پھر میرا تمہارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہو گا حتی کہ تمہارا جنازہ بھی میں نہیں پڑھوں گا۔ لیکن سلیمان صاحب نے بھائی کی کوئی پرواہ نہیں کی اور ثابت قدم رہے۔ ان کے مخالف بھائی نے کچھ عرصہ بعد ریڈیو احمدیہ اس غرض سے سننا شروع کیا کہ احمدیت سے اپنے بھائی کو بچائیں گے سنیں گے اور اس پر اعتراض کریں گے اور بچائیں گے مگر کچھ عرصے بعد خود ان کے مخالف بھائی کی دل کی حالت بدل گئی اور بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہو گئے۔

اسی طرح ہندوستان سے مربی اجمل صاحب لکھتے ہیں کہ صوبہ بنگال کے ضلع مرشد آباد کے ایک گاؤں میں ایک تبلیغی میٹنگ رکھی گئی۔ اس میٹنگ میں گاؤں کی غیر احمدی مسجد کی کمیٹی کے نگران اور مسجد کے مؤذن اور بعض دیگر پڑھے لکھے غیر احمدی احباب بھی شامل ہوئے۔ میٹنگ کے بعد مسجد کی کمیٹی کے نگران کہنے لگے کہ میرا بھتیجا احمدی ہے اور میں ہمیشہ احمدیوں سے نفرت کرتا تھا اور سمجھتا تھا کہ احمدی بے دین لوگ ہیں لیکن اب میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ احمدی ہی حقیقی مسلمان ہیں اور باقی سب اسلام سے کوسوں دور ہیں۔ بعد میں پھر اس گاؤں میں بارہ بیعتیں بھی ہوئیں۔

پس یہ اللہ تعالیٰ کے کام ہیں جو وہ کر رہا ہے اور جماعت یہ نشانات دیکھ رہی ہے اور یقیناً یہ واقعات ہمارے ایمانوں کو مزید مضبوط کرتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ ہمیں اپنی دینی حالتوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں: قرآن شریف کو پڑھو اور خدا سے کبھی نا اُمید نہ ہو۔ مؤمن خدا سے کبھی مایوس نہیں ہوتا یہ کافروں کی عادت میں داخل ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ ہمارا خدا علیٰ کل شیءٍ قدیر خدا ہے۔ قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو اور نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھو اور اس کا مطلب بھی سمجھو۔ اپنی زبان میں بھی دعائیں کر لو۔ قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو۔ نماز کو اسی طرح پڑھو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا : اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم خدا تعالیٰ سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنے والے ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے مقصد کو سمجھنے والے ہوں اور جماعت کا ایک فعال اور مضبوط حصہ بنیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کے ہمیشہ وارث بنتے چلے جائیں۔

☆......☆......☆

M/S NAIEM GARMENTS
QILLA BAZAR, POONCH. (J&K)
Deals in : Ladies Suits,
Gents Wear &Baby Suits etc.
Prop. MOHAMMAD SHER
Mob.09596748256, 9086224927

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

EDITOR
MANSOORAHMAD
Tel. : (0091) 1872-224757
Manager: 09417020616
Editor : 08283058886
e-mail : badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ بدر قادیان
The Weekly BADR Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516
Postal Reg. No. GDP/001/2013-15 Vol. 64 Thursday 22 October 2015 Issue No. 43

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 550/-
By Air : 50 Pounds or 80 U.S. $
: 60 Euro
: 80 Canadian Dollar
Postal Reg. No. GDP/001/2013-15

جماعت احمدیہ دنیا میں سب سے زیادہ ترقی کرنے والی جماعت ہے اور اب تو یہ بات ہمارے غیر بھی مانتے ہیں یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کی ایک بہت بڑی دلیل ہے کہ ہندوستان کے ایک چھوٹے سے گاؤں سے اُٹھنے والی آواز آج دنیا کے ہر شہر اور ہر گاؤں میں گونج رہی ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 16؍اکتوبر 2015 بمقام مسجد بیت العافیت، فرنکفرٹ، جرمنی

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ دنوں میں ہالینڈ میں تھا وہاں ایک جرنلسٹ مجھے کہنے لگے کہ کیا جماعت احمدیہ سب سے زیادہ بڑھنے والی جماعت ہے دُنیا میں۔ میں نے انہیں کہا کہ اگر ایک بین الاقوامی جماعت کی حیثیت سے دیکھیں تو یقیناً جماعت احمدیہ دنیا میں سب سے زیادہ ترقی کرنے والی جماعت ہے اور اب تو یہ بات ہمارے غیر بھی مانتے ہیں اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کی ایک بہت بڑی دلیل ہے کہ ہندوستان کے ایک چھوٹے سے گاؤں سے اٹھنے والی آواز آج دنیا کے ہر شہر اور ہر گاؤں میں گونج رہی ہے اور پھر اس کی امتیازی شان اس وقت اور بھی نمایاں ہو جاتی ہے زیادہ روشن ہو کر ابھرتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس وقت جب ایک عام آدمی کے خواب و خیال میں بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ جماعت احمدیہ دنیا میں جانی جائے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بڑے وثوق سے اپنی تحریرات اور اپنے ارشادات میں اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر یہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک وقت آئے گا کہ جماعت احمدیہ دنیا میں جانی جائے گی اور اس کا پھیلاؤ ایک نشان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کا نشان ہوگا۔ چنانچہ ایک موقع پر آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلے کو پھیلا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ اس سلسلے کو دنیا میں پھیلائے بلکہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ اس سلسلے کو ایسا پھیلا دے گا کہ یہ سب پر غالب ہوں گے۔ خدا تعالیٰ کی یہی سنت ہے کہ ہر ایک کام بتدریج ہو۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی درخت اتنی جلدی پھل نہیں لاتا جس قدر جلدی ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے۔ یہ خدا کا نشان اور اعجاز ہے۔

پس ہم تو اس ایمان پر قائم ہیں اور یقیناً ہر احمدی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر سچا ایمان رکھتا ہے اس بات پر قائم ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے صرف 125 سال پہلے ایک چھوٹے سے دور دراز علاقے سے اٹھی ہوئی آواز کو دنیا کے کونے کونے میں نہ صرف پھیلا دیا بلکہ مخلصین کی جماعتیں بھی قائم فرماتا چلا جا رہا ہے جو آپ سے اخلاص و وفا اور ایمان میں بڑھ رہی ہیں تو وہ خدا اپنے فضل سے انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی یہ بات بھی پوری فرمائے گا کہ ابتلاء دور ہو جائیں گے اور یہ سلسلہ سب پر غالب ہوگا۔ آجکل ہم اس دور میں سے گزر رہے ہیں جب یہ سلسلہ دنیا میں پھیل رہا ہے اور یہ تدریجی ترقی دنیا کو اب نظر بھی آ رہی ہے تبھی تو اس جرنلسٹ نے مجھے پوچھا تھا کہ کیا یہ جماعت اب دنیا میں سب سے زیادہ پھیلنے والی جماعت ہے اور کئی اور جگہ بھی غیر یہ سوال کرتے ہیں اور اعتراف بھی کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ بڑی تیزی سے ترقی کرنے والی جماعت ہے۔ گو ابتلاء بھی ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ لیکن دنیا کے مختلف ممالک سے جو رپورٹس آتی ہیں جن میں بیعتوں کا ذکر اور بیعت کرنے والوں کے واقعات ہوتے ہیں انہیں پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کہاں کہاں پہنچی ہوئی ہے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ تائیدات کے نظارے بھی کیسے کیسے دکھا رہا ہے۔ اگر یہ کسی انسان کا کام ہوتا تو یہ سلسلہ اب تک ختم ہو جانا چاہئے تھا اور اس کے جھوٹ کا پول کھل جانا چاہئے تھا لیکن یہ ختم ہونے کا سوال نہیں ہے یہاں تو اللہ تعالیٰ ترقیات دکھا رہا ہے۔

جب ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کس طرح نشان دکھاتا ہے کس طرح پکڑ پکڑ کر لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں لاتا ہے تو حیرت ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فرشتے اس طرح پھرتے ہیں جیسے آسمان میں ٹڈی ہوتی ہے۔ وہ دلوں میں ڈالتے پھرتے ہیں کہ مان لو مان لو۔

اس وقت میں گزشتہ سال میں ہونے والے ایسے بعض واقعات کی مثالیں پیش کرتا ہوں۔ بہت سارے واقعات میں سے چند ایک لئے ہیں جن کی خوابوں کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرمائی۔ حیرت ہوتی ہے ان لوگوں کی باتیں سن کر کہ ہزاروں میل دور قادیان سے بیٹھے ہوئے ہیں بلکہ بعض تو ایسے علاقوں میں ہیں جہاں کسی طرح کا نظام رسل و رسائل اور مواصلات بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی رہنمائی فرما رہا ہے۔

ایک چھوٹا سا آئی لینڈ ہے ماریشس کے پاس مایوٹے۔ مبلغ وہاں دورے پر گئے۔ کہتے ہیں کہ ایک غیر احمدی دوست نے خواب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا۔ کچھ عرصے بعد انہیں ایم۔ٹی۔اے دیکھنے کا موقع ملا تو ایم۔ٹی۔اے پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھ کر فوراً کہنے لگے کہ یہی تو وہ بزرگ ہیں جنہیں میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ اس طرح ان کو یقین ہو گیا کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔ چنانچہ وہ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گئے۔

اسی طرح گنی کناکری ایک دور دراز ملک ہے افریقہ کا۔ یہاں شہر میں ایک یونیورسٹی کے طالبعلم سلیمان صاحب تھے لمبے عرصہ سے زیر تبلیغ تھے لیکن بیعت نہیں کر رہے تھے۔ ایک دن وہ آئے اور کہا کہ اب میں مطمئن ہوں اور بیعت کرنا چاہتا ہوں جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ کس طرح مطمئن ہوئے تو انہوں نے اپنی خواب بیان کی کہ میں ایک کشتی میں سوار ہوں اور ہماری کشتی کے قریب ایک دوسری کشتی ڈوب رہی ہے اور اس کے مسافر ہمیں مدد کے لئے پکار رہے ہیں ہم ان کی مدد کرتے ہیں اور وہ ہماری کشتی میں سوار ہو جاتے ہیں ہم جس میز کے گرد بیٹھے ہیں وہاں امام مہدی علیہ السلام بھی موجود ہیں اور ہمیں پینے کے لئے دودھ کا پیالہ دیتے ہیں۔ کہتے ہیں میں نے وہ پیالہ لیا اور خوب پیٹ بھر کر دودھ پیا جس کا ذائقہ نہایت عمدہ تھا۔ اس کے بعد جب میری آنکھ کھلی تو میں سمجھ گیا کہ یہ زندگی بخش جام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کشتی میں سوار ہونے اور آپ کی بیعت کرنے کے نتیجہ میں ہی حاصل ہو سکتا ہے چنانچہ انہوں نے بیعت کی۔

اسی طرح تیونس نارتھ افریقہ کا یہ ملک ہے۔ یہاں کے ایک دوست قادر صاحب ہیں۔ کہتے ہیں میں جماعت سے متاثر تو تھا لیکن بیعت کی طرف میرا دل نہیں جاتا تھا۔ تسلی نہیں تھی۔ اس لئے کہ امام مہدی کو نبی کے طور پر ماننے کے لئے تیار نہیں تھا۔ حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں: اگر یہ سمجھ آ جائے مسلمانوں کو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوی ایک غیر شرعی نبی کا ہے آپ نے جو کچھ پایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہی پایا ہے۔ اور مسیح نے جو آنا تھا وہ نبی کے مقام کے ساتھ ہی آنا تھا تو بہر حال یہ ماننے کو تیار نہیں تھے۔ پھر کہتے ہیں میں نے فیصلہ کیا کہ اسی صورت میں بیعت کروں گا کہ اگر خدا تعالیٰ مجھے بتا دے کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام ہی امام مہدی ہیں اس دوران کہتے ہیں میری گفتگو ایک احمدی دوست سے ہوئی تو اس نے مجھے ایک حوالہ دیا کہ جو امام مہدی کو پہچاننے کے باوجود بیعت نہیں کرے گا وہ جہالت کی موت مرے گا۔ کہتے ہیں کہ اس بات کا مجھ پر بہت گہرا اثر ہوا چنانچہ میں نے رات کو استخارہ کیا اور خواب میں دیکھا کہ میں قرآن

باقی صفحہ نمبر 23 پر ملاحظہ فرمائیں

مضمون نگار حضرات متوجہ ہوں!

اخبار بدر میں اشاعت کی غرض سے مضامین بھیجنے والے احباب سے مؤدبانہ التماس ہے کہ:

1۔ پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک کے احباب اپنے مضامین نیشنل صدر/امیر جماعت کی سفارش کے ساتھ وکالت تعمیل وتنفیذ لندن برائے بھارت، نیپال، بھوٹان کے توسط سے بھجوائیں۔

2۔ پاکستان کے احباب اپنے مضامین مکرم ناظر صاحب خدمت درویشان کی سفارش کے ساتھ وکالت تعمیل وتنفیذ لندن برائے بھارت نیپال بھوٹان کے توسط سے بھجوائیں۔ تمام بیرون ممالک کے نیشنل صدر/امیر جماعت کے پاس وکالت تعمیل وتنفیذ لندن کی ای میل آئی ڈی موجود ہے۔

وکالت تعمیل وتنفیذ لندن کے توسط سے آنے والے مضامین ہی اخبار بدر میں شائع کئے جاسکیں گے۔

نوٹ: مندرجہ بالا ہدایات صرف بیرونی ممالک کے لئے ہیں۔ اندرون ملک سے مضامین بھجوانے والے احباب صدر جماعت/امیر جماعت کی سفارش کے ساتھ اپنے مضامین براہِ راست ایڈیٹر بدر کو بھجیں (ادارہ)

فون نمبر: 1800 3010 2131

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

شعبہ نور الاسلام کے اوقات

روزانہ صبح 9 بجے سے رات 11 بجے تک جمعہ کے روز تعطیل

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badr, at Fazle-Umar Printing Press Qadian, Harchowal Road Po. Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab, India.
And published at office of the Weekly Badr Moh- Ahmadiyya, Harchowal Road P.o Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor: Mansoor Ahmad